گزار ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ ✦ ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند ✦ بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

مجنوں نے شہر چھوڑا ہے صحرا بھی چھوڑ دے ✦ نظارے کی ہوس ہو تو لیلیٰ بھی چھوڑ دے

المعروف چشم بصیرت ، باطنی پرواز ، عالم غیب ، ذکر العین

قانونِ علم العین — قانون تصوف

دعوت — صفت اندام

سیف الرحمٰن

عالم بیرنگ ، بے کیف ، بے چون و بے چگون

تجلی احدیت

واحدیت سبز

لاہوت سفید

جبروت سرخ

ملکوت زرد

ناسوت نیلا

دعوت — اعظم

الملقب علم العین — الخطاب تیغ نگاہ

قانون زاویہ نگاہ و استغراق ۔ رنگ انوار لطائف ۔ قانون حواس خمسہ ظاہری باطنی

سلسلہ تصنیف ۱ — مصنف و مؤلف

ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری جلالپوری

ہدیہ کتاب

اول گیارہ بار درود شریف۔ ایک بار الحمد شریف

۔تین بار سورۃ اخلاص۔ آخر گیارہ بار درود شریف

برائے ایصال ثواب

مصنف تصنیف ہذا

ڈاکٹر نور محمد نور (سروری قادری، جلالپوری)

(دعا کا طالب) ریاض مسعود

riazmasud2k@gmail.com

netdokan@gmail.com

Cell# 03334215416

باطنی نگہ نہیں تو باطنی زندگی بھی نہیں!

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک ✤ نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ

نام کتاب "سیف الرحمٰن" : نام مصنف ڈاکٹر نور محمد نور سروری جلالپوری

تاریخ اشاعت : ۱۹۸۳ء تعداد : تین ہزار

مطبع : کتابت : محمد شریف اختر مجاہد [illegible]

قیمت فی جلد : ۱۲۰ روپے (علاوہ محصول ڈاک)

اور نہ ہی ان کے پسماندگان ہیا کر سکتے ہیں۔

تصنیفاتِ ہذا میں کوئی بات شریعتِ محمدی کے خلاف ہو تو حذف کر دی جائے

معذرت: گو میں از خود شریعتِ محمدی کا سختی سے پابند ہوں تاہم میں علماء ظاہری و باطنی کا تصرف سے بھی زیادہ قدردان ہوں۔

انتباہ بھی، وصیت بھی، خوشخبری بھی، صلائے عام بھی!

انتباہ: یہ انتباہ ہر اس شخص کے لیے، ہر اس ادارے کے لئے، ہر اس ناشر کے لئے ہے جو میرے بعد قیامت تک اس تصنیفِ لطیف کو چھاپے، طبع کرے، نشر کرے۔ وُہ یہ کہ کوئی شخص، کوئی ادارہ یا کوئی بھی ناشر اس تصنیف کو کمائی کا ذریعہ نہ بنائے۔ اسے چھاپ کر اوّل تو وُہ قطعاً کوئی منافع نہ لے۔ ماسوا لاگتِ اصل کے۔ (ii) یا اصل لاگت سے آئندہ مہنگائی، آئندہ طباعت کے (؟) مد اخراجات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صرف چند روپے زائد لے سکتا ہے۔ وُہ بھی صرف چند روپے زائد ہوں اصل لاگت سے جو آئندہ طباعتِ تصنیف کے لینے کافی ہوں۔ نہ کہ منافع کے لئے۔ بہرحال مذکورہ بالا تمام اشخاص، اداروں اور ناشروں کو یہ بات دھیان میں رکھنی چاہیئے کہ اس تصنیف سے دنیا نہ کمانا۔ چونکہ اس تصنیف کی غرض و غایت فی سبیل اللہ لوگوں کی خدمت ہے نہ کہ منافع خوری۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے گا تو قیامت کے روز وہ خود اس کا جوابدہ ہوگا۔ اور اس بات کو خوب خوب جان لو کہ تم دُنیا میں اکیلے آئے ہو اور تمہاری مرضی کے بغیر تمہیں اکیلا ہی یہاں سے بُلایا جائے گا۔ اس لیئے تیاری جانے کی کرنی چاہیئے نہ کہ یہاں رہنے کی۔ لہٰذا ہمیشہ یہ بات یاد رکھیئے!

وصیت: میرے تمام قلمی نسخے رُوحانی، تمام نوادرات، میری تمام محفوظ چیزیں یا میری قبر کے محافظ، میری قبر کے منتظم، میری قبر کے نگہبان اور میری قبر کے احاطہ

کے وارث جناب محترم سلطان احمد صاحب سروری قادری ولد میاں محرم دین اور ان کی اولاد جناب ریاض احمد صاحب ولد جناب محترم سلطان احمد صاحب و جناب عابد حسین صاحب ولد محترم سلطان احمد صاحب ہوں گے جو کہ ٹاؤن جلالپور بھٹیاں خاص تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب' پاکستان کے ساکن ہیں۔

کوئی شخص کوئی ادارہ کوئی ناشر کوئی کتبخانہ اس تصنیف کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائے

نیز مذکورہ بالا مسمی سلطان احمد صاحب پسران ریاض احمد و عابد حسین صاحبان تاقیامت مندرجہ بالا تمام چیزوں' مسودات تصنیف تمام کے تمام نوادرات بلا شرکت غیرے وارث ہوں گے بلکہ تاقیامت طباعت کتب سیف الرحمن' اللہ جل شانہ' حق سبحان و دیگر کتب جو آئندہ تصنیف کروں اور تمام خطوط یادگاری کے بھی وارث ہوں گے اور تاقیامت اولاد در اولاد' نسلاً در نسل وارث ہوں گے۔ اسی طرح طباعت و نشر و اشاعت مذکورہ بالا کتب کے حقدار حقیقی ہوں گے۔

نوٹ: کوئی بھی شخص مذکورہ بالا مسودات قلمی اصل جو کہ میرے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہیں۔ ان سے طلب نہ فرمائے۔

(۳)۔(۱) میرے تمام حقیقی برادران جن کے اسماء گرامی جناب حضرت سلطان العفرة، حضرت چوہدری حیات محمد صاحب قدس سرہ (جن کے میں پاؤں کی خاک برابر جن کے میں غلاموں کا بھی غلام ہوں) اور ان کے سجادہ نشین صاحبزادہ حضرت محمد جمیل صاحب قدس سرہ اور انکے تمام حقیقی برادران پھر ان سب کی اولاد در اولاد' ان تمام تصانیف کی طباعت کی تاقیامت مجاز ہوگی۔ (۲) جناب چوہدری فتح محمد صاحب حقیقی بھائی اور ان کی اولاد در اولاد۔

(۱۱)۔ جناب نیاز محمد صاحب اور اُن کی اولاد در اولاد (۱۰) جناب بشیر محمد صاحب اور اُن کی اولاد در اولاد (۷) اور یہ بندۂ عاجز خود ڈاکٹر زر محمد سروری قادری (مگر آپ مجھے طباعت کی اجازت دیں) اس تصنیف اور باقی تمام تصنیفات یعنی سیف الرحمٰن، اللہ جل شان حق سبحان اور باقی خطوط وملفوظات کو طبع، شائع، نشر و اشاعت کرنے کے پورے پورے مجاز ہونگے جب تک یہ دُنیا قائم ہے تا قیامت اشاعت کتب وملفوظات کی طباعت ونشر و اشاعت کے مکمل طور پر مجاز و حقدار ہیں اور ہوں گے۔

میری تمام تصانیف کو کُل پاکستان اور ساری دُنیا کے ناشر نشر و طبع کر سکتے ہیں! (لیکن بشروط بانتباہ؟)

بشرطیکہ ان تصانیف کو دُنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔ یہ تمام تصانیف قانون تصوف کا درجہ رکھتی ہیں اس لئے ہر فرد ہر خاندانِ تصوف، ہر سلسلۂ طریقت کے لئے کار آمد ہی نہیں بلکہ ان کا ہر لفظ "ہر جملہ" حواس خمسہ ظاہر و باطنی "استغراق" زاویہ نگاہ (بلاواسطہ) علم العین، عالم باطنی میں پرواز، عالم غیب میں داخلے کی واحد و وحید کلیدات ہیں۔ اس سے سوا باطن میں داخلے کا اور کوئی راستہ ہے ہی نہیں اور بس!

(۳)۔ علاوہ ازیں جناب محمد شبیر گوندل ایم۔اے، بی۔ایڈ اور ان کی اولاد در اولاد "نسلاً بعد نسل" ان تمام تصانیف کی نشر و اشاعت کی مجاز ہیں۔

(۴)۔ جناب محمد بشیر صاحب نوشاہی علی پوری (چٹھہ) اور اُن کی اولاد در اولاد نسلاً بعد نسل بھی مذکورہ بالا تمام تصانیف کی نشر و اشاعت کی ہمیشہ کے لئے مجاز ہوں گی۔

(۵)۔ کوئی بھی رفاہی ادارہ اسے نشر و طبع کر سکتا ہے۔

(۶)۔ یہ حقوق مذکورہ بالا تمام لائبریریوں کو بھی حاصل ہوں گے۔

(۷) ۔ تمام پاکستان کے پریس، کتب خانے، نشر و اشاعت کے ادارے اسے طبع، نشر اور مشتہر کرنے کے مجاز ہوں گے۔ بشرطیکہ وہ جذبۂ خدمتِ خلق کے لئے ایسا کریں، نہ کہ صرف کمائی کا ذریعہ بنانے کے لئے۔

(۸) ۔ تمام دُنیا کے پریس اور کتب خانے، نشر و اشاعت کے ادارے اسے طبع و نشر کر سکتے ہیں

(۹) ۔ کسی بھی مُلک کے کسی شخص، ادارے، پریس، کتب خانے اور نشر و اشاعت کے ہر ادارے کو یہ اجازت حاصل ہے اور ہمیشہ رہے گی کہ ان مذکورہ بالا تصانیف کو اپنی اپنی زبان میں ترجمہ کر کے نشر و اشاعت اور طبع کر سکیں۔

مُصنّف:

ڈاکٹر نور محمد نور سروری

نوٹ

ہر صفحہ کی پہلی سطر میں اقوالِ زریں مندرج ہیں مضمون کے عنوانات آپ کو کہیں کہیں نظر آئیں گے امتیاز ملحوظ فرماویں

ہمارے باطنی لطائف دونوں جہان کی سیر کی اہلیت رکھتے ہیں!

حواس خمسہ ظاہری، حواس خمسہ باطنی، استغراق، محویت علم العین پر کسی گروہ، کسی خاندان، کسی مسلک کی اجارہ داری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کو یکساں عطا کئے ہیں۔ اس بارے میں مذکورہ بالا قوائے ظاہری و حواس باطنی، علم العین، استغراق کے متعلق یہ "تصنیف لطیف قانون کا درجہ رکھتی ہے" اس لئے یہ تصنیف لطیف ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیئے

لہٰذا یہ تصنیف ہر گروہ کے لیئے، ہر خاندان کے لیئے اور ہر مسلک کے لیئے یکساں مفید، کار آمد اور فائدہ رساں ہے۔ سب لوگ، سب اصحاب بلکہ ہر آدمی اس سے یکساں مستفیض ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایسی حالت ہو کہ

آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

سو یہ تصنیف ایک عام آدمی نابینا کو بینائی باطنی عطا کرنے کے لئے نہ صرف کافی ہے بلکہ اُسے فرش سے عرش تک، ناسوت سے لامکاں تک، لامکان ولاہوت سے ہاہویت تک پہنچانے تک انسان کو کافی ہے اور جو حواس و قوائے ظاہری باطنی اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو روز ازل سے عطا کر دیئے ہیں سو ان ہی حواس و باطنی قویٰ سے آپ کو کام لینا ہوگا۔ سو جو راستہ باطن میں پہنچنے کا بذریعہ علم العین بیان کر دیا گیا ہے۔ باطن میں داخل ہونے کا اس کے سوا اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ یہ قدرتی، عین فطرت کے مطابق راستہ ہے اس لئے سب کے لئے۔ ہر کس و ناکس کے لئے، ہر خاندان کے لئے یکساں مفید ہے۔

مصنف: ڈاکٹر نور محمد سروری قادری

فہرست مضامین

نوٹ: مذکورہ بالا تمام دعوت کی مفصل تفصیل تصنیف "حق سبحان" صفحہ ۵۰ اور ۵۱ پر ملاحظہ ہو

○ حواس خمسہ باطنی کو کھولنا ایک معمہ ہے فَہِمَ مَنْ فَہِمَ

○ باطنی پرواز بھی ایک معمہ ہے جس نے کھول لیا سو کھول لیا۔

○ باطنی مشاہدہ بھی ایک معمہ ہے جس نے جان لیا سو جان لیا۔

اِس جہان کے علاوہ اور جہان بھی ہیں

پیش لفظ

نسبت طریقت

یہ بندۂ حقیر ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری "قارئین کرام کی خدمت میں یوں عرض پرداز ہے کہ یہ بندۂ حقیر جناب حضرت فقیر نور محمد قادری سروری قدس سرہٗ کا مرید حقیر ہے۔ اُن پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔ اُن کو اس بندہ نے متواتر ۳۰ سال کی تلاش کے بعد پایا۔ اُن کے احسان' فیض و برکات کا حق یہ بندہ ادا نہیں کر سکتا۔ اُن پر ہزاروں سلام ہوں۔ اُن کے بعد یہ بندہ جناب حضرت صاحبزادہ فقیر عبدالحمید قدس سرہٗ فرزند ارجمند فقیر صاحب قدس سرہٗ اور اُن کے برحق جانشین کا غلام ہے۔ اور نیز حضرت فقیر صاحب قدس سرہٗ کے تمام فرزندوں کے غلاموں کا غلام ہے۔ مجھ ناچیز سے کسی کی بھی لطف کرم کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

تیری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا' نہ شکایت زمانہ

بعدازاں آپ کی خدمت میں اس تصنیف لطیف کا مصنف یوں عرض پرداز ہے کہ تصنیفات تصوف تو دُنیا میں بہت ہیں پھر کیا وجہ لاحق ہوئی اس تصنیف زیر نظر کو تحریر کرنے کی۔ سو عرض ہے کہ تصنیفات نے مجھے مسائل تو بتائے۔ تصوف کی باریکیاں بھی بتائیں۔ اشاروں اور کنایہ سے کچھ راز کی باتیں بھی سنائیں۔ اور اوّل سے لے کر

دُوسرے جہانوں کے دروازے تجھ پر بند نہیں ہیں

آخر تک تصوّف کی تمام منازل، تمام لطائف، تمام اقسامِ انوار، تمام قوائے ظاہری و باطنی، تمام حواسِ ظاہری و باطنی تجھ کو کھول کھول کر بیان کئے، بتائے اور تجھے تصنیفات نے اتنا کچھ بتایا کہ تیری ضرورت پُورا کرنے کے لئے کافی تھا پھر کیا وجہ ہے کہ تیری باطنی پرواز ابھی تک جاری نہ ہو سکی۔ اے مُبتدی! ذرا انصاف سے بتا کہ تو کیوں ابھی تک پیاسا ہے۔ تیرا دل ابھی تک بیدار کیوں نہیں ہُوا۔ تو ابھی تک اپنی مرضی سے اپنے اختیار سے باطن میں آجا نہیں سکتا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ میں تجھے خود الزام نہیں ٹھہراتا ہر بات کی کوئی وجہ ہوتی ہے یہ ناکامی کسی نہ کسی سبب ہوتا ہے۔ اگر مجھے تیری ناکامی کی وجہ معلوم ہو جاتی تو ابھی۔ اسی وقت قلم توڑ دیتا۔ اور ان زیرِ نظر اوراق کو پھاڑ کر کہیں دُور پھینک دیتا۔ ہائے افسوس! ایک تو تجھے سہاروں نے نکما کر دیا ہے تو آج تک یہ چاہتا رہا ہے کہ کوئی تجھے اُٹھائے اور آسمانوں پر لے جائے۔

بیشک کامل پیر میں اکمل مُرشد میں مکمل فقیر میں یہ طاقت موجود ہوتی ہے کہ وہ طرفۃ العین میں تجھے خدا رسیدہ بنا دے۔ لیکن میرے بھائی تجھے ایسے کامل کہاں سے نصیب ہوں گے۔ کامل ہستیاں یُوں سربازار عُریاں نہیں ہُوا کرتیں۔ وہ تو گمنامی کی چادر اوڑھ کر تیری نظروں سے دُور۔ بہت دُور پوشیدہ۔ سو پردوں میں ملبوس چھپی بیٹھی ہیں۔ اور کوئی ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں لوگوں میں سے کوئی ایک آدھ مکمل پیر اکمل رہنما ہوتا ہے دُوسری وجہ یہ ہے کہ تو نے بھی اپنی نظر آپ پیدا نہ کی۔ اگر تو نے اپنی نظر پیدا کی ہوتی باطن میں تب بھی تیرا کام بن ہی جاتا۔ تو اس نظر سے بھی محروم ہی رہا۔ تیری سب سے بڑی سب سے ضروری وجہ یہ ہے کہ تو "علم العین" سے قطعاً ناواقف ہے۔ ورنہ آج تیرا یہ حال نہ

آپ دُوسرے جہانوں میں ابھی سے آجا سکتے ہیں!

ہوتا جو اب ہے۔ اگر تو علم العین سے واقف ہوتا تو آج تک کبھی کی تیری باطنی پرواز جاری ہو گئی ہوتی۔ تُو بغیر کسی ظاہری رہنما کے اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے باطن میں آجا سکتا تھا۔ جس وقت چاہے جب جی چاہے تو باطنی دُنیا میں داخل ہو سکتا تھا۔ جناب حضرت سلطانُ العارفین حضرت سُلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی علمُ العین سے ناواقف ہے تو وہ باطن میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔" ذرا بتا پھر تو کیسے باطن میں چلے گا۔ باطنی پرواز ایک معمہ ہے۔ باطنی دُنیا میں داخل ہونا ایک راز ہے۔ جس نے کھول لیا سو کھول لیا۔ فَھِمَ مَنْ فَھِمَ۔ سو علم العین کا حاصل کرنا تیرا سب سے اوّلیں اور سب سے آخری علاج ہے۔ سو اس تصنیف کا سب سے اوّلیں مقصد علم العین کے راز' اسرارِ باطنی' رموز و اوقاف اور ایک نہایت ہی اہم بھید ایک لاینحل معمہ پر سے پردہ اُٹھانا ہے اور جب یہ بندہ علمُ العین کے در پردہ رازسے پردہ اُٹھائے گا تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس بندہ نے کس پردہ در پردہ معمہ کو حل کر کے آپ پر باطنی دُنیا کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور آپ کس قدر آسانی سے بغیر کسی ظاہری رہنما کے اپنی باطنی پرواز اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے جس وقت جی چاہے' جب چاہیں بہت ہی آرام سے اور بہت ہی کم وقت میں کر سکتے ہیں۔ پھر مجھے آپ کی تعریف کی بھی ضرورت نہ ہو گی۔ اس وقت ہم دُوسری دُنیا میں جا چکے ہوں گے۔ اسلئے آج وقت ہے۔ اسے ضائع نہ کرنا۔ ابھی کل کی بات ہے ہم گلیوں میں کھیلا کرتے تھے اور آج پتہ بھی نہیں چلا کر ساری عمر ایک لمحہ میں گزر گئی۔ اور اب واپس اپنی اصلی دنیا میں جانے

کے لئے تیار بیٹھے ہیں ۔

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں!

؎

ہر درد مند دل کو رونا میرا رُلا دے
بے ہوش جو پڑے ہیں شاید اُنہیں جگا دے

ڈاکٹر نور محمد نور "سروری قادری"

دیباچہ

؎ مجھے رازِ دو عالم دِل کا آئینہ دکھاتا ہے
وُہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے نظروں کے آتا ہے

میں (یہ بندہ سلطان احمد "سروری") اور میرے دونوں لڑکوں (عابد حسین عابد و ریاض احمد) نے تصنیف سیف الرحمٰن زیر نظر کے مسودے کا بنظر عمیق مطالعہ کیا تو ہم پہ یہ بات منکشف ہوئی کہ علم العین کے جو راز پوشیدہ چلے آ رہے تھے اُن کو واشگاف الفاظ میں ہر جہت، ہر پہلو سے کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔ گو علم العین جناب سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ کا خاص علم ہے اور آنجناب کی اختراع محض ہے۔ لیکن اس کی شرح ماسوا ایک دو کتب کے اور کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ مصنف کتاب ھذا نے اسکی مکمل اور اکمل ترین شرح ہی نہیں کی بلکہ اسے باقاعدہ ایک قانون کا درجہ دے دیا ہے۔ مثلاً، علم العین

پہلے باطنی پرواز کا طریقہ حاصل کر لیجئے!

کے قانون کو اس طرح مربوط اور منسلک کر دیا ہے جیسے زنجیر در زنجیر اور اس زنجیر کے تکیہ و قاعدہ کی ایک کڑی کو جہاں جوڑ دیا گیا ہے وہاں سے ایک کڑی کو نکال کر دوسری جگہ فٹ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً آپ ایک کے عدد کو لیجئے آپ اگر ایک کے عدد میں سے ایک کا ہزارواں حصہ بھی ایک عدد سے نکال دیں تو وہ ایک کا عدد نہیں کہلا سکتا۔ بالکل اسی طرح قفل علم العین کی جو کلیدات آپ نے بتائی ہیں۔ ان کلیدات کو اگر آپ اول بدل کریں گے تو قفل علم العین ہرگز نہ کھلے گا۔ اور جو کلید جس قفل کو لگائی گئی ہے وہ آپ کسی اور قفل میں نہیں لگا سکیں گے۔ جسطرح ۲-۲۰۲-۲۰۱۰۳٬۲۰۳۰۱٬۲۰ کے بالکل صحیح جواب ہیں بالکل اسی طرح درجہ بدرجہ علم العین کے جو مدارج بیان کئے ہیں وہ اسی طرح ہوں گے جسطرح اُن کو طے کرنے کا قانون متعین کر دیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ تصنیف علم تصوف میں عموماً اور علم العین میں خصوصاً قانون کا درجہ رکھتی ہے۔ جس طرح حروف ابجد کے بغیر علم البیان ناممکن ہے بالکل اسی طرح کتاب ہذا میں متعین کردہ کلیدات کے بغیر آپکی باطنی پرواز جاری نہ ہو سکے گی نہ اسم اللہ ذات تابان ہوگا۔ نہ عالم باطن میں آپ قدم رکھ سکیں گے اور نہ چشم باطن کھلے گی۔ اور نہ ہی علم العین حاصل ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف ۱۹۴۹ء سے میرے پاس مقیم ہیں۔ میں اُس وقت اِس علم سے قطعاً ناواقف تھا۔ آپ نے ازراہِ شفقت مجھے علم العین کے ارشادات دئے اور میں دل و جان سے اُن پر کاربند ہوا۔ جب پہلے روز میں آپکے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق بشارات کو تو پہلے ہی روز ایک سفید براق نور بجلی سے تیز تر

پہلے علم العین کا سلیقہ بھی حاصل کرلیں!

میری آنکھوں میں چمکا۔ پہلے روز تو میں لرز گیا لیکن جب دوسرے روز دوبارہ چمکا تو میں نے جانا کہ کوئی کسی نے مجھ پر بیٹری کی لائٹ نہیں ڈالی بلکہ یہ تو باطنی انوار ہیں۔ چند روز بعد باطنی پرواز جاری ہو گئی۔ پھر چند روز بعد اسم اللہ ذات خود بخود میرے اندر جہراً جاری ہو گیا اور اب تو یہ حال ہے کہ بالکل کھلی آنکھوں سے عیاں طور پر دن کو بھی رات کو بھی انوار و تجلیات دیکھتا ہوں پھر جب میں نے آپ کے اور قریب ہونا چاہا تو آپ نے مجھے حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی قدس سرہٗ کا مرید کروا دیا۔ اور خود درمیان سے صاف بچ نکلے۔ آپ کا شیوہ گمنامی، خاموشی تنہائی ہے۔ آپ کسی کو ہرگز ہرگز بیعت نہیں کرتے اور نہ ہی پیر کہلانا پسند کرتے ہیں اگر کوئی انہیں بزرگانہ لقب سے پکارے تو سخت برہم ہو جاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں آپ کا دوست ہوں۔ بھائی ہوں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہ سمجھو اور بس۔ آپ نے فرمایا ؎

کوئی اور ہوتا ہے مجھے درمیاں نہ سمجھو

آپ نے فرمایا: "علم العین کے بغیر آپ کا باطن کھلنا محال ہے"۔ پھر اس کے بعد ۹، ۱۰ سال تک مرشد پاک کی صحبت، فیض، نظر کرم حاصل رہی تا آنکہ حضور مرشد پاک کا وصال ہو گیا۔ آپ کا سوا مہینہ قریب ہی تھا کہ بندہ اور ڈاکٹر سروری صاحب مؤلف تصنیف ہذا اکٹھے دربار سلطان العارفین قدس سرہٗ کے عرس پر گئے۔ عین اسی وقت حضور کا چالیسواں تھا۔ ڈاکٹر صاحب تو کلاچی تشریف لے گئے لیکن میں نہ جا سکا۔ میں گھر آ گیا۔ گھر آ کر خیال کیا ہیں کہ حضور مرشد پاک تو دنیا سے تشریف لے گئے۔ اب

تو توجہ کے انتظار میں بیٹھا ہے اور توجہ تیرے تدبر کے انتظار میں بیٹھی ہے!

ہم کس کی رہنمائی حاصل کریں گے۔ اب ہمارا کیا بنے گا۔ اب ہمارے باطنی مسائل کون حل کرے گا۔ ایسے ہی سوچتا سوچتا میں استغراق میں چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی میرا باطنی مشاہدہ جاری ہو گیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کلاچی شریف (جہاں مرشد پاک قدس سرہٗ کا مزار پاک ہے) میں ایک بڑا ہجوم جمع ہے اور ڈاکٹر محمد معظم مصنف تصنیف ہٰذا کے ہاتھ میں ایک بڑا گیس پکڑا ہوا ہے جس کی روشنی تمام کلاچی شریف کو روشن کئے ہوئے ہے اور پھر یہ روشنی سارے پاکستان اور ارد گرد کے ممالک تک پھیل رہی ہے اور میں سوچتا ہوں یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہم کو اکیلے نہیں چھوڑا۔ اور دل مکمل طور پر مطمئن ہو گیا اور مصنف تصنیف ہٰذا اب بھی ظاہری اور باطنی طور پر ہمیں باطن میں ملتے رہتے ہیں اور ہمارے باطنی عقدے حل ہوتے رہتے ہیں اور آپ نے ہمیں اس قابل بنا دیا ہے کہ ظاہری آنکھوں سے بھی تجلیات کا نزول ہم پر ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ بڑی بات ہے۔ دنیا میں کبھی کبھی کوئی خال خال انسان کامل ملتا ہے۔ ماشاء اللہ ہم نے بھی یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

احقر: سلطان احمد
احقر: ریاض احمد
احقر: عابد حسین عابد سرتی قادری

جلالپور بھٹیاں، تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۳/۹۴

ذکر العین مشاہدہ کی کلید ہے:

دیباچہ ثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ۝

میری انتہائے نگارش یہی ہے!!!

تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

جستجو انسانی فطرت ہے ' ادنیٰ سے اعلیٰ ' زیریں سے بلندی و ارفع کی طرف پرواز انسان کا تعلق و فطرتی تقاضا ہے ۔ زیر نظر کتاب اس فطرتی تقاضا کو کما حقہٗ نہ صرف پورا کریگی ' بلکہ یہ ایسی کتاب ہے کہ بغیر ظاہری رہنما کے بھی مکمل طور پر راہنمائی کرتی ہے ۔ اگر آپ کوئی رہنما رکھتے ہیں تب بھی ' اگر نہیں رکھتے تب بھی آپ علم العین اور باطنی پرواز کے بغیر باطنی منازل طے نہیں کر سکتے اور اس کتاب کی آپ کو دونوں صورتوں میں ضرورت ہی نہیں بلکہ اشد حاجت رہے گی ۔ یاد رکھیئے کامل پیر کی توجہات بھی وہی دل قبول کرتے ہیں جو صاحب استعداد ہوتے ہیں ۔ باقی سب خالی رہ جاتے ہیں ۔ سو استعداد تو آپ کو خود حاصل کرنا ہوگی لہٰذا یہ تصنیف آپ میں وہ استعداد پیدا کردیگی انشاء اللہ ۔ استعداد علم العین ' استغراق ' باطنی نظر ' باطنی پرواز ' باطنی آنکھ کھولنے کے طریقے ظاہر میں نہ آپکو پیر بتائیں گے اور نہ کوئی تصنیف (ماسوا ایک دو تصانیف کے) اور باطنی پرواز ' علم العین ایک معمہ ہے ۔ جس نے جان لیا سو جان لیا ۔ سو اس تصنیف نے یہ سارے راز ۔ یہ سارے معمے ' یہ کل راز کھول کر رکھ دیئے ہیں ۔ میں نے بہت تصانیف تصوف پڑھیں

کیا آپ کو معلوم ہے مشاہدہ کی کلید کونسی ہے؟

لیکن ہر تصنیف میں کسی اور کی حاجت پھر باقی رہ جاتی ہے لیکن جب میں نے اس مسودہ کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اب انشاء اللہ میری بھی اور دوسرے لوگوں کی بھی بغیر کسی ظاہری رہنمائی کے باطنی پرواز، باطنی نظر کھل جائے گی۔ آپ سچ جانیں۔ اصل واقعہ یہی ہے کہ جاگتے جاگتے۔ بیٹھے بیٹھے باطن میں اگر کوئی کتاب باطنی نظر کھول سکتی ہے تو وہ یہی سیف الرحمٰن ہے۔ ایک اور لطف کی بات۔ آج تک میری نظر میں تصوف کے ایک جزو "علم العین" کا کوئی قانون اور قاعدہ وضع نہیں کیا گیا۔ الحمدللہ آج آپ نے فرمایا:
"علم العین باطنی دُنیا میں داخل ہونے کی واحد کلید ہے"۔ علم العین کا باطنی مرکب تیار کھڑا ہے۔ آؤ میرے دوستو! انتظار کس بات کا کر رہے ہو۔ سواری تیار ہے آؤ باطنی دُنیا میں سیر کریں۔ اپنے گھر بیٹھے بیٹھے چلیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و رہنمائی خود تمہارے گھر چل کر آئی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھو۔ کوئی وقت ہوتا ہے۔ کوئی لمحہ ہوتا ہے۔ یہ رحمت بار بار نہیں آیا کرتی۔ اس بندہ نے کم و بیش ۳۰ سال ڈاکٹر صاحب موصوف کی رفاقت میں گزارے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے جناب سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو شخص علم العین سے ناواقف ہے وہ باطن میں ایک قدم نہیں چل سکتا۔ میں یہ بات پڑھتا تو حیرانی میں مبتلا ہو جاتا کہ علم العین کے رمز کو اب کون کھولے۔ کوئی کہتا تھا کہ علم العین صرف رہنما کی نظر ہی سے کھل سکتا ہے۔ کوئی فرماتا کہ علم العین صرف خیالی تصور کا نام ہے بس تصور کرتے چلے جاؤ۔ میں نے بھی بہت عرصہ تصور کیا مگر باطنی آنکھ نہ کھلی۔ آج جب ڈاکٹر صاحب موصوف کی تصنیف پڑھی تو میری سب پریشانی دور ہو گئی۔ واقعی میں تشنہ ذہنی میں مبتلا تھا۔ علم العین خیالی اور علم العین باطنی کے درمیان تو آپ نے جیسیوں

تو اگر باطنی پرواز کے معمہ سے واقف ہوتا تو کبھی کی تیری باطنی پرواز جاری ہو چکی ہوتی!

مرحلے بتائے جو سراسر ایک راز تھے، ایک معمہ تھے۔ سبحان اللہ وہ پردے تمام کے تمام میرے دل و دماغ سے اٹھ گئے۔ اب میرے لیے باطن میں پہنچنا کچھ بھی مشکل نہیں رہا! میرے بے خبر بھائی! یہ "سیف الرحمٰن" ہے۔ یہ شمشیر نظر ہے۔ یہ تیغ برہنہ نگاہ ہے۔ جو تمام تاریکیوں کو مٹا کر اپنا روشن جہان خود بنا لیتی ہے۔ یہ تصنیف خالی تصنیف نہیں ایک راز سربستہ کو آشکارا کرتی ہے اور اس راز کے بغیر آج تک تو سہارے کے باوجود بے سہارا ہے تو بوڑھا ہو گیا مگر آہ! آج بھی تو ایک [illegible] کے بچے کی طرح اپنے پاؤں پہ کھڑا نہیں ہو سکا تھا۔

یہ سکوں ہے یا فسوں ہے۔ آپ نے فرمایا۔

• علم العین نہیں تو باطنی پرواز بھی نہیں:

الغرض سیف الرحمٰن سلسلۂ قادریہ میں اور دیگر تمام سلسلہ ہائے طریقت کے پیاسے جاں بلب طالبوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے اور یہ تصنیف ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری کی ۵۰ سالہ کاوشوں، مختلف تجربات، آپ بیتی کے دیدہ تجربات کا مجموعہ ہے۔ آپ نے پورے ۳۰ برس مرشد کامل کی تلاش کی مگر نہ ملا۔ آخر کار جب ملا گھر بیٹھے، بلا تلاش، بذریعہ القائے رحمانی و کشف روحانی مل گیا۔ آں ذات گرامی جناب حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی تھے۔ بلاشبہ آپ فنا و بقا باللہ کے مقام پر فائز تھے۔ آپ کی رفاقت بہت سالوں تک نصیب رہی تا آنکہ آپ بھی وصال پا گئے۔

ویسے ڈاکٹر صاحب کا اپنا گھرانہ تمام کا تمام اللہ والا ہے۔ جن میں آپ کے بھائی حقیقی جناب حضرت حیات محمد صاحب قادری قدس سرہ اس وقت بھی بقید حیات ہیں۔

میں نے آج تک فطرت کے اصول و قوانین میں مداخلت نہیں کی یہی وجہ ہے کہ تصوف کے تمام قانون مجھ سے از خود وضع ہوتے چلے گئے

آپ اس وقت ڈویژنل پبلک سکول ماڈل ٹاؤن میں اپنے بیٹے جناب پروفیسر محمد بشیر صاحب سندھو کے پاس سکونت رکھتے ہیں۔ آپ فنا فی اللہ۔ بقا باللہ کی اور فقر و مقام ہو کی تمام منزلیں طے کئے ہوئے تارک فارغ واصل باللہ نہایت ہی گمنامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ کو یہی کر افسوس ہوگا آپ کسی کو بیعت نہیں فرماتے۔ آپ ان کو دیکھ کر نہیں پہچان سکیں گے لیکن اگر آپ کوئی بات تمہاری مان جائیں تو یہ تمہاری خوش قسمتی ہوگی ...... سو ڈاکٹر صاحب ان کی آغوش رحمت میں پلے بڑھے۔ آپ کا فیض باطنی ڈاکٹر صاحب موصوف میں نمایاں ہے۔ البتہ آنجناب نے صاحبزادے جناب حضرت محمد جمیل صاحب قادری بیعت فرماتے ہیں۔ آپ بھی فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی منزلیں طے کئے ہوئے ہیں آپ بغیر ضرورت شان و شوکت نہیں رکھتے۔

آپ نے فرمایا: علم العین نہیں تو باطنی آنکھ بھی نہیں:

خیال رہے آپ ذکر قربانی سلطانی کے عامل ہیں۔ اس وقت آپکے جسم کا بند بند عضو عضو ایک دوسرے سے جدا ہو جاتا ہے اور ہر عضو اللہ اللہ اللہ کا ذکر جہراً کرتا ہے۔ اور آخر کار پھر سب عضو باہم پیوست ہو کر ایک جسم بن جاتا ہے۔ میں ان کا ذکر چوہدری پیوند کر رہا ہوں اب مجھے معافی آپ کو دلانا ہوگی۔ ورنہ میری خیر نہیں۔ میں نے جرات رندانہ سے کام لے کر ذکر کر دیا۔ یہ سب فیض جناب حضرت چوہدری حیات محمد صاحب قادری کا ہے اور آپ حضرت صاحب بذات خود گمنامی کا شیوہ رکھتے ہیں۔ قدس سرہٗ فداہ امی و ابی ہو چھو

آپکی آنکھیں بمعہ تصور وخیال ایک کیمرہ ہیں اور دل اس کیمرہ کی فلم ہے یہ منقش فلم حشر کے روز پردہ سکرین پر چلاکر آپکو اور تمام لوگوں کو دکھادی جائے گی!

معلوم ہوگیا کہ ڈاکٹر صاحب کس گھرانے کے چشم وچراغ ہیں۔ دیکھئے اگر آپ میں استعداد باطنی نہیں تو آپ کامل رہنما سے بھی [illegible] حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر فیض حاصل کر بھی لوگے تو اسے اپنے اندر سمو نہیں سکتے۔ اسلئے ڈاکٹر صاحب نے آپ کو ایک ایسا راستہ بتایا ہے کہ آپ پیر کامل کی توجہات کو وصول کر کے اپنے اندر جذب کر سکیں۔ اور دن بدن آپ کی رُوحانیت ترقی کرے اور بغیر پیر کے پیاسے [illegible] اپنی پیاس بجھا کر خود آب حیات ڈھونڈھ سکیں اور آپ کی باطنی نظر گھر بیٹھے کھل سکے۔ جب ایک دفعہ آپ کی باطنی آنکھ کھل گئی تو ہمیشہ کیلئے آپ پر باطنی دُنیا کے دروازے کھل جائیں گے اور کوئی آدمی اس توحید کے راستے کو آپ سے سلب نہ کر سکے گا۔ جب آپ اس قابل ہو جائیں گے تو باطن میں کامل رہنما خود بخود تمہارے پاس چلے آئیں گے۔ چونکہ جس طرح مرید کامل پیر کو ڈھونڈھتا ہے اسی طرح کامل پیر کامل مُرید کو باطن میں ڈھونڈتا ہے اور یہی۔ یہ آپ کے لئے کافی ہے۔ میری دُعا بھی، اور دوا بھی آمین ثم آمین!

احقر، محمد شبیر گوندل ایم۔ اے بی ایڈ ۲۵/۴

حال، پروفیسر پائلٹ سکول وحدت کالونی لاہور ۱۹

14 ۳/۱۹۸۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

اما بعد: یہ فقیر حقیر ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری ساکن جلالپور جٹاں تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب پاکستان یوں رقمطراز ہے کہ اس فقیر ناچیز نے اس تصنیف کا نام "سیف الرحمن" رکھا۔ معنوی نام اس کو "علم الیقین" دیا اور "چشم بصیرت" کے لقب سے اس کو ملقب کیا۔ اور "تیغِ [illegible]" سے اس کو معروف کیا۔ چونکہ جو کوئی اس تصنیفِ لطیف کو پڑھے گا اور دل و جان سے حتی الامکان اس پر عمل کریگا وہ بلاشبہ انشاء اللہ صاحب نظر ہو جائے گا۔ یہ ایسی تصنیف تیغِ مجرب ہے کہ بغیر کسی کی ظاہری رہنمائی کے بغیر کسی ظاہری اُستاد کے اہلِ نگاہ باطنی ہو جائے گا۔ اُس کی باطنی پرواز جاری ہو جائیگی۔ وہ اس جہانِ ظاہر سے اُس جہانِ باطن میں ایک قدم پر پہنچ سکیگا اور جب ایک دفعہ اُس کی باطنی نظر کھل جائیگی تو وہ ہمیشہ کے لئے اُس کے پاس اور اُس کے ساتھ رہے گی اور اُسے کوئی سلب نہ کر سکے گا۔ اس کا تہہِ دل سے مطالعہ کرنیوالا [illegible] بڑے ذوق و شوق سے اس پر عمل کرنے والا باطن کی دُنیا میں بلا تکلف آ جا سکے گا۔ جس وقت بھی چاہے جب بھی چاہے باطنی عالم میں داخل ہو سکے گا۔ اپنی مرضی سے باطنی عوالم میں جا سکے گا اور اپنی مرضی سے واپس آ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام سے اپنی استعداد کے مطابق ملاقی ہو سکے گا

اس کیمرہ کے لینز اچھائی یا برائی کی بلا امتیاز تصویریں اتارتے رہتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے اُس کو دائمی طور پر باطنی حواس عطا ہو جائیں گے جن سے وُہ ظاہری اور باطنی دُنیا میں اپنی مرضی سے اپنی استعداد کے مطابق تصرّف کر سکے گا۔

جناب حضرت سُلطان العارفین حضرت "سلطان باھُو" قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ صاحب تصنیف کو چاہیے کہ پہلے خود باطنی علم کو حاصل کرے پھر اُس کو عمل میں لائے پھر اس کو ہر طرح سے جانچے پرکھے۔ جب وُہ علم ہر کسوٹی پر پرکھنے سے پُورا اترے تب اُس کو تصنیف میں لاوے تاکہ بعد میں اُس کا علم نقص پذیر باعث حرمان و حسرت نہ ہو سکے۔ چنانچہ بندہ نے سب سے پہلے اس علم الیقین کو حاصل کیا پھر اس پر درجہ بدرجہ عمل کیا۔ پھر اس علم کو اپنے تصرف میں لایا۔ پھر اس کو ہر کسوٹی پر پرکھا۔ پھر پُورے پچاس برس (۵۰) اس راستہ پر گامزن رہا ہوں۔

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیّاحی میں

کبھی طوفان بن کر، کبھی گرد باد ہو کر، کبھی بھُوکے، کبھی پیاسے، کبھی پاؤں کے بل، کبھی سر کے بل چلتا رہا۔ اپنی ساری عمر میں ہزاروں راستے بیشمار طریقے جانچے۔ پرکھے عمل میں لایا، مشاہدہ کیا، لیکن "علم الیقین" کے علم کے آگے ہر علم کو شکست ودو، جمود سے لبریز بلکہ ہیچ پایا۔ نقص پذیر پایا۔ سلب ہو جانیوالا پایا اور ہر قسم کی رجعتوں سے پُر پایا۔ سبحان اللہ "علم الیقین" کو ہر قسم کی رجعت، زوال، نقص اور سلب ہو جانے کے خطرات سے پاک، محفوظ اور مامون پایا۔ اور "علم الیقین" کو طرقۃ الیقین میں تمام باطنی عوالم اور تمام باطنی مجالس میں جانے والا پایا۔

تیرے دل کی سرشت تیری تربیت پر منحصر ہے!

اے طالب! یقین رکھ اگر تو طالب ہے اور طلب میں صادق ہے نیز تجھ دل سے اور دل و جان سے اس پر عمل کرے گا تو جلد اپنی منزل مقصود کو پہنچ جائیگا۔ باطن میں پہنچنے کا اس سے آسان، مختصر، سہل بے محنت و مشقت اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ تیرا سب سے پہلا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ باطنی پرواز کیسے جاری ہوتی ہے۔ باطن میں کیسے غوطہ زن ہوا جاتا ہے۔ بیٹھے بیٹھے، جاگتے جاگتے۔ بیداری کے عالم میں، باطنی ہوش و حواس کے ساتھ باطنی جہان میں کیسے داخل ہُوا جاتا ہے اور سب سے ضروری اور سب سے اہم بات یہ کہ "باطنی حواس کیسے کھلتے ہیں اور باطنی حواس کے کھولنے کا طریقہ کیا ہے نیز باطنی حواس کھولنے کی کلید اور کنجی کیا ہے؟" اور باطنی حواس کھولنے کی کلید آسانی سے کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟۔ یہی اس تصنیف لطیف کی اصل غرض و غایت ہے۔ سچ پوچھو تو یہی بات زندگی کا سب سے افضل، اعلیٰ نیز سب سے بہتر نصب العین ہے اور ہونا بھی چاہیئے چونکہ جب تک آپکے باطنی حواس نہ کھلیں گے باطنی آنکھ نہ کھلے گی اور جب تک باطنی آنکھ نہ کھلے گی پرواز جاری نہ ہو سکے گی اور باطنی پرواز اُس وقت تک جاری نہ ہو سکے گی جب تک آپ

"عِلمُ العین"

سے واقف نہ ہوں گے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مُرشد کی توجہ کے بغیر باطنی حواس اور علم العین جاری نہیں ہو سکتے۔ نیز اُستاد کے بغیر اور باطنی توجہ کے بغیر باطنی حواس نہیں کُھل سکتے جو عوام الناس یہی خیال کرتے ہیں کہ کوئی ان پر توجہ ڈالے گا تو بس فوراً باطنی حواس

اچھائی یا برائی سے دل اور روح دونوں متاثر ہوتے ہیں!

کھل جائیں گے۔ اور ہم باطنی پرواز کرنے لگ جائیں گے۔ سو اصل واقعہ یہ ہے کہ اگر مرشد کامل و اکمل ہے تو بلاشبہ اُسے باطنی حواس کا کھولنا اور باطنی پرواز جاری کرنا بہت ہی آسان اور بہت ہی چھوٹی سی بات ہے لیکن ذرا میری طرف نظر کیجئے تمہیں ایسا کامل اکمل مرشد کہاں سے ملے گا۔ اس گنہگار نے پورے ۲۰ سال مرشد کامل کی تلاش میں صرف کیئے مگر کامل مرشد نہ ملا اور آخرکار جب مرشد کامل ملا تو وہ جلدی اس دُنیا فانی سے تشریف لے گئے۔ دراصل ایک نابینا کو کہا جاتا ہے کہ جاؤ بازار یا جہاں کہیں سے بھی بالکل کھرا [illegible] خرید کر لاؤ۔ ظاہر ہے نابینا آدمی کھرے کھوٹے میں کیسے پہچان کر سکتا ہے۔ بچپن میں جب میں ہر طرف سے نا اُمید سا ہو گیا تو اس خاردار وادی میں تنہا چل نکلا اور کامیاب رہا۔ جب مکمل طور پر پختہ ارادہ سے اس راستہ پر چلا تو منزل خود بخود میرے قدموں کے نیچے آگئی اور جب منزل کو پا لیا تو گھر بیٹھے مرشد کامل کو بھی پا لیا۔ سو ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں انسانوں میں کوئی ایک کامل و اکمل شخصیت ہوتی ہے۔ اور وہ شخصیت کسی خورشید پری کی طرح پردۂ گمنامی میں اپنے آپ کو چھپائے رکھتی ہے۔ تو میرے بھائی تجھے کہاں سے ملے گی اور تو اس تک کیونکر رسائی حاصل کریگا اسلئے بہتر یہی ہے کہ آج ہی کوشش شروع کر دے۔ یقین رکھ۔ بچہ جان بغیر کسی کی مدد کے باطنی پرواز جاری ہو سکتی ہے۔ اور بغیر کسی کی مدد کے باطنی حواس کھل سکتے ہیں۔ باطنی دُنیا نے تیرے آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں کی تو پرمٹ اور ویزے کا انتظار کر رہا ہے کہ کب ویزے کب جاؤں۔ لینا ہے تو اُٹھ بیٹھ۔ بیٹھا ہے تو کھڑا ہو جا۔ کھڑا کیوں ہے چل پڑ۔ چلتا کیوں ہے دوڑ لگا۔ دوڑنے سے کیا بنتا ہے پرواز کر۔ [illegible]

وجود پر اگر حکمرانی تیری ہے تو دل گھٹ گھٹ کر آخرکار مر جائے گا!

تیرا دل، یہ دل نہیں ہے جسے زندہ کر دوبارہ

سو باطنی پرواز ایک نعمت ہے۔ اس جہان سے اُس جہان میں قدم رکھنا ایک معمہ ہے۔ اور یہ معمہ کھول دیا جائے گا تو منزل تیرے قدموں کے نیچے ہوگی تو سہارا ڈھونڈھتا ہے میں تجھے تیرے پاؤں پر کھڑا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں تجھے خود آپ کی چلانا چاہتا ہوں میں تجھے خودکفیل دیکھنا چاہتا ہوں میں تجھ سے دربدر کا سوال چھڑوانا چاہتا ہوں۔ بے فکر امید رکھو۔ تجھے گھر بیٹھے باطنی پرواز حاصل ہوجائیگی اور گھر بیٹھے بیٹھے تیری باطنی آنکھ کھل جائے گی تو پھر اس وقت تجھے کامل اکمل ہستیاں بھی خود بخود نظر آنے لگ جائینگی۔ پھر سب پردہ نشیں بھی تجھے نظر آنے لگ جائینگے بس اب تو راضی ہے۔

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَرَدْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ.

ترجمہ: میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ سو میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا...... سو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک تھا۔ وہ بے مثل و بے مثال تھا۔ وہ بے چون و بے چگون تھا۔ ممتنع الاشارات تھا یعنی اُس کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ہر قسم کے تمام تعینات سے پاک، ہر قسم کی صفات سے منزہ، ہر قسم کی کل وجوہ سے مبرا، غیب الغیب اپنے آپ میں احد محض مطلق۔ وراء الوراء ثم وراء الوراء۔ یہاں کسی کو بھی کوئی دخل نہیں۔ جس مرتبہ ذات کبریا: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ سو پہچانا جاؤں (اُعْرَف)

ف: [illegible]

دل اپنی سرشت و جبلت میں انصاف پسند ہے تو نے خود اسے زبردستی دبا رکھا ہے

کے قول پر اللہ تعالیٰ نے ایک نور اپنے سے جدا فرمایا۔ تو ایک نیا عالم وجود میں آیا۔ اس عالم کے نور کا رنگ بنفشی ہے۔ یہ نور نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہلایا۔ یہیں سے عالم صفات کا شروعات ہوا۔ اسی کو مرتبۂ وحدت سے یاد فرمایا گیا۔ علم تصوف کی اصطلاح میں اس عالم کو جاہوت کہتے ہیں۔ اور یہ عالم ذات سے صفات کی طرف سب سے اولین عالم کہلایا اور اس عالم میں تمام عوالم یوں مندرج ہیں جیسے لسی سے قبل دہی، دہی سے قبل گھی اور گھی سے قبل دودھ۔ اور یہی مقام محمدی کہلایا۔

پھر اس کے بعد اس نور پر ایک اور صفاتی تجلی فرمائی گئی تو عالم یاہوت وجود میں آیا۔ اور اس عالم میں اولین نور سے مزید صفاتی ظہور پذیر ہوئے۔ ان کو علم، شہود، ظہور، اور وجود نور کہتے ہیں۔ انہی کا دوسرا نام "آئینۂ محمدی" کہلایا۔ اس عالم کے نور کا رنگ سبز ہے اور اصطلاح تصوف میں اس عالم کو عالم یاہوت کہتے ہیں۔ یہ مقامات الٰہیہ سے ہے اور اسی کو مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ یہی تو حقیقت محمدی کہلایا عقلِ کل اسی عمل کی پیداوار ہے جو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کو حاصل ہے۔ یہیں سے عالم صفات کی ابتداء ہوتی ہے

بعدہٗ اللہ نے جب اس نور پر ایک اور صفت کی تجلی فرمائی۔ دوسرے لفظوں میں جب اس عالم کے نور پر ایک اور پردہ ملفوف کیا گیا تو ایک بالکل نیا عالم وجود میں آ گیا۔ جس میں ظہور صفات و اسماء نے الگ الگ امتیازی طور پر ظہور فرمایا۔ یہاں سات صفات ذاتی نے اپنے الگ الگ امتیاز کے ساتھ یعنی صفت حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر اور کلام ظہور پذیر ہوئے۔ یہ عالم مقامات الٰہیہ سے متعلق ہے۔ اصطلاح تصوف میں اس کو عالم لاہوت کہتے ہیں۔ لوحِ محفوظ

تو علم العین اور ذکر العین کے رشتے سے واقف ہوتا تو کبھی کی تیری باطنی پرواز جاری ہو چکی ہوتی

قرآن پاک نوری اور قرآن پاک کے تمام حروف اسی عالم میں محفوظ و مرقوم ہیں۔ اس عالم کا رنگ
سفید برق آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والا ہوتا ہے جبکہ یہ سفید برق نور انسان پر یکبارگی
یک لخت پڑتا ہے تو انسان کا بدن سر سے پاؤں تک لرز جاتا ہے۔ اندر کی دنیا میں طوفان
بپا ہو جاتا ہے اور انسان سر سے لیکر پاؤں تک سراپا انوار میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس وقت
انسان کا جسم اتنا لطیف ہو جاتا ہے کہ شیشے کی طرح بدن کے آر پار نظر جا سکتی ہے۔ اور
انسان کا بدن سفید براق نور سے پر نور ہو جاتا ہے ایسے وقت میں اس کی نظر دونوں
جہان سے پار جا پڑتی ہے اور دونوں جہان اس کی نظر میں رائی کے دانہ کے برابر نظر
آتے ہیں اور اس عالم کے انوار کبھی زائل نہیں ہوتے۔ یہ مقام بھی مقاماتِ الٰہیہ سے
متعلق ہے۔ اس کے بعد جب اس عالم کو ایک نور پردہ میں ملفوف کیا گیا تو ایک
اور نیا عالم وجود میں آگیا جسے عالم جبروت کہتے ہیں۔ اس کو عالم ارواح بھی کہتے ہیں
ہماری انسانوں کی روحیں اسی عالم کی پیداوار ہیں گو یہ عالم مادی وجود سے پاک ہے
مگر ارواح میں امتیاز ہو سکتا ہے۔ یہاں ارواح کو نوری وجود الگ الگ عطا کیا گیا
جو نوری جامے سے ملبوس ہیں۔ مادی وجود کا یہاں کوئی دخل نہیں اس عالم کے نور کا
رنگ سرخ ہے۔ اس کے نور کو اگر مادی وجود پہ ڈالا جائے تو تمام مادی وجود جھلا
جھلا کے جل بھن ہو جائے مگر باطنی پرواز میں جب نوری وجود سے اس جہان میں پرواز
کی جاتی ہے تو یہ انوار انسان کا نوری وجود بخوبی برداشت کر لیتا ہے۔ بلکہ ایک نئی
فرحت و انبساط محسوس کرتا ہے اور اس کا نوری وجود نوری انوار سے پُر اور معمور ہو

تو استغراق اور زاویہ نگاہ کے باطنی رشتے سے واقف ہوتا
تو کبھی تیری پرواز از خود جاری ہو چکی ہوتی

جاتا ہے۔ اس وجود میں عالم ملکوت و عالم ناسوت میں پرواز کی مکمل صلاحیت موجود ہوتی ہے اور اگر اس روحی وجود کی تربیت کی جائے تو یہ نوری مجسمہ عالم لاہوت ولامکان میں پرواز کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ ایک اور مزیدار بات سناؤں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا یہی عالم مسکن ہے۔ فرشتے چونکہ ایک معین اسماء صفات کی پیداوار ہیں اور جس صفت سے ان کو مشتق کیا گیا ہے تو باقی دوسری صفات کی ان میں مطلق استعداد نہیں ہوتی۔ اسلئے فرشتوں کو عالم لاہوت ولامکان میں کوئی دخل نہیں۔ وہ عالم جبروت سے اوپر پرواز سے بالکل عاری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معراج کی شب حضرت جبرائیل علیہ السلام عالم جبروت سے آگے پرواز سے بالکل قاصر رہے۔ البتہ روح میں یہ استعداد ہے کہ تربیت یافتہ ارواح عالم لاہوت ولامکان اور اس سے آگے عالم یاہوت اور عاہوت تک پرواز کی استعداد رکھتی ہیں۔ اور فنا فی الرسول و فنا فی اللہ و بقا باللہ کی منازل بخوبی طے کر سکتی ہیں۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ اسی عالم میں ارواح کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اسی عالم میں ارواح نے جواب میں عرض کیا قَالُوْا بَلٰی۔ کیوں نہیں بیشک تو ہمارا رب ہے یہ ارواح کا مسکن اعلیٰ ہے۔ اسی عالم سے ارواح وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیجتا رہتا ہے۔ پھر دنیا میں جس انسان نے اس کی تربیت کی ہوتی ہے تو دوبارہ عالم علیین میں پہنچ جاتا ہے ورنہ دوزخ میں جانا ہوتا ہے۔ لیلۃ القدر میں بھی اسی عالم سے ارواح کو دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ اس عالم ناسوت میں پہنچ کر روح کو جسم میں مقید بدن سے ملحق ہوتی ہے تاہم یہ اپنا الگ جثہ رکھتی ہے۔ یہ جثہ جسم سے باہر آنے جانے کی صلاحیت

زندگی کا کوئی نصب العین نہیں تو زندگی بیکار ہے

رکھتا ہے اور یہ مجثہ جسم انسانی میں اُس وقت بیدار ہوتا ہے جب کہ اس کی باطنی تربیت کی جائے۔ ورنہ نہیں اور یہی باطنی مجثہ رُوح عالم بالا کی تمام منازل میں پرواز کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ مجثہ اپنے جیسے دُوسرے انسانی بدن کے مجثہ رُوح کو بیدار کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ مجثہ لطیف دُوسرے ہم جنس انسانوں میں نفوذ کی استعداد و تحمّل رکھتا ہے اور اُن کے مجثہ قلب و رُوح کو اپنے رنگ میں رنگ سکتا ہے۔ اس طرح سے دُوسرے انسان کا مجثہ بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ مجثہ لطیف اسم اللہ ذات کی تخم ریزی کی پُوری اہلیت رکھتا ہے۔ اس مجثہ لطیف کے بیشمار اسرار و رموز ہیں مگر ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

بعدازاں جب اس عالم جبروت پر ایک تجلّی اللہ تعالےٰ کی طرف وارد ہُوئی تو پھر ایک اور نیا وُجود ظہور پذیر ہو گیا جسے عالم ملکوت کہتے ہیں۔ تمام ملائکہ۔ فرشتے اسی عالم کی پیداوار ہیں۔ جبرائیلؑ۔ میکائیلؑ۔ اسرافیلؑ۔ عزرائیلؑ اور تمام ملائکہ اسی عالم ملکوت میں سکونت پذیر ہیں۔ اس عالم کے نُور کا رنگ زرد ہے۔ ہم انسانوں کے لطیفہ قلب کی ماہیت بھی اسی عالم سے تعلق رکھتی ہے۔ قلب کے مجثہ لطیف باطنی کی مماثلت فرشتوں کے انوار سے مشابہ حق و متصل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اُوپر جنبش کھائی اور تمام عوالم کو خلق کیا تو آخرکار اسی عالم میں صفاتی طور پر اسم اللہ کے انوار نے قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فرشتے میرے تخت کو اُٹھائے ہُوئے ہیں۔ اور میری دن رات تسبیح و تہلیل کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے عرش دُوسری صفاتی رنگ میں اسی عالم میں موجود ہے۔ اور "بیتُ المعمور" اسی عالم کے اندر مندرج ہے۔ یہ وُہی بیت المعمور ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو فرمایا تھا کہ تو بھی بیتُ المعمور کی تبع میں زمین پر اسی طرح کا ایک

"تیرے تربیت یافتہ باطنی لطائف مقام ناسوت سے مقام ھاہوت تک مکمل رسائی رکھتے ہیں"

بیت اللہ بنا۔ اور جسطرح بیت المعمور کے گرداگرد فرشتے طواف کرتے ہیں اسی طرح دُنیا میں لوگوں کو بیت اللہ کے گرداگرد طواف کا حکم دے یہ کہ مکہ معظمہ میں بیتُ اللہ" شریف گویا انسو بیت المعمور کی شکل ہے جو کہ عالم ملکوت میں واقع ہے اور جس کا حج انسانوں پر (جو صاحب استطاعت ہیں) فرض کیا گیا۔

(نوٹ) خانہ کعبہ کے متعلق مزید اسرار و رموز میری تصنیف نمبر۳ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں..... جو باب ۱ حج میں درج کی جا چکی)۔ عالم ملکوت کا ہر فرشتہ الگ الگ صفت سے متصف ہے اور جس جس صفت سے جس جس فرشتہ کو متصف کیا گیا ہے۔ اسی صفت کے وہ کارکن ہیں اور مخصوص متصفہ صفت کے علاوہ وہ اور کوئی دوسری صفت بدل لینے سے قاصر ہیں۔ اور اپنی مخصوص صفت کے بدلنے پر مطلق قادر نہیں برعکس اس کے رُوح اپنی تربیت کے لحاظ سے ہر قسم کے اخلاق سے متخلق اور ہر صفت سے موصوف اور ہر منزل تک اس کی رسائی ہو سکتی ہے اگر انسان ان صفات سے متصف نہ ہوتا تو انسان ایک قدم بھی کسی منزل و مقام کی طرف پرواز نہ کرسکتا اور نہ ہی آخرت میں اس کو جزا و جزا کا معاملہ پیش آ سکتا چونکہ انسان کو ہر صفت سے متصف کیا گیا ہے اسلئے یہ ہر پابندی اور ہر جزاء و سزا کا مستوجب اور اخلاق سے متخلق اور ہر مقام تک اس کی رسائی اور ہر چیز کا متصرف قرار پایا۔ جب کہ فرشتے ان تمام مراتب و منزل و مقام و قوت متصرفہ سے مطلق مبرا ہیں۔ وہ اسی اسم کی صفت سے متصف ہیں جن کے مظہر قرار دیئے گئے ہیں مثلاً جبرائیلؑ کو پیغام رسانی۔ وحی انبیاء کا بذریعہ پیغام اللہ تعالیٰ سے رابطہ پر معمور فرمایا گیا سو جبرائیلؑ سے آپ یہ امید نہیں کر

ازل سے دونوں جہان تیرے اندر مندرج ہیں

سکتے کہ وہ لوگوں کی رُوح کو بھی قبض کرنے لگے۔ اور عزرائیل جو کہ رُوح کو قبض کرنے پر مامور ہے عزرائیل سے آپ رحم کی اُمید نہیں رکھ سکتے۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

(نوٹ) ، عالم ملکوت اور ملائکہ کے متعلق مزید معلومات میری تصنیفات کے سلسلہ ۲ اور ۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

زاں بعد عالم ملکوت سے جب تنزل فرمایا گیا تو عالم ناسُوت وجود میں آیا۔ عالم ناسُوت کے انوار کا رنگ نیلا ہے۔ یہ عالم شکست و ریخت سے پُر ہے۔ یہ ٹوٹنے پھوٹنے اور جڑنے کی خاصیت رکھتا ہے۔ اس عالم میں ہر لحظہ و لمحہ متغیر ہوتی ہے اور ساعت بہ ساعت تغیر پذیر ہو رہی ہوتی ہے۔ اس کا ایک حال پر قائم رہنا محال اور ناممکنات میں سے ہے اس عالم کا ضمیر موالید ثلاثہ واخلاط اربعہ سے مرکب ہے۔ اس کا ظہور حواسِ خمسہ ظاہری سے ملحق ہے۔ گو نیلاہٹ کا رنگ اس پر غالب ہے تاہم تاریکی و روشنی سے مرکب ہے۔ اس پر نیلاہٹ اس قدر غالب ہے جو بالکل سراسر تاریکی میں تبدیل ہوگئی اسلئے اس عالم کو ہمیشہ روشنی کی طلب لاحق رہتی ہے بلکہ یہ عالم روشنی کا ہر وقت ہر لحظہ مکمل طور پر محتاج ہے۔ اس کا عرض عرش سے شروع ہوتا ہے اور فرش پر جاکر ختم ہوتا ہے۔ یہاں کی آبادی جنات اور انسانوں سے مخلوط ہے اور دونوں میں سے ہر نوع اپنی خلقت کے لحاظ سے ظاہر بھی ہے اور پنہاں بھی۔ انسان چونکہ اربعہ عناصر سے مرکب ہے اسلئے ظاہری مخلوق کہلاتی ہے اور جنات چونکہ آتش سے خلق کئے گئے ہیں اسلئے اُن میں ظاہر اور پنہاں ہونے کی صفت موجود ہے لیکن انسانوں اور جنات کا عالم آپس میں گڈمڈ اور ایک دوسرے کے اندر مندرج ہے۔ انسانوں کی قیدِ زندگی کے بعد ابدانِ خبیثہ کا مسکن بھی اسی عالم میں رہتا ہے جب کہ

تیری رسائی ازل سے ابد تک محیط ہے

ارواح لطیفہ کا تمام مقام علیین میں ہوتا ہے۔ ارواح لطیفہ و ارواح خبیثہ اس عالم میں آ جا سکتی ہیں۔ چاند، سورج، ستارے، رات دن، ہوا، آگ، پانی، مٹی اسی عالم کی پیداوار ہیں۔ غروب آفتاب کے بعد اگر چاند اور ستارے نہ ہوتے تو یہ عالم بالکل مکمل طور پر تاریکی میں ڈوبا ہوتا اور انسان اپنے سے ایک انچ کے فاصلے پر بھی کوئی چیز دیکھ نہ پاتا اس لئے یہ عالم نور و روشنی کا محتاج ہے۔ یہاں کی ہر چیز فنا پذیر بھی ہے اور تغیر پذیر بھی یہاں پیدائش، رزق، عشق و شوق لازم و ملزوم ہیں۔ فنا ہو جانا یہاں کی ہر چیز کا مقدر ہے کل من علیہا فان یہاں کا نعرہ ہے۔ واضح ہو کہ ہر ایک جسم انسانی میں حق تعالیٰ کے لطف کے سات لطائف ہیں جو کہ قبل ازیں بیان کردہ ہر مقام و منزل کے مطابق اپنا مزاج رکھتے ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱) لطیفہ نفس (۲) لطیفہ قلب (۳) لطیفہ روح (۴) لطیفہ سر (۵) لطیفہ خفی (۶) لطیفہ اخفی (۷) لطیفہ انا۔ یہ تجربات کے لحاظ اور مختلف مقامات کے لحاظ سے لطیفہ نفس، قلب، روح، سر وغیرہ لطائف مندرج ہیں جن کا بیان کرنا حسب ضرورت ہوگا۔ ان میں سے لطیفہ نفس عالم ناسوت (۲) لطیفہ قلب ملکوت (۳) لطیفہ روح جبروت (۴) لطیفہ سر لاہوت (۵) لطیفہ خفی یاہوت (۶) لطیفہ اخفی حاہوت اور لطیفہ انا ذات کا مزاج رکھتے ہیں۔ ہر لطیفہ اپنے اپنے عالم کے رنگ سے رنگین ہے اور ہر عالم کی خاصیت سے متصف ہے نیز ہر لطیفہ اپنے اپنے مخصوص دائرہ میں پرواز کی قوت رکھتا ہے اور اس عالم سے ہر لطیفہ کو باطنی نورانی غذا مہیا ہوتی ہے جس عالم سے وہ متعلق ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ مذکورہ تمام عوالم و لطائف کے بیان کرنے سے اس حقیر و عاشق کا

اگر ایسا نہ ہوتا تو تو پرواز سے قطعاً عاری رہجاتا

لیت جانا مقصود نہ تھا بلکہ یہ ایک خاص نہایت ضروری ضرورت کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔ اور وہ غرض و غایت یہ ہے "کہ یہ خالص تیری اپنی کہانی ہے"۔ ذرا دیکھ بر مجھ، پھر نظر دوڑا کر دیکھ کہ تو کس عالیشان منزل و مقام کا رہنے والا تھا اور گرتے رتے، اُترتے اترتے، تنزل بہ تنزل کہاں سے کہاں آپہنچا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تو امکان سے بھی بلند مقام پہ مکین تھا۔ ذات سے صفات، صفات سے اسماء، اسماء سے فعال، افعال سے آثار میں آکر بانقلاب عیاں ہو گیا۔ تیری اصل کہانی یہ ہے کہ جب ذات نی تو بھی تو منجانب اللہ تھا صفات میں بھی تو مندرج اور شامل تھا۔ عالم اسماء کے ار تیری اپنی ہی کہانی تھی۔ عالم جبروت میں تو تیرا پورا امتیاز کے ساتھ ایک الگ ستان کا دفتر کھل گیا اور عالم ملکوت سے ہوتا ہوا عالم ناسوت میں آگرا۔ اور اب تو ان اس عالم ناسوت میں زندگی مستعار کے دن گزار رہا ہے۔ اور اب تجھے معلوم نہیں کیا کر رہا ہے یہاں پر۔ تجھے بتانا یہ مقصود تھا کہ تو یہاں کا باشندہ نہیں جہاں کہ اب م پذیر ہے بلکہ تیرا مقام وہی ہے جہاں سے تو درجہ بدرجہ اترتا ہوا آیا ہے۔ آیا خیال شریف میں؟

سو انسان وہ ہے کہ یہاں آکر پھر اسی طرح درجہ بدرجہ واپس اپنے اسی مقام پہنچ جانے جہاں سے کہ اس کی اصل ہے۔ تیری اصل اس جہان سے نہیں جہاں کہ دل لگانے بیٹھا ہے۔ تیری اصل تو بہت بلند، نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے۔ اٹھ بیگ بازار کے کسی تھڑے پر سویا پڑا ہے۔ آ اپنے گھر چلیں۔ اپنے اصل گھر چلیں۔ مرکر، وفات ر تو سب ہی چلے جاتے ہیں آ اسی زندگی میں واپس اپنے اصل گھر کو چلیں، زندگی

زبان کا علم اور ہے اور نگاہ کا علم اور

یں تو اپنے گھر کا راستہ پا سکتا ہے مگر تو خود نہیں جائے گا بلکہ تجھے لے جایا جائے گا۔ مقید کر کے، پا بہ زنجیر کر کے۔ پہرہ داروں کی نگرانی میں تو ادھر اُدھر نہ دیکھ سکے گا، نہ جا سکے گا، نہ واپس آ سکے گا اور نہ ہی تجھے واپس آنے کی اجازت ہو گی دُنیا میں ؎

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پا بہ گِل بھی ہے
انہیں پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے

میرے نادان دوست وقت نہیں ہے، آ جلدی یہاں سے جلدی بھاگ چلیں۔ میرے سمجھدار بھائی! اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ زندگی میں ہی انسان اپنے اصلی قدیمی ازلی مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات اسی وجہ سے کہلایا کہ اس میں ازل سے ہی اپنے اصل تک پہنچنے کی صلاحیت ودیعت کر دی گئی ہے اور انسان بخوبی باحسن طریق سے اپنے اصل تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر یہ واقعی ایسا نہ کر سکتا ہوتا تو ہم کبھی بھی تجھے یہ مشورہ نہ دیتے اور نہ ہی یہ تصنیف لکھنے کی نوبت آتی۔ یہ تصنیف اس لئے لکھی جا رہی ہے کہ شاید، شاید، شاید!!! تو سمجھ جائے، اور تیرا اس سے بھلا ہو جائے اور اگر تو اب بھی خواب خرگوش سے بیدار نہ ہوا تو پھر میں اکیلا تجھے سوتا چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ پھر تو اس وقت جاگے گا جب وقت گزر چکا ہو گا اور کفِ افسوس ملتا ہوا یہ کہے گا ؎

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

دراصل اس میں تیرا قصور بھی نہیں اور ہے بھی۔ تو بے قصور اس لئے ہے کہ تجھے عالمِ باطن میں آنا جانا نہیں آتا اور نہ ہی تیرے دل میں خوابیدگی کی وجہ کوئی بیداری پیدا ہوئی۔

اور مورد قصور اس لئے ہے کہ تیرے دل میں جانے کی آرزو بھی پیدا نہ ہو سکی۔ تو اتنا بھولا کہ تو نے اپنے روح و قلب کو بھی گھٹ گھٹ کے مار دیا۔ تو نے اپنے دل کی آواز پر بھی کان نہ دھرے۔ دل انسان کو کبھی غفلت کی طرف مائل نہیں کرتا بلکہ آدمی بذات خود دل کی آواز کو زبردستی دبا کر گناہ کرتا ہے۔ تیرے بار بار کی تکرار سے بے چارہ تیرا دل بھی تھک ہار کر خاموش ہو گیا۔ خدا کے لئے اپنے اچھے دل کی دوبارہ بات سن۔ اور پھر دوبارہ کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہو ...... اور مصروف کار ہو جا ؎

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

حضرت فقیر نور محمد صاحب کلاچوی کی تصانیف جو اسوقت مل سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت	کیفیت
(اردو) عرفان حصہ اول	۳۰ روپے	تصوف میں لاثانی۔ باطنی اسرار، باطنی تجربوں۔ لطائف غیبی۔ رابطہ شیخ و طالب شان قرآن، اعتقاد اسم اللہ، علم دعوات میں بے نظیر ہیں۔
عرفان حصہ دوم	۳۰ روپے	
"حق نما" اردو	۱۵ روپے	قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر بے مثل حقیقت کشا ہے۔ آج تک کسی نے ایسی بے مثل تفسیر نہیں دیکھی۔ تمام اسرار کو کھول کر رکھ دیا ہے۔
عرفان الاسرار و سلطان الاوراد	۲۰ روپے	اللہ تعالیٰ کے دیدار، باطنی لطائف از عالم ناسوت تا عالم جاھوت۔ رسالہ روحی کی تفسیر، درود و وظائف قادری۔ سات سلطان الفقر پر مبنی ہے۔

ملنے کا پتہ

فقیر نور محمد سروری جالپور بھٹیاں تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

نگاہ کا علم اور ہے اور استغراق کا علم اور

انتباہ

یہ حقیر بندہ؛ نہایت ہی معذرت کے ساتھ ایک عرض کرتا ہے، وہ یہ کہ نہ میں فقیر ہوں نہ پیر، نہ رہنما ہوں نہ اہل رسید، نہ مرشد ہوں نہ سجادہ نشین ہوں۔ نہ عالم ہوں نہ فاضل۔ اس لئے کہیں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا۔

میں ازل میں بھی اکیلا تھا اور ان شاء اللہ دنیا میں بھی اکیلا ہوں۔ گمنامی میرا شیوہ ہے۔ برسہا برس سے میں اپنے ہی شہر کی آبادی اور گلیوں سے ناواقف ہوں۔ اپنے ہی شہر کے لوگوں کے ناموں سے ناواقف ہوں۔ ان شاء اللہ زندگی میں وہ وقت مجھ پر کبھی نہ آئیگا کہ لوگوں کا جمگھٹ میرے گردا گرد ہو۔ اس لیئے میں نہایت ہی عاجزی سے اور ہزار منت سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے کوئی صاحب ڈھونڈنے کی کوشش نہ کرے۔ میرے پاس، میرے گرد، میرے ساتھ رات کو کوئی نہیں رہ سکتا اور نا ہی کسی کو یہ اجازت ہے اس لئے نہایت ہی معذرت کے ساتھ گذارش ہے۔ کہ کوئی صاحب میرے پاس آنے کی، تشریف لانے کی کوشش نہ کرے۔ ہاں البتہ جوابی خط لکھ کر کوئی تصفیہ طلب بات ہو تو دریافت کر سکتا ہے۔ پھر جو جواب اُنکا آپ کو موصول ہو وہ سنبھال کر رکھیئے۔ تاحیات۔ آج جو بات آپ کو سمجھ نہیں آتی وہ آئندہ زندگی میں کھل جائے گی۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے

"اِس تصنیفِ لطیف کے فوائد"

جان لے اے طالب! ہر کام کا ہر چیز کا ہر فعل کا کوئی ردِ عمل، کوئی تاثیر، کوئی Reaction ہوتا ہے۔ جب تو ہمہ تن مصروف ہو کر اپنی تمام ظاہری اور باطنی قوتوں کے ساتھ اِس تصنیفِ لطیف کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوگا تو لازمی امر ہے تو بھی اِس سے انشاء اللہ بہرہ ور ہوگا۔ میں تجھ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا تو چشمِ بصیرت چاہتا ہے۔ اگر واقعی تو باطنی دُنیا دیکھنے کا آرزومند ہے تو تجھ کو اس سے مندرجہ ذیل فوائد رُوحانی، باطنی، غیبی، ملکوتی و جبروتی و لامکانی حاصل ہونگے کہ جس سے تو بغیر کسی کی امداد کے لایحتاج ہو جائے گا۔ اُس وقت تیری تمام کلفتیں دُور ہو کر تُو خوش وقت ہو جائے گا اور دربدر کے سوال سے تیری جان چھوٹ جائیگی۔

(۱)۔ کیا تو اپنے اصل کی طرف لوٹنا چاہتا ہے تو اِس سے تجھے اپنے اصل کی طرف راجع ہونے کا راستہ مل جائے گا۔

(۲)۔ اِس تصنیفِ لطیف کے علم الیقین کے راستہ پر چلنے سے تیری باطنی پرواز جاری ہو جائے گی۔

(۳)۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ تو اپنی مرضی سے جس وقت جی چاہے باطن میں پرواز کریگا اور جس وقت چاہے واپس ظاہری دُنیا میں آئیگا۔

(۴)۔ یہ باطنی پرواز جب تجھے حاصل ہو جائے گی تو کوئی تجھ سے سلب نہیں کر سکے گا۔ چھین نہیں سکے گا۔

(۵)۔ یہ باطنی پرواز کی قوت تجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حاصل ہوگی۔

(۶)۔ انسان کے فوت ہو جانے کے بعد اُس کے حواس و قویٰ ظاہری بھی ضائع ہو جاتے

ہیں۔ بدن مٹی ہو جاتا ہے مگر یہ حواس باطنی جو کہ ملکوتی وجبروتی ولامکانی ہوں گے ہرگز ہرگز نہ مریں گے بلکہ دوسری دنیا میں بھی زندہ رہیں گے۔

(۷)۔ ظاہری حواس ظاہری وجود سے متعلق ہیں۔ باطنی حواس باطنی لطیف وجود سے متعلق ہوتے ہیں۔ جن کا تعلق روح سے ہوتا ہے لیکن روح کو موت واقع نہیں ہوتی اسلئے روح کے باطنی حواس کو بھی موت واقع نہیں ہوتی۔

(۸)۔ باطنی حواس سے بعد از مرگ بھی تیری منزل جاری وساری رہے گی تا آنکہ تو قرب ووصال کی منازل میں داخل نہ ہو جائے اور تو اپنے اصل کی طرف راجع نہ ہو جائے۔

(۹)۔ فنانی اللہ۔ بقا باللہ لاہوت ولامکان کی منازل اسی سے متعلق ہیں۔

(۱۰)۔ پھر تجھے اصلی حقیقی توحید کا راستہ حاصل ہو جائے گا۔ پھر تو جان جائے گا وحدانیت واحدیت کسے کہتے ہیں۔ اور ھاھویت کیا ہوتی ہے۔

(۱۱)۔ اگر انبیاء واولیاء کرام کی باطنی مجالس میں پہنچنا چاہتا ہے تو علم عین حاصل کر کہ علم عین سے باطنی پرواز جاری ہوتی ہے اور باطنی پرواز تجھے انبیاء واولیاء کی باطنی مجالس میں لے جائیگی۔

(۱۲)۔ علم عین کیا ہے یہ کیونکر حاصل ہوتا ہے یہ سب کچھ تجھے بتانا ہی تو اس کتاب کی اصل غرض وغایت ہے۔ بیقرار نہ ہو۔ آئندہ اسی کتاب کے اگلے صفحات میں تفصیل کے ساتھ مفصل، مکمل اور اکمل طور پر تجھے بتا دیا جائے گا۔ سمجھا دیا جائے گا۔

(۱۳)۔ گو میں دنیاوی فوائد کو حقیر سمجھتا ہوں تاہم آپ اپنی جائز ضروریات زندگی کے لئے علم عین سے فوائد حاصل کر سکتے ہو۔

(۱۴)۔ اگر تو ظاہری استادوں کی خدمت کرتا کرتا تھک گیا ہے اور تیری باطنی پرواز بھی جاری نہیں ہوئی تو اس زیر تذکرہ راستہ پر مکمل توجہ، پوری لگن، نہایت ذوق وشوق سے عمل کر تیری باطنی پرواز جاری ہو جائے گی اور تو کامیاب وکامران ہو جائیگا۔

(۱۵)۔ یہ تصنیف تجھے ظاہری رہنمائی کی طرف بھی دلالت کرے گی اور باطنی رہنمائی کی طرف بھی۔

(۱۶) جب تو اس پر عمل کرے گا تو تو حیران رہ جائے گا کہ کس قدر آسانی سے تیری باطنی آنکھ کھلتی ہے اور کس قدر جلد تیری باطنی پرواز جاری ہوتی ہے۔

(۱۷)۔ اس پر عمل کرنے سے تجھے کچھ بھی مشقت نہ اٹھانی پڑے گی مگر تھوڑی سی۔ کیا تو نصف گھنٹہ بھی ہر روز فراغت کا نہیں نکال سکتا۔ اگر شوق کمال درجہ کا ہو اور میری بات کو ذہن نشین کرلے تو پندرہ منٹ بھی کافی ہیں۔

(۱۸)۔ اس میں نہ تو کسی چلہ کشی کی مشقت ہے نہ ترک جلالی و جمالی کی۔ نہ وقت میں کمی و نہ تعداد کی۔ نہ تسبیح و دانہ کی۔ نہ ورد و وظیفہ کی۔ اگر یہ مذکورہ بالا پابندیاں ہوں تو پھر "علم الیقین" کیا ہوا۔

(۱۹)۔ الہامی کیفیت بھی علم یقین سے ہی حاصل ہوتی ہے مگر تھوڑے سے رد و بدل کے ساتھ۔ آپ پیغام دور سے لے سکتے ہیں اور دور بیٹھے دنیا و عقبیٰ کے ہر کونے میں پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ آپ ملکوتی و جبروتی۔ روحانی و نورانی صوت و آواز کو سن سکتے ہیں اور تمام باطنی مخلوق سے ہمکلام ہو سکتے ہیں۔

(۲۰)۔ آپ اگر علم یقین حاصل کرلیں تو قبر میں روحانی سے ہمکلام ہو سکتے ہیں۔ اُن سے فیض و برکات حاصل کر سکتے ہیں اور اُن کو فیض و برکات پہنچا سکتے ہیں۔

(۲۱)۔ آپ کو اگر علم یقین آتا ہے تو آپ دعوت اہل قبور پر حاوی ہو سکتے ہیں اور یہ کوئی اہل علم یقین کے لئے مشکل بات نہیں ہے۔

(۲۲)۔ علم یقین راز بے ریاضت۔ مشاہدہ بے مجاہدہ۔ راز و اسرار سے لبریز جام جم سے زیادہ لطیف۔ معشوق بے محنت ہے

(۲۳)۔ علم یقین بہت ہی آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ آسان اُس کے لیئے جس نے سمجھ لیا

مشکل اُس کیلئے جس نے نہ سمجھا نہ جانا نہ کیا۔

(۴۴) علم الیقین ایک معقد ہے مُقِیمٌ مِّنْ فَقِیمٍ

(۴۵) علم یقین ایک باطنی قوت پرواز ہے ایک تیز برق براق ہے۔ ایک باطنی مرکب جو ہر وقت ہر گھڑی چلنے کے لئے تیار۔ اگر تو اس مرکب پر سوار ہونا چاہتا ہے تو علم یقین حاصل کر۔

(۴۶) علم یقین کے متعلق لوگوں میں بہت مختلف خیالات ہیں۔ بہت غلط فہمیاں ہیں جو سب کی سب دُور کر دی جائیں گی اور اصلی حقیقی علم الیقین سمجھا دیا جائیگا سمجھا ہی نہیں دیا جائے گا بلکہ ذہن نشین کرا دیا جائیگا اور اگر ذوق و شوق بقدر ضرورت ہوا تو دکھایا بھی جا سکتا ہے۔

(۴۷) بہت دوستوں بھائیوں بہنوں نے علم یقین کے ذریعے پہلے ہی روز باطنی دُنیا میں پرواز کی ہے اور اب تک کرتے ہیں۔

(۴۸) علم یقین وہ علم ہے جس سے خیال سے نہیں۔ تصور سے نہیں۔ تفکر سے نہیں وہم سے نہیں بلکہ یقین بیقین سچ مچ انسان باطنی پرواز کرتا ہے۔

(۴۹) علم یقین سے خواب میں نہیں۔ سوتے میں نہیں بلکہ جاگتے جاگتے باطنی باطنی ہوش و حواس دیکھتا ہے۔ سُنتا ہے۔ آتا ہے۔ جاتا ہے۔ باطنی پرواز کرتا ہے۔ اگر ہم نے اس میں فریب کھانا ہوتا تو سب سے پہلے ہیں اس علم کو چھوڑتا اور کبھی ادھر کا رُخ بھی نہ کرتا۔

ہم حق کے طلبگار ہیں۔ حق چاہتے ہیں حق پاتے ہیں۔ حق دیتے ہیں اور حق لیتے ہیں۔ ہماری صرف ایک زندگی ہے وہ بھی ۲ دن کی۔ ہم اس ۲ روزہ زندگی میں فریب کھانے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اس زندگی کو اور اس وقت کو غنیمت جانو۔ یہ دوبارہ حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی ہم خود اسے ضائع کرنے کیلئے

کیا آپ آئینہ حقیقی میں اپنی صورت بمعہ اپنی باطنی شخصیت کے دیکھنا چاہتے ہیں:

تیار ہیں۔ اگر یہ علم بیکار یا واہمہ ہوتا تو سب سے پہلے میں خود اسے چھوڑتا مگر واللہ ایسا نہیں ہے۔ اگر ہماری بات پر باور ہے تو یہی حقیقی زندگی ہے اور یہی زندگی کا ماحصل ہے اور یہی زندگی کا اصل نصب العین ہے۔

(۳۰) کیا آپ اپنی صورت، اپنی باطنی شخصیت کے دیکھنے کے خواہشمند ہیں سو اگر آپ نے اس تصنیف لطیف کے مندرجات کما حقہ سمجھ کر اس پر تہہ دل سے عمل کیا تو آپ کے اندر ایسا آئینہ دل پیدا ہو جائے گا جس میں آپ بخوبی اپنی صورت بمعہ اپنی باطنی شخصیت کے دیکھ لیا کریں گے۔ اگر آپ کوئی گناہ کرو گے تو وہ بھی رات کو اس میں دیکھ لیا کرو گے۔ اگر ثواب کا کوئی کام کرو گے وہ بھی اس میں آپ کو نظر آجایا کرے گا۔ میں یہاں کچھ اپنے دیدہ تجربات بیان کرتا مگر یہاں اُن کا محل بیان نہیں ہے (یہ سب واقعات اس بندہ کی تصنیف ۲ اور ۳ میں ملاحظہ فرمائیں)

(۳۱) اس آئینۂ دل میں آپ ہر روز کوئی نہ کوئی مشاہدہ کرکے اُٹھا کرو گے خالی ہاتھ نہیں اٹھو گے۔ یہ نقد مزدوری کا معاملہ ہے۔ اگر اُدھار کرنا ہوتا، اگر روزِ جزا وسزا کا انتظار کرنا ہوتا۔ اگر مزدوری قیامت کے بعد لینی ہوتی تو پھر اس تصنیف کو لکھنے کا کیا فائدہ تھا۔ سو آپ نقد مزدوری حاصل کرو گے فی الحال مشاہدہ کیا کرو گے۔ جب مستغرق ہو کر بیٹھا کرو گے تو کوئی نہ کوئی مشاہدہ کرکے اُٹھا کرو گے۔ یہ نقد کا سودا ہے۔

(۳۲) آپ کے اندر ایک ایسی باطنی لطیف شخصیت پیدا ہوتی چلی جائے گی

باطنی حواس سے باطنی رابطے ہوتا ہے

آپ کو ہر قسم کے گناہ، ہر قسم کی معصیت سے بچائے رکھے گی۔ اگر کوئی بھول سے گناہ کر بیٹھو گے تو یہ باطنی شخصیت آپ کو اس قدر پشیمانی و مضطرب کر دے گی کہ اس گناہ کی آلودگی کو بالکل صابون کی طرح دھو کر صاف کر کے دم لے گی۔ اگر آپ پھر بھی بار بار گناہ کرو گے تو پھر یہ آئینۂ دل بالکل گدلا ہو جائے گا۔ اگر آپ پھر بھی گناہ سے باز نہ آئے تو یہ باطنی شخصیت بھی معدوم غائب اور گم ہو جائے گی۔ اور اگر باطن و ظاہر میں صراطِ مستقیم پہ چلتے رہو گے آپکو باطن میں دن بدن روز بروز عروج حاصل ہوگا۔ آپ کی باطنی پرواز تیز سے تیز تر ہوتی چلی جائیگی۔ اور ایک دن ایسا آئے گا آپ کی تمام کلفتیں تمام مصیبتیں تمام بے چینیاں دُور ہو جائیں گی اور آپ کے باطنی لطائف ابدالآباد تک زندہ ہو جائیں گے اور آپ اسی زندگی میں اپنے اصل تک پہنچ جائیں گے جہاں سے کہ روزِ ازل سے ہم کو دُنیا میں بھیجا گیا تھا۔

(۳۴)۔ اگر دعوتُ القبور پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہیں اور آج تک آپ ارواح سے رابطہ قائم نہیں کر سکے یا اگر آپ آجتک روحانیوں سے کوئی فیض حاصل نہیں کر سکے تو نا امید ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تصنیف اور میری دیگر تصانیف آپ کو ایک ایسا سادہ۔ سہل۔ آسان۔ بے محنت اور بلا مشقت راستہ بتائے گی کہ جس سے آپ دنگ رہ جائیں گے اور دُور دراز آپ کو آستانوں کو قبروں پر بھی جانا نہ پڑے گا۔ اپنے گھر بیٹھے آپ کی دعوت رواں ہو جائیگی اور آپ ہزاروں روحانی و دُنیوی فائدے اس سے حاصل کر سکو گے۔ اور لطف

باطنی حواس بیدار نہیں تو باطنی پرواز بھی نہیں!

کی بات یہ کہ یہ دعوت بالکل بے ضرر بے خوف وخطر ہوگی۔ اور ایسے ایسے لاینحل عقدے حل ہوں گے جن کو آپ اپنی زندگی میں حل نہیں کر سکے۔

اے طالب! یقین رکھ: اگر تجھے حق کی تلاش ہے تو مجھے تجھ سے بھی زیادہ حق درکار ہے تو کسی سے انصاف کی توقع رکھتا ہے مگر میں نے تو خود اپنے آپ سے انصاف کرنا سیکھا ہے۔ اپنے آپ سے انصاف کرنا ایسی نعمت ہے جو خدا تعالیٰ آپ کو بھی عطا کرے۔ اگر آپ نے اپنے آپ سے انصاف کرنا سیکھ لیا تو سمجھو کہ آپ نے سب کچھ سیکھ لیا۔ والسلام۔ خدا حافظ!

حواس خمسہ ظاہری و حواس خمسہ باطنی

میرے اچھے بھائی! تو اس بات کو خوب خوب جان لے کہ جب تک تو حواس خمسہ باطنی وظاہری کے متعلق روشناس نہ ہوگا تو باطن میں نہ چل سکے گا۔ باطنی پرواز کی کلید ہی باطنی خمسہ حواس ہیں اور اس کلید کے بغیر بظاہر قفل باطن نہ کھول سکے گا۔ لہٰذا باطنی پرواز بھی جاری نہ ہو سکے گی۔ حواس خمسہ باطنی باطن کی دنیا میں داخل ہونے کا باب اولین یا سب سے پہلا دروازہ ہے اور یہ اسکی ابتدا ہے۔ اس کی انتہا بھی بذریعہ حواس باطنی یعنی حواس خمسہ باطنی ہی ہیں۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (ترجمہ) تمہاری ظاہری آنکھیں اُس کو نہیں پا سکتیں۔ اسلئے اسکو پانے کے لیئے اس کو دیکھنے کے لئے باطنی حواس ہی کی ضرورت لاحق ہوئی

باطنی چشم کی پتلی کے اندر دونوں جہاں مندرج ہیں

اور یہ حواس اللہ جل شانہٗ نے ازل سے انسان کو ودیعت کر دیئے۔ اگر حواس خمسہ باطنی اللہ کریم نے ہم کو عطا نہ کئے ہوتے تو اہل جہان کے سب لوگ ظاہری و باطنی طور پر یکسر ظاہری و باطنی امور سے قاصر رہ جاتے اور باطنی عوالم ہم سے یکسر اوجھل ہو جاتے۔ یہ باطنی صبغۃ اللہ کے رنگ سے رنگین ہیں اسی لیے ان کو موت نہیں ہے۔ باطنی حواس تا ابد حیات رہیں گے۔ ہمارے جسم کو موت لاحق ہے مگر باطنی حواس کو نہیں۔ باطنی حواس کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ آپ جو کچھ نیند کی حالت میں خواب دیکھتے ہیں تو یہ سب کچھ خواب بذریعہ باطنی حواس ہی تو دیکھتے ہیں۔ گویا نیند کی حالت میں بھی باطنی حواس جاگتے رہتے ہیں۔ موت کے بعد بدن مٹی ہو جائے گا مگر باطنی حواس اپنی سالار اعلیٰ روح کے ہمراہ دوسرے باطنی عالم کی طرف لوٹ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا میں ایک محدود اختیار اچھے برے اعمال کا دے کر بھیجا ہے۔ اسلئے اگر کسی نے ان کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں تربیت کی ہے۔ اور نیک اعمال کئے ہیں تو روح معہ حواس باطنی کے عالم علیین کی طرف لوٹ جائینگے اگر ہم نے ان کی تربیت ظاہری دنیا میں بری کی ہے تو یہ شیطان سے ملحق ہو جائینگے برے اعمال کیئے ہیں تو بھی شیطانی صفات سے متصف ہو جائیں گے اور موت کے بعد روح معہ باطنی حواس کے عالم سجین میں پھینکے جائیں گے۔ سو انسان ان کی اچھی یا بری تربیت کرنے کا مجاز قرار دیا گیا ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (ترجمہ) پس جو چاہے اس پر عمل کرے (ایمان لے آئے) اور جس کا جی چاہے اس کا انکار کر دے۔

حواس خمسہ باطنی تمام تصوف کی بنیاد ہے لہٰذا بنیاد کے بغیر عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

پس: حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی کی تعداد ۵ : ۵ ہے ہم جو کچھ ظاہر کام کاج کرتے ہیں تو پہلے باطنی حواس اندر سے حکم کرتے ہیں تو ظاہری حواس اس کو بجالاتے ہیں۔ اگر حواس باطنی حکم کرنے سے قاصر ہیں تو ظاہری حواس بالکل بیکار ہو جائیں اور ہاتھ تک نہ ہلا سکیں سو ان کی تعداد ۵ : ۵ ہے۔

حواس خمسہ ظاہری	۱۔ دیکھنا	۲۔ چکھنا	۳۔ سونگھنا	۴۔ سننا	۵۔ چھونا
حواس خمسہ باطنی	۱۔ حافظہ	۲۔ ذہن	۳۔ خیال	۴۔ قوت مدرکہ	۵۔ قوت متفکرہ

جہاں تک حواس خمسہ ظاہری کا تعلق ہے تو ان کے متعلق ہر شخص بخوبی جانتا ہے۔ حواس خمسہ باطنی کے پہلے تین حواس حافظہ ذہن اور خیال سے بھی ہر شخص واقف ہے لیکن چوتھے حواس قوت مدرکہ کے متعلق میں عرض کر دیتا ہوں۔

قوتِ مُدرکہ: قوتِ مُدرکہ کے معنی ہیں **قوتِ ادراک**" اور ادراک لفظ درک سے ماخوذ ہے۔ درک کے معنی ہیں جستجو' تلاش' ہر چیز کے استعمال کا سلیقہ و طریقہ' نئی ایجادات نئے نئے کام کرنے' نئی دُنیا ڈھونڈنے کی آرزو' سمجھ' بُوجھ بذریعہ عقل ہر کام کی جستجو' نئی نئی تصنیفات اسی قوت کے سہارے تمہارے لیے لکھ رہا ہوں' حافظہ میں جو کچھ محفوظ ہے اس کو

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں !
اب دیکھئے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں !

تختۂ ابیض پر مرقوم کر رہا ہوں اور اس کو سلیقہ وطریقہ دینے میں ذہن کو استعمال کر رہا ہوں اور عبارت درست رکھنے، جملہ وفقرہ وکلمات کی بندش میں ذہن سے کام لے رہا ہوں، اور نئی نئی باتوں، الجھنوں، معموں کا حل قوت ادراک ڈھونڈ رہی ہے۔ میرا خیال ہے اب تو آپ کی سمجھ میں قوت ادراک کے معنی بالکل سمجھ میں آگئے ہوں گے۔

قوت متصرفہ : لفظ متصرفہ 'اصراف' سے ماخوذ ہے اور اصراف سے لفظ 'تصرف' منسلک ہے۔ تصرف کے معنی ہیں خرچ کرنا، کام میں لانا، صرف کرنا، بروئے کار لانا۔ لیکن قوت متصرفہ کے معنی ہیں اپنی مرضی سے کسی چیز کو خرچ کرنا۔ نہ کرنا۔ دینا۔ لینا۔ آنا۔ جانا۔ اپنے اختیار سے ہر چیز میں کمی بیشی کرنا۔ اپنے ارادہ سے کسی علم، چیز، کا کام میں لانا۔ اس قوت کا خاصہ یہ ہے کہ ہر عالم میں اور ہر عالم کی ہر چیز کو اپنے اختیار سے اپنے ارادہ سے استعمال کرنا اور ہر عالم کی ہر چیز میں اپنی مرضی اور اختیار سے دخل انداز ہونا، بروئے کار لانا۔ جسطرح آپ کو اپنے گھر میں یہ اختیار ہے کہ کسی چیز کو خرچ کرو یا نہ کرو۔ اپنے گھر کے ہر کام میں جس طرح دخل اندازی چاہو کر سکتے ہو۔ سو اپنے اختیار سے ہر چیز کو صرف کرنے کا نام ہی قوت متصرفہ ہے۔ یہ قوت بھی ازل سے آپکو ودیعت کر دی گئی ہے۔

باطنی عالم میں کیسے داخل ہونا ممکن ہے

اے طالب مولا: اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ باطن کے عوالم میں اس وقت تک داخل ہونا ناممکن ہے جب تک ظاہری حواس بند نہ ہو جائیں اور باطنی حواس نہ کھل جائیں، اور باطنی حواس اس وقت تک نہیں کھلتے جبتک ظاہری حواس بند نہ ہو جائیں۔ اس بندہ نے بہت سے گروہوں کو دیکھا ہے کہ جن کو ظاہری حواس بند کرنے بالکل نہیں آتے بلکہ وہ یہ ناگوار طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ آنکھیں تو بند ہو سکتی ہیں سو ان کو بند کر لیا۔ اور کانوں کی سماعت کو یوں بند کرتے ہیں کہ کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ اور ناک میں بھی روئی ٹھونس لی اور چکھنے کی قوت کو یوں بند کر لیا کہ منہ بند کر دیا اور چھونے کی قوت کا تو ان کے پاس علاج ہی کوئی نہیں چلو ساکن ہو بیٹھے۔ سو یہ باطنیت کی گھٹیا مثال ہے اور باطنی رموز، تصوف کے باطنی علم سے ننھے پن کی علامت ہے۔ مجھے ان کی تدبیر ناقص پر ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی ایسے ہی لوگوں کے متعلق جناب سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ان کا علاج یہ ہے کہ استرا لے لیں اور لوگوں کی حجامتیں کیا کریں۔ یوں بند کرنے سے حواس خمسہ ظاہری کی کوئی قوت بھی بند نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ فطرت کیخلاف بھی ہے۔ ہمارے پھیپھڑے خون صاف کرنے پر مامور ہیں۔ سانس ہماری زندگی کا جزو اعلیٰ ہے۔ ظاہر ہے ایسے لوگوں کی صحت بدنی بالکل خراب ہو جائیگی۔

مشاہدۂ باطنی اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک حواس خمسہ بیدار نہ ہو جائیں اور حواس خمسہ باطنی اس وقت تک بیدار نہیں ہوسکتے جب تک ظاہری حواس خمسہ

باطنی دُنیا میں داخلے کے لئے باطنی چشم بھی چاہیئے

بند نہ ہو جائیں اور یہ مسئلہ محال ہے

کلیدِ حواس خمسہ باطنی:

باطنی عوالم میں داخل ہونے، باطنی مشاہدہ، باطنی طیر سیر، باطنی منازل طے کرنے، باطنی لطائف کھولنے کا یہ واحد، یکتا، اسلم اور معروف راستہ فقط اور محض یہ ہے کہ باطنی حواس کھولنے کی کلید اُس کے پاس ہو اور ظاہری حواس بند کرنے سے کما حقہٗ واقف ہو۔ اس کے سوا محال ہے کہ کوئی مشاہدہ کر سکے یا باطنی عوالم میں داخل ہو سکے۔

کلیدِ مشاہدۂ عالم باطن:

اے گوش ہوش سے سُن! (۱) حواس باطنی کے کھولنے کی واحد کلید حواس خمسہ ظاہری کا بند کرنا ہے اور حواس ظاہری کے بند کرنے کی واحد کلید استغراق۔ غیبت۔ محویت۔ غرق (یعنی اپنے آپ میں ڈوب جانا)۔ اپنی ذات میں گُم ہو جانا۔ اپنے آپ میں کھو جانا۔ اپنی اندر کی ذات میں محو ہو جانا۔ اپنے اندر کے عالم انفس میں غرق ہو جانا ہے۔ مذکورہ بالا ضروریات کا واحد حل اور مذکورہ کوائف کی واحد کلید ہے۔ پھر جان لے کہ:

ؒ تصوف کی اصطلاح میں غیبت عالم انفس یعنی اپنے اندر کے عالم میں مستغرق ہو جانے کو کہتے ہیں۔

(۱)۔ حواس خمسہ باطنی کے کھولنے کی واحد کلید حواس خمسہ ظاہری کا بند کرنا ہے۔

(۲)۔ حواس خمسہ ظاہری کے بند کرنے کی واحد کلید استغراق ہے۔

(۳)۔ مشاہدۂ عالم باطن کی واحد کلید حواس خمسہ باطنی کا کھل جانا ہے۔

یہ تینوں مذکورہ بالا امور ایک دوسرے کی واحد کلیات ہیں ان تینوں مسلمہ اصولوں کے بغیر ان کا اور کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں ہے یہ تینوں کلیات آگے چل کر آپ کو عطا کر دی جائیں گی اور چوتھی کلید وہ ہوگی جس سے استغراق طاری ہوتا ہے جس سے کہ ظاہری حواس بند ہوتے ہیں۔

(۴)۔ استغراق کی واحد کلید علم العین ہے

(۵)۔ اور علم العین کی واحد کلید کا بتانا ہی اس تصنیف لطیف کی اصل غرض غایت ہے۔ علم عین کی کلید حاصل کئے بغیر باقی ماندہ تمام کلیات کا حصول بھی ناممکن ہے۔

اور جب تو علم عین حاصل کرے گا تو باقیماندہ قفل بھی طرفۃ العین میں کھلتے جائیں گے اور تو پھر بغیر کسی مرشد ظاہری کے باطنی عوالم میں محو پرواز ہو جائے گا۔ اور تو درجہ بدرجہ تمام عوالم کو عبور کرتا ہوا اپنے اصل تک پہنچ جائے گا۔ پھر تیری باطنی چشم بھی خود بخود کھل جائے گی اور تو ہر عالم کا نظارہ باطنی آنکھوں سے کر سکے گا۔

نیز جب تیری باطنی آنکھ کھل جائیگی اور تو اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے باطنی دنیا میں جانے لگے گا

تو پھر اولیاء کرام میں سے ہر کوئی تجھے پہچاننے لگے گا اور تو روپوشیدہ پردہ نشین بزرگوں سے بھی واقف ہو جائیگا۔ بلکہ تیرے چاہنے والے خود تیرے

پاس ظاہر و باطن میں چلے آئیں گے۔

سو تو آنکھیں کھول۔ بیدار ہو۔ تیار ہو۔ آسمان چاند کا منتظر ہے۔ پھول نظارے کی دعوت دے رہے ہیں ؏

تو بیاباں میں ہے اور گھر میں بہار آئی ہے

؏ ہم اہل درد جہاں سے گزر گئے چپ چاپ

؎ ہماری جان پہ بھاری تھا غم کا افسانہ:
سُنی نہ بات کسی نے تو مر گئے چپ چاپ

؎ مرا دردیست اندر دل؛ اگر گویم زباں سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز و استخواں سوزد

(ترجمہ) میرے دل میں ایک ایسا درد ہے کہ اگر میں تجھے اس کو بتاؤں تو میری زبان جل جائے اور وہ راز دل کی بات اندر رکھوں تو ڈرتا ہوں کہ میرا مغز سر نہ سوختہ ہو جائے۔

مکالمہ: مندرجہ بالا اشعار ایک صدا کے تھے جو اچانک میرے پاس سے گزر رہی تھی۔ میں نے اسے بلایا اور کہا تو اتنی سی بات پر مر رہا ہے کہ تیرے درد و دُوں کی کوئی بات نہیں سُن رہا۔ نہ مر۔ نہ فوت ہو۔ مر مر کے جینا سیکھ۔ تجھے دولت چاہیے۔ کہنے لگا۔ ہاں بہت دولت کی ضرورت ہے عیالداری بھی بھاری ہے۔ گزارہ بھی نہیں چلتا۔ میں نے پوچھا کہیں تو کسی سے محبت تو نہیں کر بیٹھا۔ کہنے لگا جی ہاں۔ کر بیٹھا ہوں۔ میں نے کہا کیا تجھے اس سے ملنے کا شوق ہے۔ کہنے لگا بہت شوق ہے مگر ملنے کا راہ نہیں پاتا۔ میں نے پوچھا کیا تو بیمار تو نہیں ہے۔ کہنے لگا، کوئی ایک بیماری۔ میرا بدن بیماریوں سے لبریز ہے۔ میں نے کہا۔ کیا تیری کسی سے دشمنی یا مقدمہ بازی تو نہیں کہنے

بے گھر کے گھر کو آپ کہاں ڈھونڈ رہے ہیں

لگا۔ بیشک یہ بھی ہے۔ میں نے کہا تیرے دل میں کوئی خواہش کوئی آرزو بھی ہے
کہنے لگا ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

میں نے دریافت کیا۔ کیا تو ان سب باتوں کا علاج چاہتا ہے۔ کہنے لگا بالکل چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کیا تجھے باطنی نظارہ دیکھنے کا بھی شوق ہے۔ کہنے لگا۔ جی یہ شوق تو بے انتہا ہے مگر کوئی دکھانے والا نہیں ملتا۔ میں نے پوچھا کیا تو مذکورہ تمام امور کو چھوڑ کر صرف توحید کی طرف منہ نہیں کر لیتا۔ کہنے لگا دل تو یہی چاہتا ہے۔ مگر مذکورہ بالا امور طے کئے بغیر کوئی اور چارہ بھی نہیں ہے۔ میں نے کہا تو سُن مذکورہ بالا تمام امور کا علاج ظاہری بھی باطنی بھی صرف اور صرف یہ ہے کہ تو "علم العین" سیکھ۔ تیری مذکورہ بالا تمام باتوں کا علاج ہو جائیگا۔ بس اب تو تجھے مرنے کی نہیں سوجھتی۔ کہنے لگا۔ خدا آپ کا بھلا کرے۔ اور مزید کہنے لگا آپ نے مجھے جینے کا سلیقہ سکھا دیا ہے۔ اب تو میرا مرنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ میں نے کہا سلیقہ سکھا نہیں دیا بلکہ جتا دیا ہے۔ بتا دیا ہے۔ سمجھا دیا ہے۔ اس شرط پر سمجھا دیا ہے کہ آئندہ کے لیئے دربدر کے سوال سے تیری جان چھوٹ جائے اور تو خود کفیل ہو جائے اور تیری ہر مشکل اللہ تعالیٰ کے اذن سے حل ہو جائے ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سُراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن:

مَن کی دُنیا، مَن کی دُنیا سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دُنیا تن کی دُنیا سُود و سودا مکر و فن

نوٹ : یہ کتاب لے جا . اس شرط پر کہ تو اس کے بعد میرے پاس نہ آنا بلکہ اپنے گھر بیٹھ کر اس کے مندرجات کا بغور مطالعہ کر. پھر غور کر، پھر سوچ، پھر سمجھ . پھر اس پہ دل و جان سے عمل شروع کر دے . اگر تو صدق دل اور محنت سے اس پہ عمل کرنے لگا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ تیری تمام مشکلات حل ہو جائینگی اور تو واصل باللہ ہو جائے گا . جنات تیرے زیرِ نگین ہوں گے . فرشتے تجھے سلام کہیں گے اور تیرے لیے بارگاہِ ایزدی میں دست بہ دعا ہوں گے . اور تجھے ہر قسم کی خوشخبریاں دیتے رہا کریں گے . اور ہر کام میں فی سبیل اللہ تیری امداد کریں گے . اولیاء کرام تجھے خود ملیں گے . فقراء تجھے خود بلائیں گے . باطنی محافل روحانیاں میں تیری رسائی ہو جائے گی . ارواح تیرے ساتھ تیری ہمکلام ہوں گی . قبروں میں ارواح تجھ سے پیغام رسانی کریں گی اور تو کسی اچھی قبر پہ جا کر خالی ہاتھ واپس نہ آئے گا . اور آخرکار تو منزل بمنزل واصل باللہ ہو جائیگا یوں تیرا خاتمہ بالخیر ہو جائے گا .

بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ
چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

"باطنی پرواز کے حصول کا اب تک کا ماحصل یہ ہے"

حواس خمسہ باطنی	حواس خمسہ ظاہری
حواس خمسہ باطنی کے کھل جانے کی کلید	حواس خمسہ ظاہری کا بند ہو جانا
حواس خمسہ ظاہری کے بند ہونے کی کلید	استغراق (غرق فی الذات)
علم العین کے حصول کی کلید	باطنی آنکھ کا کھل جانا۔

باطنی چشم کیسے کھلتی ہے نیز باطنی پرواز کیسے جاری ہوتی ہے یہی بات اس تصنیف کا ماحصل ہے جو اگلے باب میں ملاحظہ فرمائیں!

انتباہ!

"شریعتِ محمدی"

اے طالب: جان لے کہ پاس "شریعت محمدی" کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور دامن پاس شریعت کو مضبوطی سے تھام رکھ۔ شریعت کے آدمیت پہ بہت بڑے احسانات ہیں۔ اگر شریعت نہ ہوتی آج تو مسلمان نہ ہوتا اور تیرے اپنے وضع کردہ رسم و رواج، قوانین، بیہودہ اعتقادات تجھے کہیں سے کہیں پہنچا دیتے۔ بندہ جب نویں کلاس میں پڑھتا تھا تو ہمارا انگریزی کا لیکچرار ایک سکھ تھا ایک دن وہ پوئیٹری (انگریزی نظم) پہ لیکچر دے رہا تھا۔ دوران تقریر اس نے شریعت محمدی اور قرآن میں ڈر اور خوف دلانے پہ بہت نکتہ چینی کی اور کہا کہ ہمارے سکھ مذہب میں تو محبت کا درس دیا جاتا ہے مگر قرآن میں خوف کا۔ مجھے اپنے دین کی کافی سوجھ بوجھ تھی۔ میں نے گھر آ کر پورا ایک دستہ کاغذات کا لے کر اس پہ شریعت کے فوائد اور قرآن پاک کے اسرار و رموز۔ انسانی کلام اور خدائی کلام میں فرق بیان کیا۔ جزا و سزا کی حقیقت لکھی سب سے آخر میں یہ لکھا:

"جس دین میں کوئی شریعت نہ ہو، وہ دین "دین" نہیں رہتا بلکہ دن بدن بدل بدل کر اصلی دین کا حلیہ بگڑ کر بدل جاتا ہے یوں دین کی جگہ بے دینی لے لیتی ہے۔ یہی وجہ تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل کعبہ جو توحید کا مرکز تھا یکسر کلیتہً بت خانہ بن چکا تھا۔"

زاہد حدودِ عشقِ خدا سے نکل گئے ✦ ٹھنڈے تھے لاکھ حسن کی گرمی سے جل گئے
الغرض کعبہ دین کا دیوانہ ہوگیا ✦ کعبہ ذرا سی دیر میں بت خانہ ہوگیا

یہ سب کچھ لکھ کر ڈاکخانہ میں پوسٹ کر دیا۔ دوسری صبح وہ لیکچرار ہماری کلاس میں داخل ہوا تو وہ پلندہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ کہنے لگا معلوم نہیں یہ کس منچلے نے لکھ دیا۔ پھر لیکچر دیا۔ پھر پلندہ پڑھا تو بے اختیار پکار اٹھا اگر ہمارے دین میں بھی کوئی شریعت ہوتی تو آج ہمارے اعتقادات یہ نہ ہوتے جو آج ہیں۔ واقعی جس دین کی کوئی شریعت نہ ہو وہ دین تباہی سے ہمکنار ہو جاتا ہے وہاں ہر آدمی کا ایک الگ دین ہو جاتا ہے اور پھر یہ نامہ لکھنے پر لکھنے والے کا شکریہ ادا کیا۔

سو آج میں دیکھتا ہوں [illegible] میں' خانقاہوں میں ہر جگہ ہر مقام پر جس بات پر بحث مباحثہ جاری ہے۔ ظاہری علم والوں کے ساتھ باطنی مسلک والوں کے جھگڑے۔ نور و بشر کے جھگڑے۔ جسمانی و روحانی معراج کے اختلافات۔ ظاہر و باطن کے اختلافات۔ پیری مریدی کے جھگڑے۔ لفظ "یا" اور حاضر ناظر کے جھگڑے۔ وہابیت کے القابات۔ سو میری نظر میں یہ سب کچھ بچپن کے اختلافات ہیں۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اے میرے بھائی! جان لے ہر مسلک میں کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہوتا ہے بشرطیکہ تو منفی اور (negative) نیگیٹو کی نظر سے نہ دیکھے۔ اس حقیر نے آج تک کسی کو وہابی نہیں کہا۔ تو انصاف کی نظر سے دیکھنا سیکھ۔ تو اپنے آپ سے انصاف کرنا سیکھ۔ جب تک تو اپنے آپ سے انصاف کرنے کا ہنر نہیں سیکھے گا تو کسی سے بھی انصاف نہ کر سکے گا۔ مصر سے لیکر انڈونیشیا تک تو مسلمانوں کو ایک کرنے نکلا تھا مگر تو نے تو ملک ملک تو کیا محلے کو محلے سے۔ آدمی کو آدمی سے

فروغِ تجلّی سے معمور ہو کر، ابھی آ رہا ہوں سرِطور ہو کر

رُلا دیا۔ جُدا کر دیا۔ **اچانک ایک غیبی واقعہ کا ظہور**۔ آج جب کہ میں یہ واقعہ، یہ تحریر، یہ جملے لکھ رہا ہوں تو ایک غیبی تجلّی مجھ پر اَلم نشرح پڑی۔ ایک نُور کا شعلہ اس صفحہ پر پڑا جبکہ میں یہ الفاظ لکھ رہا ہوں۔ اگر تو علم نجم ابدال سے واقف ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور پاکؐ اس تحریر پر خوشی کا اظہار فرما رہے ہیں کہ یہ تحریر برحق ہے اور یہ نور تائید ایزدی کی ایک چھوٹی سی دلیل ہے۔

سب فرقوں کا (ماسوائے فرقوں کے جو حد سے گزر گئے ہیں) ایک نہ ایک فائدہ ہے اسلام کو۔ وگر تو میانہ روی ہے اور اپنے آپ سے انصاف کرنا چاہتا ہے تو ذرا غور سے سُن! ظاہری مسلک والے جو ظاہری شریعت پر گامزن ہیں وہ بھی سو فیصد برحق ہیں۔ اگر یہ ہر وقت ظاہری شریعت کا کوڑا ہم پر نہ چلائیں تو ہم کبھی کے بے راہ ہو چکے ہوتے۔ اہلِ باطن کے ایک نہیں ہزاروں فرقے، خانوادے، خانقاہ نشین۔ سجادہ نشین شریعت سے بالکل دور ہیں بلکہ سچ پوچھ تو باطنی اصلی علم سے بھی بہت دور ہیں۔ صرف الفاظ کا جامہ ہے اپنے اپنے خیالات خیالی کے حامل ہیں اور اگر ظاہری شریعت پہ چلانے والے ظاہری علماء نہ ہوتے تو آج دین کبھی کا بگڑ چکا ہوتا۔ اسلئے کسی کو وہابی مت کہو۔

ذرا سُن ظاہری شریعت کے علماء ہمارا پرائمری سکول ہے۔ یہیں سے اسی سکول سے ہم شریعت سے مزین ہو کر ہائی سکول میں داخل ہوئے تھے۔ پھر ہائی سکول میں ہم نے باطنی علم اور شریعت کا چھلکا اُتار کر پھل کے اندر جھانکا۔ سو اس ہائی سکول کے ماسٹر علماء عامل تھے۔ ان کے بھی ہم پر احسانات ہیں۔

فکر بے نور ترا، جذب عمل بے بنیاد

پھر اس کے بعد ہم باطنی کالج میں داخل ہوئے تو باطنی علوم و فنون کا علم حاصل کیا سو یہ دین کے علماء کمل، اولیاء کرام، فقراء و درویش تھے۔ ہر فرقہ میں سے تو کسی حد تک گزرے ہوئے کی مثال مت دے۔ ایک آدمی کے لئے سارے فرقہ کو برداشت جان۔ میری نماز تو سب کے پیچھے ہو جاتی ہے حالانکہ ماشاء اللہ میں اہل باطن سے ہوں۔ تجھے کیا ہوا، تیری نماز کو کیا کہ تیری کسی کے پیچھے نماز ہی نہیں ہوتی سب لوگ برحق ہیں۔ سب فرقے اپنی اپنی ضرورت، حیثیت اور شریعت کے لحاظ سے برحق ہیں۔ اسلام کو سب کی ضرورت ہے تو نے تو بحث مباحثہ میں عزیز زندگی صرف کر دی۔ آ تجھے ایک ایسی وادی میں لے چلوں جہاں تجھے یہ معلوم ہو جائے گا کہ تو کہاں ہے۔ تیری رسائی کہاں تک ہے۔ الفاظ کو چھوڑ عمل کا وقت ہے۔ زندگی صرف چند روز کی ہے۔ جلدی جلدی چل نہیں تو پیچھے رہ جائے گا جب تو چلے گا تو پھر سب بحث مباحثے تجھے بے کیف، خشک بے سرور نظر آنے لگیں گے۔ پھر تجھے باطنی پرواز میں لطف آئے گا اور تو نئی دنیا میں گویا از سر نو پیدا ہوگا۔ یہ تیری زندگی کا پہلا روز ہوگا۔

کچھ خانقاہ نشینوں اور اہل قبور سے

میں دیکھتا ہوں اپنی آنکھوں سے کہ بہت سے لوگ قبروں، مزارات اور خانقاہوں کے بارے میں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ میرے سامنے علانیہ سجدہ ریز ہوتے ہیں اور بلند آواز سے مراد مانگتے ہیں۔ مجھے اس وقت ایسا لگتا ہے جیسے

اب حجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی

کہ تم خدا سے بالکل ناامید ہوگئے ہو سے

مجے بت تو سبھی اور کافری کیا ہے

نہ تو باطنی علم سے بہرہ ور ہے تجھے کیا ہوگیا تو تو پہلے روز گھر سے حق کی تلاش میں نکلا تھا۔ تجھے تو تیری غیر خدا آرزوؤں نے ہی ہر طرف پا بہ زنجیر کردیا ہے خدا کے لیئے دوبارہ غور کر۔ پھر سے اپنا نصب العین متعین کر۔ تو ایسا کر میں شریعت کے مطابق قبر پہ جا۔ آہ و زاری بے طریقہ چھوڑ۔ شریعت کے ادب آداب کیمطابق قبر پہ جا۔ آہ وزاری بے طریقہ چھوڑ۔ شریعت کے ادب آداب کے مطابق مزار پہ جا۔ قرآن پاک پڑھ۔ مسنون طریقہ سے درود وظائف اور درود پاک پڑھ۔ اگر باطنی آنکھ رکھتا ہے تو باطنی آنکھ سے اہل مزار سے مخاطب ہو۔ اگر ظاہری حواس ہی رکھتا ہے تو مسنون طریقہ سے بیٹھ اور قرآن پاک پڑھ۔

سب کچھ خدا سے مانگ۔ مرادیں خدا سے مانگ۔ اولاد خدا سے مانگ البتہ اہل مزار کا صرف اور صرف وسیلہ پکڑ کر دعا صرف اور صرف خدا سے کر۔ وسیلہ بھی بڑی چیز ہے لیکن سمجھ لے خدا ہی سب سے بڑا ہے۔ دونوں کو سلیقہ اور طریقہ سے نبھا۔

بر کفِ جام شریعت بر کفے سندانِ عشق سے
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

یاد رکھ تو شیشہ و پتھر کو ٹکرانے کا کھیل کھیل رہا ہے۔ اس کھیل میں اگر تو پختہ کار نہیں ہے تو یا تو شیشۂ شریعت کو چکنا چور کردیگا یا پھر عشق کی سندان کو تباہ کردیگا۔ اسلئے ہوشیار باش! یہ کھیل اگر تجھے کھیلنا ہی ہے تو نہایت احتیاط سے

افسوس صد افسوس

اُمید و بیم نے مارا مجھے" دوراہے پر
کہاں کے دیر و حرم گھر کا راستہ نہ ملا

اس طرح کھیل کہ شریعت کا شیشہ بھی ٹوٹنے نہ پائے اور سندان عشق بھی محفوظ رہے۔
نیز مزاروں کو روپیہ بٹورنے کا ذریعہ نہ بنا۔ مزاروں پر بدتماشی سے بچتا رہ۔
جو کچھ تجھے ملے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے تو بندوں کا خدا نہ بن بلکہ
بندوں کا خدمت گزار رہ۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اگر میں اس سب پہ سے پردہ اٹھا دوں
تو سن کر تیرا دل لرز جائے اور تو حیران اور ششدر رہ جائے۔ قیامت کے روز
تو بچ نہ سکے گا تو بھی حساب کتاب کی قطار میں کھڑا ہوگا جیسے کہ میں بھی اس قطار
میں کھڑا کیا جاؤں گا۔ آج وقت ہے۔ آج ہی توبہ کر لے۔ اپنے کردار پر دوبارہ
نظرثانی کر۔ شاید انشاء اللہ خدا پناہ رحم فرمائے اور ہمیں معاف فرمائے گا

کہ تجھے تو خوش نہ آیا یہ طریق خانقاہی

ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبال + کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ

اس لئے کسی پر کیچڑ مت اچھال۔ اپنے آپ سے انصاف کرنے کا گر سیکھ
اگر تو اپنے آپ سے انصاف کرنا سیکھ گیا تو پھر تجھے دوسروں کی بجائے اپنے آپ کو
سنوارنا آ جائے گا اور جب تجھے اپنے آپ کو سنوارنا آگیا تو پھر تجھے دوسرے لوگوں
کو بھی سنوارنا آ جائے گا پھر تو دوسرے لوگوں کے لئے ایک نعمت ثابت ہو سکے گا۔
اپنی نگرانی تجھے مرتے دم تک کرنی پڑے گی سو کرتا رہ۔

علم العین

پیش لفظ: یاد رہے کہ عالم ناسوت یعنی اس ظاہری عالم کے دیکھنے کے لئے ظاہری آنکھیں درکار ہیں، اسی طرح باطنی جہان کو دیکھنے کیلئے باطنی آنکھیں درکار ہیں۔ باطنی جہان، باطنی عوالم، باطنی منازل، باطنی مقامات، باطنی آنکھوں سے ہی دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس لئے باطنی عوالم کو دیکھنے کی "علم العین" کلید ہے اور اس جہان سے اُس جہان میں پرواز کرنا۔ عالم ناسوت سے عالم ملکوت و جبروت و لامکان کی طرف پرواز کرنا۔ عالم عیاں سے عالم آثار و اسماء کی طرف منتقل ہونا ایک معمہ ہے۔ ایک نکتہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ایک قول ہے۔ اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ وَّ کَثَّرَتْھَا الْجُھَّالُ ترجمہ۔ "جاننا، دیکھنا، پہچاننا تو صرف ایک نکتہ میں مندرج ہے لیکن اس نکتہ کا پھیلانا، اس کا بسیط طور پر کھولنا اور اس کا بیان کئے جانے میں لانا تو محض بے علموں اور نادانوں نے کیا ہے۔" دنیا کا حقیقی کا تمام کائنات کا اور کائنات کے ذرہ ذرہ کا کتابوں کا تصانیف کا علم اسلئے حاصل کیا جاتا ہے تاکہ تجھ میں سمجھنے کا کوئی گوشہ نظروں سے علم سے عقل سے پوشیدہ نہ رہ جائے لیکن مذکورہ بالا ہر چیز، ہر بات کا علم اسلئے حاصل کیا جاتا ہے۔ تاکہ تو ایک خاص نشانہ، ایک خاص نکتہ پر پہنچ سکے تو جب تو ایک نکتہ پر پہنچ جائے تو باقی تمام علوم کے حصول کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس طرح اس جہان کی طرف پرواز کرنا بھی ایک نکتہ میں مندرج ہے اور یہ ایک معمہ ہے جس نے کھول لیا سو کھول لیا۔ فَھِمَ مَنْ فَھِمَ۔

وجہ تصنیف لطیف:

اس حقیر بندہ نے اکثر و بیشتر تصوف کی تصانیف کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اور ان تمام تصانیف میں تصوف کے بیشمار نکات پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ تصوف کے ہر گوشہ کے ذرہ ذرہ کو چھانا گیا ہے۔ تمام باطنی عوالم، تمام باطنی لطائف، تمام ورد و اوراد، انوار باطنی کی تمام اقسام، انوار باطنی کے تمام رنگ، تصوف و رُوحانیت کے تمام ذکر و فکر، توجہ، تصور، تصرف، مراقبات، توجہات، ترک و توکل، تمام ولایات، قبض و بسط، کشف و کرامات، ظاہری و باطنی حواس غرضیکہ مذکورہ بالا تمام امور پر مکمل شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

لیکن کسی تصنیف نے تجھے نہ مجھے یہ تو نہیں بتایا کہ لو یہ چابی لو اور فلاں قفل کھول دو یا فلاں چیز کا یہ نکتہ ہے اور یہ نکتہ اس طرح کھول لو۔ تصانیف نے یہ تو بتا دیا کہ مراقبہ کی یہ تعریف ہے اور بعض کامل اور مکمل اکمل ایک سیکنڈ میں مراقبہ جاری بھی کر دیتے ہیں، اپنی تربیت یافتہ نظر اور توجہ سے (میں اُن پر قربان) یہ سب کچھ سچ ہے، لیکن ذرا مجھے بتا کہ تو نظر اور توجہ کو کیا سمجھ گیا۔ یہ کھولنے کی قوت تو ان کی تھی جنہوں نے کھولا مگر تو تو لاعلم ہی رہا۔ جتنا چلانیوالے نے چلایا تو چلا۔ اس کے بعد پھر کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ پھر توجہ ڈالی تو تو دو قدم چلا۔ لیکن اس کے بعد پھر کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ تو نے بنا بنایا نسخہ کھایا لیکن اگر تجھے دوبارہ اس دوا کی ضرورت ہوئی تو ظاہر ہے نسخہ تیرے پاس نہ ہوگا اور تو دوا تیار نہ کر سکے گا۔ لہٰذا پھر بیمار کا بیمار۔ سو یہ ساری تصانیف دوا تو بتاتی ہیں مگر نسخہ دوا کا نہیں بتاتیں اور جب ہم تو نسخہ نہ جانے گا نہ خود دوا تیار نہ کر سکے گا۔ بالکل اسی طرح تصانیف

باطنی آنکھ میں دونوں جہاں کے نظارے موجود ہیں تو خود نہیں چلے گا تو پیر کی توجہ کو بھی ضائع کر بیٹھے گا

نے کتابوں نے تجھے علم تو بیشک عطا کر دیا مگر مشاہدہ کا تجربہ "از خود پرواز کرنے کا تجربہ" اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونے کا گُر نہیں بتایا۔ باطن میں اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے آنے جانے کے معنٰی کی عید نہیں دی۔ تو دروازہ پہ کھڑا ہے۔ دروازہ مقفل ہے۔ اور قفل کی چابی تیرے پاس نہیں ہے۔ تیری مرضی ہے تو کھڑا رہ۔ جی چاہے تو قفل کو گھورتا رہ۔ مگر یہ کھلیگا چابی سے اور چابی تیرے پاس نہیں ہے۔ یہی تیری باطنی پرواز کا حال ہے۔ جتنا کسی نے چلایا تو چلا پھر کھڑے کا کھڑا۔ کیا تجھے اسکی ضرورت نہیں ہے کہ تو اپنی مرضی سے پرواز کر سکے اور جب جی چاہے۔ باطنی دُنیا دیکھ لی۔

میں نے ایک عالیشان، عالی قدر دربار پہ ایک شخص کو دیکھا جو کفِ افسوس مل رہا تھا۔ وہ شخص میرا واقف کار بھی ہے۔ نہایت عبادت گذار، زاہد و عابد و وفا شعار بندہ ہے اور مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تیرے افسوس زدہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ پہلے تو وہ بتانے پہ تیار نہ ہوا لیکن بالآخر اس نے مجھے اپنی کہانی یوں سنائی کہ آج سے ۳۰، ۳۵ برس قبل اس اہلِ دربار بزرگ سے میری ملاقات ہوئی تو میرا قلب جاری ہو گیا اور میرے اندر درود شریف بھی خود بخود پڑھا جانے لگا لیکن یہ دونوں صفات چند روز بعد مجھ میں نہ رہ سکیں اور میں پھر خالی کا خالی رہ گیا۔ آج ۳۰، ۳۵ برس ہو گئے پھر کبھی وہ موقع ہاتھ نہ آیا۔ نہ جان چھوٹی، نہ جیتا ہوں نہ مرتا ہوں اور نہ وہ چیز حاصل ہوتی ہے۔ میں نے ان بزرگوار سے

دریافت کیا کہ آپ بیٹھے بیٹھے باطنی پرواز کر سکتے ہیں۔ فرمانے لگے نہیں۔ میں نے پوچھا۔ کیا آپ مراقبہ کا علم جانتے ہیں۔ کہنے لگے جی نہیں۔ البتہ تصورِ اسم اللہ اور تصورِ اسم محمدؐ بہت کرتا ہوں مگر بنتا کچھ بھی نہیں۔ میں نے دریافت کیا آپ بیٹھے بیٹھے مشاہدہ کر سکتے ہیں کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے پوچھا کیا آپ اہلِ قبر سے ملاقات کرنے کا علم جانتے ہیں کہنے لگا یہ بھی نہیں جانتا۔ البتہ پڑھتا تو بہت ہوں لیکن کبھی کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے کہا کیا تم علم الیقین سے واقف ہو عملی طور پر ہی سہی۔ کہنے لگا اس علم کے متعلق سنا تو میں نے بہت کچھ ہے لیکن یہ معمہ کھولتا تو کوئی بھی نہیں...... یہ باتیں میری اس سے اس وقت ہوئیں جبکہ میں واپس آنے کو تیار تھا اور حج بیت اللہ کی تیاری میں مصروف تھا۔ تو میں نے اسے کہا۔ آئندہ پھر کبھی آؤں گا تو پھر سہی ابھی صبر کر۔

سو یہ بات سنانے سے میری غرض یہ تھی کہ معمہ نہ کھلنے سے ساری عمر اکارت کس طرح جاتی ہے۔ اور یہ معمے کھولنے کے متعلق تمام تصانیف یکسر خاموش ہیں۔ اور اپنی مرضی و اختیار سے باطنی پرواز کے راز سے یک قلم کتابیں خاموش ہیں یعنی باطنی تمام کے تمام امور بتاتی ضرور ہیں مگر تفصیل سے یوں نہیں بتاتی کہ یوں آ اور جا زباطن میں اپنی مرضی سے۔ اپنے اختیار سے۔ بیٹھے بیٹھے۔ جی ہاں!

اے میرے ساتھی! یہ چیز ورد و وظائف سے حاصل نہیں ہوتی۔ نہ چلہ کشی، دور مدور، قفل، جذل، ترکِ جمالی و جلالی، تعداد و تسبیح نہ جبہ و دستار سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔ خواہ زہد میں جھکتے جھکتے تیری پیٹھ کبڑی ہو جائے اور سجدہ کرتے کرتے سنگِ در گھس جائے۔ یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ یاد رہے علم عین کے بغیر اسم اللہ ذات بھی جلوہ گر نہیں ہوتا اور نہ ہی باطنی محافل کے دروازے اُس پر کھلتے ہیں مذکورہ بالا زینے سے پرواز باطنی ہرگز ہرگز جاری نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو آج سب کے سب صاحبِ نظر ہوتے لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ عرق ریزی خالی

ڈائرکٹ ذکرِ چشم فوری نتائج اخذ کرتا ہے

کسی کام نہیں آتی ہے

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

اقسامِ اذکارِ چشم: یاد رہے: ذکر کی مشہور و معروف دو اقسام ہیں ایک ذکر باللسان، دوئم ذکر بالعین۔ یعنی ایک ذکر زبان سے کیا جاتا ہے دوسرا ذکر چشم سے کیا جاتا ہے۔ زبانی ذکر سے درود وظائف، تلاوت، ذکر اسم ذات نیز ہر قسم کے ذکر اذکار ظاہری زبان سے ادا کیے جاتے ہیں۔ علم دعوت بھی ذکر باللسان ہی سے پڑھا جاتا ہے۔ دوئم ذکرِ بالعین ہے جو بذریعہ آنکھ بذریعہ چشم کے کیا جاتا ہے۔

بذریعہ چشم جو ذکر کیا جاتا ہے اس کی پھر دو اقسام ہیں۔

(۱)۔ پہلا ذکرِ چشم بذریعہ تصور، بذریعہ خیال، بذریعہ تفکر کیا جاتا ہے۔ اور یہ ذکر بالواسطہ ذکر کہلاتا ہے۔

(۲) دوسرا ذکرِ چشم بلا واسطہ کیا جاتا ہے۔

(۱) ذکر عین کا مطلب یہ ہے کہ اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تصور، خیال اور تفکر کے ذریعے اپنے جسم کے اعضائے رئیسہ پر لکھا جاتا ہے یا لکھا ہوا خیال کیا جاتا ہے اور اس ذکر کا قبل ازیں بہت تصانیف میں ذکر ہو چکا ہے۔

(۲) ذکرِ چشم بلا واسطہ کا کسی تصنیف میں کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا اس کے ذکر چشم بلا واسطہ ذکر کو کھولنا، مفصل بیان کرنا۔ اس تصنیف کا اصل مقصد ہے۔ بلا واسطہ

تیری باطنی نگہہ دونوں جہاں سے پار جا سکتی ہے :

ذکر چشم کو جس نے سمجھ لیا وہ علم العین سے بھی واقف ہو جائیگا اور جو علم العین کو بلا واسطہ کو سمجھ گیا اس کی باطنی پرواز جاری ہو جائیگی۔ بالواسطہ ذکر چشم اور علم العین کا مکمل نقشہ بندہ کی سلسلہ وار تصنیف ہے میں ملاحظہ فرمائیں۔ جو تمام مختلف اقسام کے اذکار میں فرق، تمیز، توصیف کا واضح طور پر علم ہو جائیگا

ایک اسراری نکتہ :

(۱) جب ہم ذکر چشم بذریعہ تصور خیال و تفکر کرتے ہیں تو اس عمل میں (۳) تین عناصر، ۳ عدد، تین اجزاء کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم اپنے اندر اپنے دل پر اسم اللہ ذات مرقوم کرنا چاہتے ہیں تو ہم سب سے پہلے ایک خیالی انسان بنائیں گے جو ہمارے اندر بیٹھے (۲) پھر وہ اندر بیٹھا ہوا خیالی انسان دل پر اسم اللہ ذات لکھے تو نمبر ۲ دل ہوا تیسرا وہ اسم ہوا جو ہم اپنے اندر لکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان تینوں کو بروئے کار لانے کے لئے ایک چوتھا انسان بھی چاہیئے جو اندر کے تینوں اجزاء کو کام پر لگائے۔ سو یہ حکم کرنے والا چوتھا حاکم خود وہ آدمی ہوا جو دوسرے باہر بیٹھا ہوا اندر کے تینوں اجزاء کو کنٹرول کر رہا ہے سو مذکورہ ۳ عدد میں چوتھے ہم خود شامل ہو گئے لیکن ابھی ایک پانچواں عدد باقی ہے اس پانچویں عدد کے بغیر پہلے چاروں عدد بیکار ہیں۔ سو وہ پانچواں عدد غیبی اسم اللہ ذات ہے۔ چونکہ یہ ساری مشق کی نسبت پانچ اعداد

غیبی اسمِ اللہ ذات کیلئے غیبی آنکھ بھی تو پیدا کر

تو یہ تھی کہ ہم عالمِ غیب میں اسم اللہ ذات درخشاں اور روشن دیکھیں
دُوسری اس مشق سے اصل غرض یہ بھی تو تھی ہم بجائے خیالی اسم اللہ
ذات کے اصلی غیبی، اپنی پُوری شانِ غیبی سے چمکتا ہُوا اسم اللہ ذات
دیکھیں، یہ سب کچھ کرنے کے بعد......

ذرا میری طرف غور کیجئے. حواس خمسہ باطنی کے بیدار ہونے سے قبل تو
غیبی اسم اللہ ذات چمکتا ہُوا کیسے دیکھ سکے گا. اگر تیرے باطنی حواس خمسہ نہیں
کھلے، نہیں بیدار ہوئے تو تُو باطنی برق پاش، متحرک اور اپنی پُوری شان و
قوت سے اسم اللہ ذات کو جلوہ گر کیسے دیکھ سکے گا. ظاہر ہے تو اپنی محنت کا
ثمر حاصل نہ کر سکے گا. تیرا باطنی مشاہدہ بغیر باطنی حواس خمسہ کے بیدار ہونے
سے نہ ہو سکے گا. اور باطنی حواس کھلنے کا نقشہ پچھلے صفحات میں مرقوم کر چکا
ہوں. اور ابھی باقی بہت کچھ رہتا ہے جو اگلے صفحات میں کھولا جائے گا. میں
اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرشد پاک کے فیض کی بات نہیں کر رہا. اُن کی شان
بہت بلند ہے لیکن جب تک تو بذاتِ خود اپنے حواس خمسہ باطنی پر قادر نہ ہوگا
تو محتاجی تیرے دامنگیر ہی رہے گی. بلکہ اس کے بغیر تو تُو مرشد پاک کے فیض
اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو بھی ضائع کر بیٹھے گا. جب تک تو اپنے پاؤں پہ خود
کھڑا نہیں ہوگا تو اپنا نگران، اپنا چوکیدار خود نہ ہوگا تو کسی کی دی ہوئی دولت
کو بھی کھو بیٹھے گا. نہ خود پیدا کر سکے گا اور نہ کسی سے حاصل کر سکے گا. ایسے میں
تمہارا حال کچھ یوں ہوگا ؂

غیبی آنکھ / غیبی نگاہ بہت آسانی سے پیدا ہو سکتی ہے

واعظ نہ خود پئے نہ کسی کو پلا سکے
کیا بات ہے تمہاری شراب طہور کی

(۲)۔ اب آیئے ذکر چشم نمبر ۲ کی طرف۔ اس میں صرف ۲ عدد ۲ اجزاء اور واسطہ ختم کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں ایک بذات خود تیر پھینکنے والا عدد ہوتا ہے۔ دوسرا وہ نشانہ جس پر نشانہ لے کر تیر نے جا کر پیوست ہونا ہوتا ہے۔ یہ راستہ بلا واسطہ راستہ کہلاتا ہے اور مڈ کے راستہ کو واسطہ کی ضرورت لاحق رہتی ہے مگر ۲ کے ذکر چشم میں کسی واسطہ کی بھی ضرورت نہیں رہتی

اور اس بات کی اور نکتہ کی قدر کر۔ اس راہ پر ۳۰ برس چل کر خود آزما کر۔ دیکھ کر۔ اپنے اختیار میں لا کر پھر اس کو نشر کر رہا ہوں اگر تو نے اس کی قدر کی اور تیری قسمت یاور ہوئی تو جلد از جلد اپنی باطنی آنکھ روشن کر سکے گا۔ مڈ کا راستہ بغیر کسی رہنما کے بہت ہی آسانی سے کھل سکتا ہے۔

جس طرح قبل ازیں اس بندہ نے چند کلیات بیان کی ہیں۔ بالکل اسی طرح ۲ راستہ کی بھی ایک خاص الخاص کلید ہے جس کو مکمل شرح و بسط کے ساتھ آگے بیان کر رہا ہوں اور یہ بات تجھے کتابوں میں نہ ملے گی۔ یہ اس باطنی معمہ کو کھولنے کا واحد کلیدی اور فوری راستہ ہوگا۔ اس کے بغیر نہ تو خود کفیل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کے بغیر تو باطن میں اپنے اختیار سے اپنی مرضی سے آ جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے بغیر تیرے باطنی حواس کھل سکتے ہیں۔ باطنی حواس کھلے بغیر نہ تو دعوت القبور میں کامل

باطنی نگاہ پیدا کرنے کیلئے پڑھا ہوا یا ان پڑھ برابر ہیں

ہو سکتا ہے۔ نہ معرفت میں کامل ہو سکتا ہے۔ آج میں ایک ایسے رازِ درون سے پردہ اٹھا رہا ہوں جو اس قحط الرجال کے زمانہ میں تجھے ڈھونڈنے سے بھی نہ ملیگا۔ اور میں یہ راز تجھے اس شرط پر بتا رہا ہوں کہ تو آئندہ میرے پاس نہ آئے مجھے نہ تجھ سے اجر کی ضرورت ہے نہ خدمت کی۔ میں خلوت نشین ہوں۔ مجھے خلوت نشین رہنے دے۔ تیرے گھر بغیر تیری تلاش کے وہ سب کچھ پہنچ جائیگا۔ جس کی تجھے ضرورت ہے تو اپنا کام چھوڑ اپنی غرض پوری کر اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔ کیا تجھے میری یہ بات قبول ہے۔ اگر قبول نہیں تو میں یہیں پر ابھی قلم کو توڑ دیتا ہوں اور صفحات کو کہیں دفن کر دیتا ہوں۔ لیکن مجھے امید ہے۔ آپ اس حقیر کی بات قبول کر لیں گے۔ مجھے یہ گوارا نہیں کہ تو نابینا رہے تو آنکھوں والا بن۔ اور دن رات نظارے کر۔ میرے لئے اللہ کافی ہے۔

دعوات توحید شش جہات سرورق اندرونی و بیرونی ہر کتب

سرورق ۱: دعوت توحید — سرورق ۲: دعوت ہفت اندام

سرورق ۳: دعوت تجلیات لطائف — سرورق ۴: دعوت مقامات الٰہیہ جثہ ہائے مرقوم باسمائے الٰہی

سرورق ۵: دعوت حال — سرورق ۶: دعوت توحید بیچون اللہ بیچگون بہ شکل بیمثال

نوٹ: مذکورہ بالا تمام دعوات کی مفصل تفصیل تصنیف "حق نما" صفحہ ۵۰ اور ۸۹ پر ملاحظہ فرمائیں:

یہاں تک کا خلاصہ تصنیف نیز علم العین کی آخری کلید

حواس خمسہ باطنی	حواس خمسہ ظاہری
حواس خمسہ باطنی کے کھل جانے کی کلید	حواس خمسہ ظاہری کا بند ہو جانا
حواس خمسہ ظاہری کے بند ہو جانے کی کلید	استغراق (استغراق فی الذات)
استغراق کے حصول کی (کلید)	علم العین
علم العین کے حصول کی (کلید)	باطنی چشم باطنی آنکھ کا بیدار ہو جانا
باطنی چشم کیسے کھلتی ہے	زاویہ نظر و نگاہ سے کلید
باطنی پرواز کیسے جاری ہوتی ہے	زاویہ نظر و نگاہ سے کلید
علم العین کیسے حاصل ہوتا ہے	زاویہ نظر و نگاہ سے کلید

(۱)۔ جس نے کلید زاویہ نگاہ کو پا لیا اس نے علم العین کو پا لیا۔

(۲)۔ جس نے علم العین کو پا لیا اس کی باطنی پرواز جاری ہو گئی

(۳)۔ جس کی باطنی پرواز جاری ہو گئی وہ باطنی دنیا میں داخل ہو گیا۔

(۴)۔ جو باطنی دنیا میں داخل ہو گیا وہ منازل باطنی طے کرنے لگا۔

(۵)۔ جو باطنی منازل طے کرنے لگا وہ عالم ناسوت سے عالم ملکوت اور عالم ملکوت سے عالم جبروت، عالم جبروت سے عالم لاہوت و لامکان، عالم لاہوت سے عالم یاھوت اور عالم یاھوت سے عالم ھاھوت اور عالم

ھاھویت سے عالمِ ہائے ھویت یا ذات یا عین ھویت تک پہنچ گیا۔

مذکورہ تمام مقامات کی طرف پرواز کے لیے اوّلین کلید علم العین بازاویہ نگاہ ہے اور بس۔"

علم العین بازاویۂ نگاہ:

بلا واسطہ سے ہی اسم اللہ ذات کی طرف متوجہ ہو گا تو ایک دن اسم اللہ ذات بھی متجلی، متحرک، جلوہ گر ہو جائیگا۔

اس کے بعد تیرے باطنی لطائف کے انوار بھی جلوہ گر ہونے لگ جائینگے اور نفس سے لطیفۂ قلب کی طرف اور لطیفۂ قلب سے لطیفۂ رُوح کی طرف۔ اور لطیفۂ رُوح سے لطیفۂ سر کی طرف، لطیفۂ سر سے لطیفۂ خفی کی طرف۔ اور لطیفۂ خفی سے لطیفۂ اخفیٰ کی طرف، لطیفۂ اخفیٰ سے لطیفۂ انا کی طرف پرواز کرتا چلا جائیگا۔ یُوں تیرا خاتمہ بالخیر ہو جائیگا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دیا نشانِ منزل مجھے اے حکیم تُو نے
مجھے کیا گلہ ہو تجھ سے تو نہ رہ نشیں نہ راہی

سو اے گم گشتہ طالب! میں تجھے نشانِ منزل ہی نہیں دے رہا بلکہ اس نشان پہ لے جانے کی تدابیر، طرائق و قواعد بھی بتا رہا ہُوں۔ سو تو تیار ہو جا منزل تیری دُور نہیں۔ صرف تیرے ارادے اور تیاری کی ضرورت ہے۔

کلید علم العین بازاویۂ نگاہ:

آپ نے درجہ بدرجہ مختلف کلیدات کا قبل ازیں مطالعہ فرمایا ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح درجہ بدرجہ مختلف کلیدات مختلف قفلوں کو کھولتی

علم العین میں زاویۂ نگاہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے

ہیں۔ اور بطور علم کے کس طرح مختلف دروازوں سے گزرتے گزرتے حواس خمسہ اور علم العین کے کس دروازے پر پہنچ گئے۔ ان تمام باطنی دروازوں کے مختلف قفلوں کو کھولتے کھولتے اب علم العین کے آخری دروازہ پر پہنچ گئے۔ بس اس آخری دروازہ کھولنے کی علم العین بازاویۂ نگاہ آخری کلید ہے۔ اگر آپ نے اس آخری دروازہ کو بھی کھول لیا تو پھر یہاں سے سرحد ادراک باطنی شروع ہوتی ہے۔ یہاں سے دوسری یعنی جہان شروع ہوتا ہے اور یہیں سے باطنی پرواز بلاکم وکاست شروع ہو جاتی ہے۔ آپ بیقرار ہوں گے دریافت کرنے کے لئے کہ علم العین بازاویۂ نگاہ کا کیا مطلب ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں اور اس کا کیا طریق کار ہے۔ فکر نہ کیجئے۔ زاویۂ نگاہ کے علم کے کسی بھی گوشے کو تشنۂ تکمیل نہ رہنے دیا جائیگا اور آپ مکمل طور پر اس علم کے ہر پہلو ہر جانب اور ہر گوشہ سے پوری طرح واقف ہو جائینگے ؎

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج "نظر" کے سوا کچھ اور نہیں

اب ہم علم العین بازاویۂ نگاہ کے مختلف مدارج بیان کرتے ہیں۔ یہ تجربات میری ۴۰ سالہ کاوش کا نتیجہ ہیں جو کہ سو فیصد درست۔ صحیح۔ فطرت کے عین مطابق ہیں۔

ہم قبل ازیں ذکر کی دو اقسام بیان کر آئے ہیں ایک ذکر باللسان دوم ذکر

زاویہ نگاہ کے ڈائل پر توجہ کی سوئی جس سٹیشن پر لیجاؤ گے تو وہی سٹیشن آپ سے محوِ گفتگو ہو جائے گا!

باطین۔ پھر ذکر باطین کی دو اقسام بیان کر چکے ہیں (۱) ذکر باطین بذریعہ تصور کا بھی ذکر کر چکے ہیں (۲) ذکر باطین بذریعہ زاویہ نگاہ ابھی بیان کرنا باقی ہے۔

یاد رہے کہ نگاہ کو جب مختلف زاویوں سے بروئے کار لایا جاتا ہے۔ تو نگاہ ہر زاویہ پر بالکل مختلف کام کرتی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ریڈیو میں ایک گینگ (متحرک کنڈنسر) لگی ہوتی ہے جو چرخی نما ہوتی ہے۔ جس میٹر یا جس سٹیشن سے آپ نے آواز کو سننا ہو تو اسی سٹیشن پر گینگ کو گھما کر متعلقہ سٹیشن سے ملا دیا جاتا ہے تو اسی سٹیشن کی آواز آپ کو سننے لگتی ہے۔ سو اس گینگ کو گھما گھما کر آپ دنیا کے ہر سٹیشن سے آواز سن سکتے ہیں یہ آواز بلا واسطہ ہوتی ہے۔ لاسلکی ہوتی ہے۔ جو بغیر تار کے لہروں کے دوش پر آتی ہے جسے ریڈیائی لہریں کہتے ہیں۔ سو اسی طرح باطنی روحانی سٹیشنوں کو سننے کے لئے بلکہ دیکھنے کے لئے زاویہ نگاہ بطور بینڈ سوئچ استعمال ہوتی ہے اور یہ سراپا راز کی بات ہے بینڈ سوئچ ریڈیو اور ٹیلیویژن دونوں میں لگے ہوتے ہیں پس جس ٹیلیویژن سٹیشن کی تصویر آپکو دیکھنا مقصود ہوتی ہے تو آپ بینڈ سوئچ کو گھما کر اسی سٹیشن پر کر دیتے ہیں۔ تو اسی سٹیشن کی تصویر آپ کو ٹیلیویژن پر نظر آنے لگتی ہے۔ بالکل اسی طرح علم باطین زاویہ نگاہ کے بھی مختلف گینگ اور بینڈ سوئچ ہوتے ہیں جو آپ کو عالم ناسوت و ملکوت و جبروت کی تصویریں دکھا سکتے ہیں۔ یہ تصویریں تصویر سے برتر مجسم۔ متحرک۔ قوتِ حیات اور قوتِ کارکردگی سے لیس ہوتی ہیں۔

سب سے پہلے مختلف زاویوں سے روشناس ہو جائیں!

نقشہ زاویہ چشم نمبر (۱)
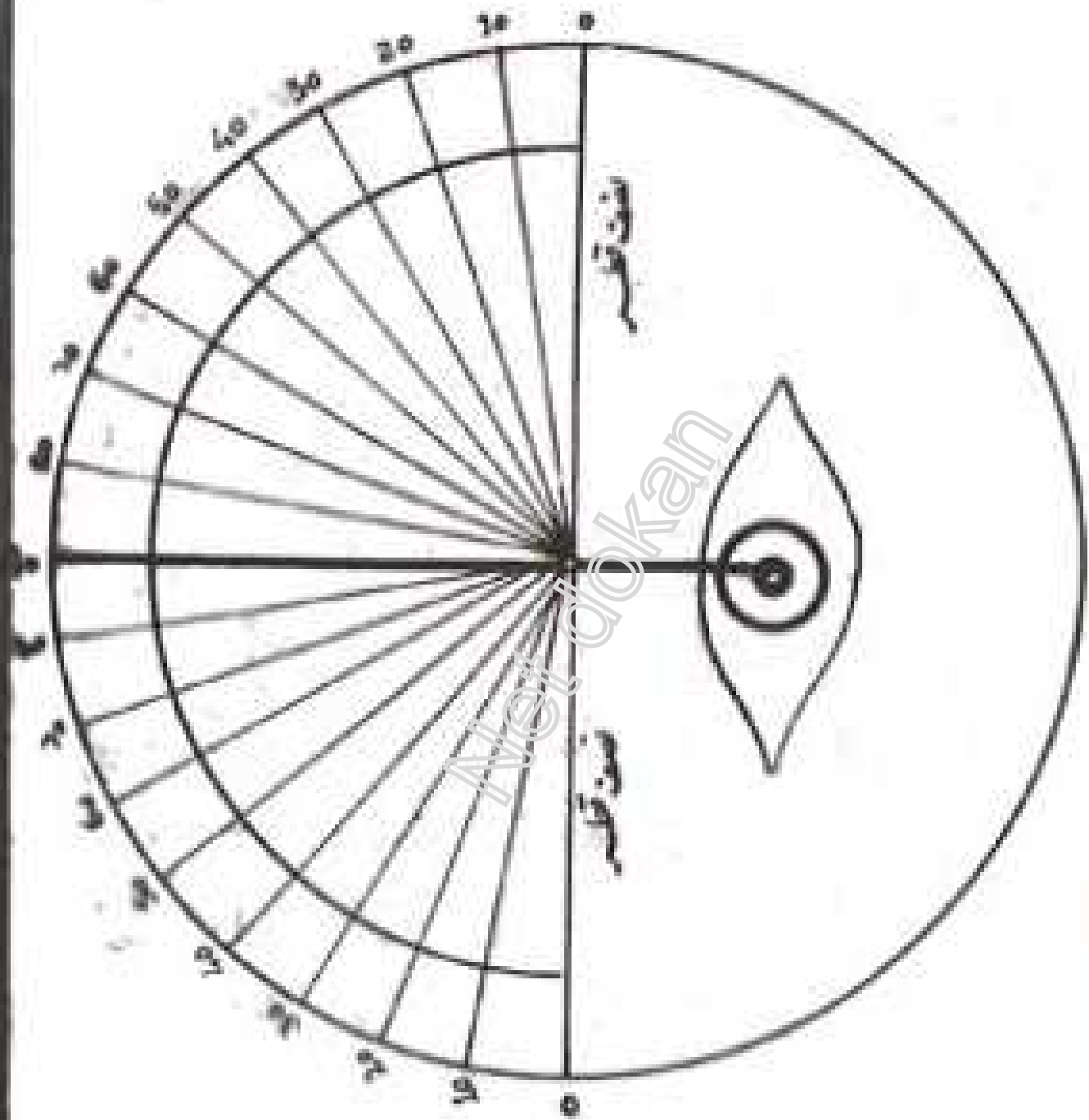
اس نقشہ میں ۰ سے ۹۰ درجہ تک کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔

نکتہ! آپ جب بالکل سامنے دیکھ رہے ہوتے ہیں تو گویا اس نقشہ کے حساب سے آپ ۹۰ درجہ زاویہ پر دیکھ رہے ہیں۔ آپ اپنی آنکھ کی پتلی کو ذرا اوپر کریں۔ اس کے سامنے زاویہ بدل کر ۸۵ درجہ ہو جائے گا اور اوپر کریں

ہر مسٹر بلینڈ کے لئے زاویہ نگاہ بھی مختلف ہوتا ہے

کی پُتلی کو تو زاویہ ۸۰ درجہ ہو جائے گا۔ اور اُوپر ۹۰ اور اُوپر ۵۰ اور اُوپر ۴۰ اور اُوپر ۳۰ اور اُوپر ۲۰ اور اُوپر ۱۰ اور اُوپر ۰ پر چلا جائے گا۔

اس کے برعکس اگر آپ اپنی آنکھ کی پُتلی کو ۹۰ درجے سے ایک درجہ نیچے لائیں گے تو گویا آپ ۸۰ درجے زاویہ پر دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ آنکھ کی پُتلی کو بتدریج نیچے لاتے جائیں گے تو درجہ بدرجہ ۷۰، ۶۰، ۵۰، ۴۰، ۳۰، ۲۰، ۱۰ پھر صفر درجے پر پہنچ جائیں۔

جب آپ کی آنکھ کی پُتلی اُوپر کی طرف ۰ درجہ پر ہو گی تو گویا آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور جب پُتلی نیچے کی طرف ۰ درجہ پر ہو گی تو گویا آپ زمین کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

نوٹ: سر کو آپ بالکل عام حالت میں ۹۰ درجے پر ہی رکھیں۔ صرف پُتلی کو نیچے اُوپر کرنا ہے۔ سر کو نہیں۔ سر تو ایک جگہ سامنے کی طرف سیدھا کھڑا رہے گا جیسے کہ عام حالت ہوتی ہے یعنی جب صفر درجہ پر اُوپر دیکھنا ہے تو منہ کو اُوپر نہیں کرنا بلکہ صرف آنکھ کا ڈیلا معہ پُتلی کے اُوپر کرنا ہے۔ بالکل اسی طرح منہ کو نیچے کئے بغیر نیچے زمین کو ۰ درجہ پر دیکھنا ہے۔

نکتہ: ماحصل اس کا یہ ہوا کہ سر منہ ایک ہی جگہ ساکن رہے گا صرف پُتلی اُوپر یا نیچے حرکت کرے گی۔ جب آپ بغیر سر منہ کو ہلائے پُتلی کو اُوپر نیچے کریں گے تو اسے ہی زاویۂ نگاہ کہتے ہیں۔

زاویۂ نگاہ کے ذاکر پر دونوں جہان کے سلیش موجود ہیں

فائدہ: جب علم العین یا ذکر العین کو بذریعہ زاویۂ نگاہ استعمال کیا جائے تو اسے ہی ذکر العین بازاویۂ نگاہ کہتے ہیں اور جب ذکر العین بازاویۂ نگاہ کیا جائے تو اسے ہی ذکر العین بلا واسطہ کہتے ہیں۔

نوٹ: ذکر العین باواسطہ وسیلے، توجہ کا محتاج ہوتا ہے یعنی ذکر العین کرنے والے کو کسی دوسرے شخص کے وسیلے اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تب اس کی باطنی پرواز جاری ہوتی ہے لیکن ذکر العین بلا واسطہ بازاویۂ نگاہ کی خود بخود بغیر کسی وسیلے اور توجہ کے باطنی پرواز جاری ہو جاتی ہے فہم من فہم ؎

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو!
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنابندی

پروازِ باطنی جاری ہونے کا خاص الخاص نکتہ

اے میرے عزیز! اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ تیرا اسم اللہ ذات اس لئے جاری نہیں ہوتا کہ تو استغراق فی اللہ سے ناواقف ہے۔ تو چند روز اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے مگر اسم اللہ ذات تاباں نہیں ہوتا تو تو ناامید ہو کر تصورِ اسم اللہ کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ تو تیرے اسم اللہ ذات کے روشن نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تو مستغرق ہونا نہیں جانتا اور مستغرق تو اس لیے نہیں ہو سکتا کہ تو ذکر العین بازاویۂ نگاہ سے ناواقف ہے۔ اسلئے جب تم

زاویۂ نگاہ کے سٹیشن پر آواز کیسا صورتیں بھی اپنی پوری شان سے آپ کو نظر آیا کریں گی! ○ ○

ر ذکر اسمِ عین بازاویۂ نگاہ بلا واسطہ نہ کرے گا اُس وقت تک تو مستغرق نہیں ہو
کتا ہے اور جب تک تو مستغرق نہیں ہوتا۔ جب تک تجھ پر استغراق طاری
نہیں ہوتا۔ جب تک تیرے حواس غیبت پذیر نہیں ہوتے محال ہے کہ تو غیبی
سم اللہ ذات کو چمکتا دیکھ سکے۔

استغراق کی کلید:

نیز تجھ پر استغراق اس وقت تک طاری نہیں ہو
سکتا جب تک تو اپنی آنکھ کی پتلی کو ایک خاص
اویہ پر مرکوز نہ کر دے اور جب تک تو اپنی نگاہ کو ایک خاص زاویہ پر مرکوز
نہیں کرتا تو استغراق بھی ہرگز طاری نہ ہوگا اور جب تک استغراق طاری نہ ہوگا
تو کچھ بھی نہ دیکھ سکے گا اور نہ باطنی عالم میں داخل ہو سکے گا اور نہ ہی تیری باطنی
واز باطنی جاری ہو گی اور بس۔

مشاہدۂ غیبی کے لیے نظر کو بروئے کار لانے کا طریق کار

ذرا نقشہ لے زاویۂ نگاہ کا دوبارہ جائزہ لیجئے:

سب سے پہلے رات کو اپنے ورد و وظائف سے فارغ ہو لیں۔ عشا کی
از بھی پڑھ لیں۔ پھر ضروری وظائف جو آپ کرتے ہوں کر لیں۔ اس کے بعد چند
نٹ تصور اسم اللہ ذات کریں۔ اپنے قلب، دماغ یا سینہ پر جہاں آپ کو مطلوب
ویا جہاں پر تصور کرنے کی ہدایت ہو کریں۔

استغراق کے بعد ہوش و حواس دوبارہ قائم ہوتے ہیں

نکتہ: مذکورہ بالا کر چکنے کے بعد آپ مراقبہ بیٹھ جائیں۔ سر کو اپنی گردن پر کھڑا رکھیں، آنکھیں بند کر لیں۔ کمرے میں اندھیرا کر لیں۔ چونکہ ابتدا میں مبتدی کے لیئے بیرونی روشنی ٹھیک نہیں رہتی۔ یہ آپ کے استغراق حاصل کرنے کے راستے میں حائل ہونگی جو لوگ استغراق پر عبور کر چکے ہوں انکے راستے میں دن رات یا روشنی کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ مگر مبتدی کے راستے میں مذکورہ بالا روشنی خواہ دن کی ہو یا رات کی دونوں روشنیاں حارج ہوتی ہیں ایسے مبتدی کے لیئے اندھیرا ہی بہتر ہے۔

اس کے بعد آنکھیں بند کر کے اپنی نظر کے بالکل سامنے تصور اسم اللہ ذات کریں۔ تصور کرتے چلے جائیں لیکن ساتھ ساتھ ڈوبتے بھی جائیں مستغرق ہو جائیے بیخود ہوتے جائیں۔ جب آپ کے ظاہری حواس ڈوبتے جائیں گے تو ایسے میں آپ ڈوبتے اور مستغرق بھی ہوتے جائیں گے۔ اور جب آپ مستغرق ہوتے جائینگے اس کے ساتھ ہی جو خیالی اسم اسم اللہ ہم نے بنایا تھا سامنے ۹۰ درجے پر وہ استغراق طاری ہونے کی وجہ سے غائب ہوتا جائے گا اور جب آپ مکمل طور پر ڈوب جائینگے تو اسم اللہ بھی آپ کی خیالی نظر سے گم ہوتا جائے گا۔ اسے گم ہونے دیجئے چونکہ اس کے سامنے سے غائب ہونے کی یہ دلیل ہوگی کہ آپ استغراق کی طرف جا رہے ہیں اور یہ دلیل ہوگی کہ آپ کے ظاہری حواس خمسہ بند ہو رہے ہیں۔

انتباہ: اس سارے عمل میں اس بات پر نہایت خیال رکھیں کہ آپ کا زاویہ نظر ۹۰ درجے پر مرکوز رہے۔ گویا نظر بھی سامنے جمانے رکھیں

باطنی ہوش و حواس ظاہری ہوش و حواس کی نسبت ہزاروں گنا زیادہ ہوشمند ہوتے ہیں!

اور ساتھ ہی ساتھ استغراق میں ڈوبتے بھی چلے جائیں۔ آنکھیں بند کر کے زاویہ نظر قائم رکھنے اور ساتھ ساتھ ڈوبتے چلے جانے کا یہ مطلب ہو گا کہ لامحالہ آپکے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا اُس وقت آپ نظر کو سامنے قائم رکھتے ہوئے اسی اندھیرے میں نظریں گاڑھ دیں۔ آنکھیں بدستور بند رہیں، چند منٹ بعد استغراق اور بڑھ جائے گا۔ نظریں سامنے ہی رہیں گی اب اندھیرا قدرے چھٹتا جائے گا۔ اور آپکی نظروں کے سامنے صبح صادق جیسا وقت کا سماں پیدا ہو جائے گا۔

نکتہ!

(i) ایسے وقت میں اگر آپ نے نظریں جمائے رکھیں۔
(ii) اور استغراق میں اور ڈوبتے چلے گئے۔ بیخود ہو گئے۔
(iii) تو اچانک ایک برق براق نور کا شعلہ آپ کی آنکھوں میں چمکے گا۔
(iv) یا ایسے وقت میں کوئی نظارہ سامنے آئیگا۔
(v) یا کوئی شخص یا کوئی بزرگ یا کوئی ہستی اچانک آپ کو نظر آئے گی۔
(vi) یا کوئی صدا، کوئی آواز آپ کو سنائی دے گی۔

ایسے وقت میں آپکی استعداد کے مطابق مذکورہ بالا باتوں میں سے کوئی بھی چیز آپ کو نظر آئے گی۔ جس روز آپ کو مذکورہ بالا باتوں میں سے کوئی واقعہ بھی نظر آئے تو سمجھ لینا کہ "وہ دن آپ کی زندگی باطنی کا پہلا دن ہو گا، باطنی پرواز کا پہلا روز ہو گا۔"

استغراق ظاہر و باطن کے مابین ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے!

استغراق کی تعریف:

میں استغراق کی کیفیت بیان کر دوں۔ یہ غلط فہمی نہ رہے کہ استغراق بیہوشی کو کہتے ہیں۔ نہیں استغراق نہ نیند کو کہتے ہیں۔ نہ بے ہوشی کو۔ مستغرق ہونے کے ایک الگ معنی ہیں۔ ایک جُداگانہ کیفیت ہے۔

تمثیلاً: مثال کے طور پر جب آپ ظاہری دُنیا میں کوئی کام کر رہے ہوتے ہیں تو گویا یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کے ظاہری حواس خمسہ اس وقت مصروفِ کار ہیں لیکن دن بھر ظاہری حواس خمسہ سے کام لے کر رات کو آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتے ہیں۔ چند منٹ لیٹنے کے بعد آپ آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ چند منٹ بعد آپ پر غنودگی طاری ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اب آپ کے ظاہر حواس خمسہ بند ہونے کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اس کے چند منٹ بعد پھر آپ پر مزید غنودگی طاری ہو جاتی ہے۔ اس مرحلہ پر ابھی آپ سوئے بھی نہیں ہوتے اور جاگ بھی نہیں رہے ہوتے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک تیسری کیفیت پیدا ہو گئی یعنی ابھی آپ کے حواس خمسہ ظاہری مکمل طور بند بھی نہیں ہوئے اور باطنی حواس خمسہ بھی مکمل طور پر نہیں جاگے۔ سو یہ کیفیت استغراق کے بین بین ایک تیسری کیفیت پیدا ہو گئی۔ اس حالت میں آپ بیرونی گھر کے لوگوں کی کچھ باتیں سُن بھی سکتے ہیں اور کچھ نہیں بھی سن سکتے۔ پھر اس کے بعد آپ مکمل طور پر سو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے ظاہری حواس خمسہ بالکل بند ہو گئے ہیں

مکمل استغراق کے بغیر آپ کو نظر نہ آئیگا!

اور اگر خواب شروع ہو گئے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ خواب کے عالم میں جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ صرف اور صرف باطنی حواس خمسہ سے دیکھ رہے ہیں سو اس تیسری کیفیت کو جو سونے اور جاگنے کے بین بین ہے۔ اسے استغراق کہتے ہیں۔ اور جو کچھ آپ حواس خمسہ باطنی کے ذریعے خواب میں دیکھتے ہیں اسے استغراق تام کہتے ہیں۔ استغراق کی ایک تیسری قسم بھی ہے جو آگے بیان کی جائیگی۔

سوتے وقت اس تیسری کیفیت کے دوران اگر آپ باطنی زاویہ نظر قائم کریں یعنی استغراق کی حالت میں اگر سونے کو ذرا روکیں اور نظر ۹۰ درجے پہ قائم کر کے مستغرق ہو جائیں تو بھی آپ کے مشاہدات شروع ہو جائیں گے جب تک آپ نظر کو ۹۰ درجے پہ مرکوز رکھیں گے تو مشاہدات آتے جاتے رہیں گے۔ پھر جب آپ کو سونا منظور ہوا تو زاویہ نظر کو چھوڑ کر آنکھیں ڈھیلی کرلیں تو بس پھر آپ سو جائیں گے۔

نوٹ: بندہ کی سلسلہ تصنیف ۲ جو کہ سراسر عملی ہوگی اس میں یہ ساری تفصیلات بطور آپ بیتی کے بیان کر دی جائیں گی۔ زیر نظر تصنیف علمی تصنیف کے طور پہ پیش کی جا رہی ہے جبکہ تصنیف ۲ عملی تجربات پہ مبنی ہوگی۔ شوق ہو تو ملاحظہ فرمائیں۔

ع

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا!
حیات ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں!
رگوں میں گردش خوں ہے اگر تو کیا حاصل
حیات سوز جگر کے سوا کچھ اور نہیں!

چند ضروری ہدایات

جب آپ بسلسلہ علم الیقین بذریعہ زاویۂ نگاہ مستعد ہو کر بیٹھیں تو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیئے گا۔

(۱) اپنے سر کو اپنی گردن کے بل پر سیدھا کھڑا رکھیں۔

(۲) سر کسی ٹیک دیوار یا تکیہ کے ساتھ بالکل نہ لگائیں۔ البتہ اپنی کمر کے پیچھے تکیہ رکھ سکتے ہیں یا نصف حصہ تک کمر کو دیوار کے ساتھ لگا سکتے ہیں مگر سر کو دیوار سے دور رکھیں۔

(۳) لیٹتے وقت اگر متوجہ ہونا چاہیں تو سیدھا لیٹ کر متوجہ بہ زاویۂ نگاہ ہو جائیں پہلو پر نہیں۔

(۴) سر کو بیٹھ کر اگر تکیہ کے ساتھ یا دیوار کے ساتھ لگاؤ گے تو بجائے استغراق کے آپ کو نیند آ جائیگی۔

(۵) اگر بیٹھنے کے دوران آپ کی طبیعت سونے کی طرف بار بار مائل ہو تو آپ بار بار آنکھیں کھول کر پھر بند کر کے زاویۂ نگاہ قائم کر کے استغراق حاصل کریں۔

(۶) مبتدی کا پڑھائی کے دوران مراقبہ جاری نہ ہوگا اس لیئے پڑھنے کے بعد خاموش ہو کر متوجہ ہوں۔

(۷) اگر دل باتیں کرنے میں لگ جائے تو استغراق کبھی بھی طاری نہ ہوگا۔

(۸) ہر طرح کے خیالات کو روکنے کی زاویۂ نگاہ قائم کرنا گویا کلید ہے آپ نظر کو لگا کر آنکھیں بند کر کے بیٹھیں گے تو کوئی خیال نہ آئے گا۔

(۹) اگر متوجہ ہو کر بیٹھنے میں بکثرت استغراق طاری نہیں ہوتا تو طبیعت کو چند منٹ کے لیئے حالت استغراق قائم کرنے کی مہلت دیں۔

(۱۰) مُبتدی کو اگر ۳ روز بعد بھی نظر کچھ آجایا کرے تو کافی ہے کوشش جاری رکھے۔

(۱۱) مُبتدی رات کو استغراق حاصل کرسکتا ہے دن کو نہیں۔

(۱۲) مُبتدی کمرے میں اندھیرا رکھے۔

(۱۳) مُبتدی زیادہ سونے کے بعد استغراق حاصل نہیں کرسکتا۔

(۱۴) متوجہ ہونے کے لیے کسی ظاہری، بدنی شرائط کی کوئی پابندی نہیں۔ ہر حال میں متوجہ ہوسکتا ہے، ماسوا حاجات ضروریہ کے اور کوئی پابندی نہیں۔
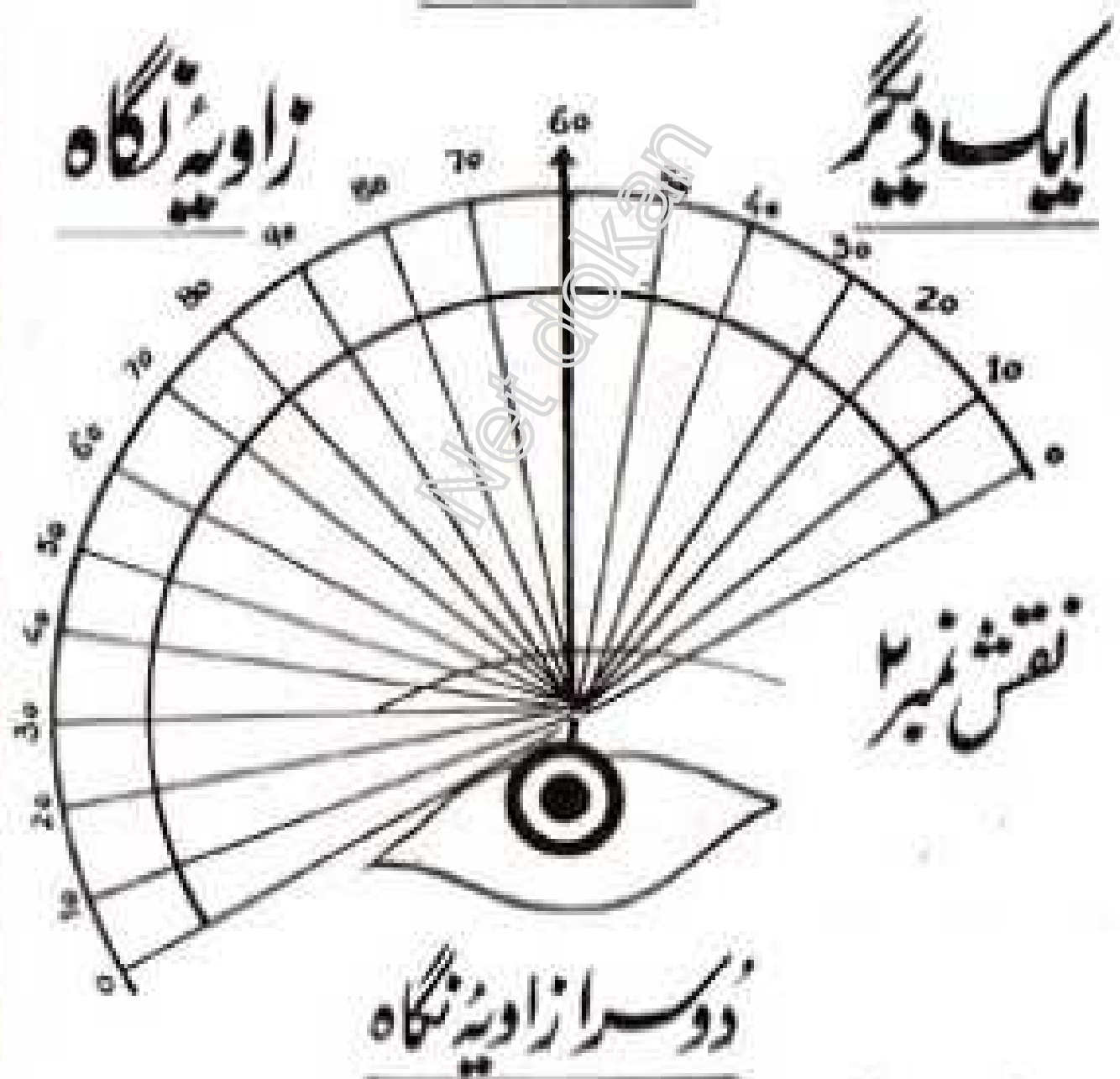
مذکورہ بالا نقش ۲ کو ذرا ملاحظہ فرمالیں۔ اس وقت اس نقش ۱ میں آنکھ کی پتلی ۶۰ درجہ زاویہ پر قائم ہے۔ جبکہ نقش ۱ میں آنکھ کی پتلی ۹۰ درجہ زاویہ پہ

قائم ہے بغیر جھکے ہوئے سر اور منہ کے ساتھ یعنی سر اور منہ کو اپنی گردن پر سیدھا کھڑا رکھ کر نقش ۱ میں آنکھ کی پتلی ۹۰ درجہ پر قائم ہے یعنی اگر آپ سامنے دیوار پر متوازی نظر سے دیکھ رہے ہوں تو اس سے ذرا اُوپر دیکھیں (بغیر سر کو اُونچا کیے) یہی ۶۰ درجہ کا زاویہ ہے جیسا کہ نقش نمبر ۲ میں پتلی اور زاویہ نگاہ سُرخ لکیر سے ظاہر کی گئی ہے۔

فائدہ: بہ نسبت ۹۰ درجہ کے اگر چشم کی پتلی کو ۶۰ درجہ زاویہ پر قائم کیا جائے تو بہت جلد استغراق طاری ہوتا ہے۔ اور جاری استغراق طاری ہوتا ہے جب کہ زاویہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۰ درجہ زاویہ نگاہ پر ایسی ہلکی زود اثر اور جلدی غیبت اور محویت طاری ہوتی ہے کہ صاحب استعداد نزدیکی بیرونی لوگوں کی باتیں بھی سُن سکتا ہے اور ساتھ باطنی نظارے بھی دیکھ سکتا ہے۔ بیک وقت ظاہر و باطن سے باخبر رہ سکتا ہے۔ ۹۰ درجہ زاویہ پر عالم ناسوت کے جنات (مسلمان) عالم ملکوت کے فرشتے نظر آتے ہیں مختلف قسم کی تجلیات برپا ہوتی ہیں۔ لطیفۂ نفس اور لطیفۂ قلب کے باطنی لطیف نُسخے انسانی وجود سے باہر آ کر صاحب استغراق سے ملاقی ہوتے ہیں۔ ۹۰ درجہ زاویہ نگاہ سے ایک ہلکی سی جنبش سے انسان باطنی عالم میں پہنچ جاتا ہے۔

لیکن ۶۰ درجہ زاویہ نگاہ سے ایک جاری استغراق طاری ہوتا ہے۔ اگر صاحب مشق صاحب استعداد ہے تو اسم اللہ ذات باطنی طور پر نہایت شدت اور حدت کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ اور یہ باطنی اسم اللہ ذات اپنی تمام قوتوں سے برسر کار ہو جاتا ہے۔ یا۔ باطنی علوی نظارے پیش آتے ہیں اور عالم ملکوت میں اس کی طیر سیر جاری ہو جاتی ہے۔ یا باطنی لطیف آوازیں اس سے ہمکلام ہو جاتی ہیں۔ ملکوتی انوار اس پر جلوہ گر ہونے لگتے ہیں۔ پہلے پہل مبتدی اگر مزدہ

نہ دیکھ سکے تو ناامید نہ ہو چونکہ ابھی اس کی نظر پختہ نہ ہوگی۔ اور ابھی وُہ باختیار بھی نہیں ہُوا ہوگا۔ لہٰذا اگر اُسے دو چار روز میں ایک دفعہ بھی باطن میں پہنچنے کا موقع مل جائے تو کافی ہوگا۔ اں جس وقت وُہ اپنے حواس ظاہری و باطنی پر اپنا اختیار حاصل کرے گا تو پھر ہر روز نقد مزدوری ملے گی ہر روز کوئی نہ کوئی نظارہ کر سکے گا۔ پھر خالی ہاتھ واپس نہ لَوٹا کرے گا۔ نہ بھُولئے

۹۰ درجہ کا زاویۂ نگاہ بہت اہم زاویۂ نگاہ ہے۔ مستغرق ہونے کے لئے۔ باطن میں غوطہ زن ہونے کے لیئے۔ جس نے زاویۂ نگاہ پر کنٹرول حاصل کر لیا اس کی باطنی منازل طے ہونا شروع ہو جاتی ہیں اس کے باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ ظاہری حواس بند ہونے کا سلیقہ اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔

ترکیب: بیٹھنے کی ترکیب وہی ہے جو کہ نقش ۱ میں بیان کی گئی ہے پس درود وظائف اور نوافل سے فارغ ہو کر رات کو (تہجدیوں کے لیئے رات کو صاحب استغراق لوگوں کے لئے ہر وقت جب جی چاہے) پہلے تصورِ اسم اللہ ذات ۹۰ درجہ زاویہ پر نگاہ کو مرکوز کر کے کریں پھر چند منٹ بعد جب کچھ کچھ استغراق طاری ہونے لگے تو اپنی آنکھ کی پتلی کو (آنکھیں بند رکھتے ہوئے) ۹۰ درجہ زاویۂ نگاہ پر لے آئیں۔ تو جب استغراق بہت جلد طاری ہو جائے گا۔

اس استغراق میں باطنی اسم اللہ ذات، باطنی اسم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نیبی طور پر ظہور پذیر ہوتے ہیں یا دونوں مثالی صورت میں پیدا ہوتے ہیں یا اسم اللہ کے حاضرات کا نزول ہوتا ہے۔ عالم ملکوت کے دروازے اس پر کھلنے شروع ہو جاتے ہیں یا کسی بزرگ کی زیارت نصیب ہوتی ہے یا بذاتِ خود اپنا لطیفہ اس کے سامنے نمودار ہوتا ہے جو کہ صاحب نظر کی اپنی شخصیت باطنی

ہوتی ہے۔ یا مختلف عالموں کے مخصوص انوار اس پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ انوار کی اقسام اور لطائف و منازل و عوالم میں قبل ازیں بیان کر چکا ہوں۔ باقی ہدایت وہی ہے جو ضروری ہدایات کے ضمن میں مندرج کر چکا ہوں ان پر سختی سے کاربند رہیں۔

زاویۂ نگاہ نمبر (۳)

تعارف:
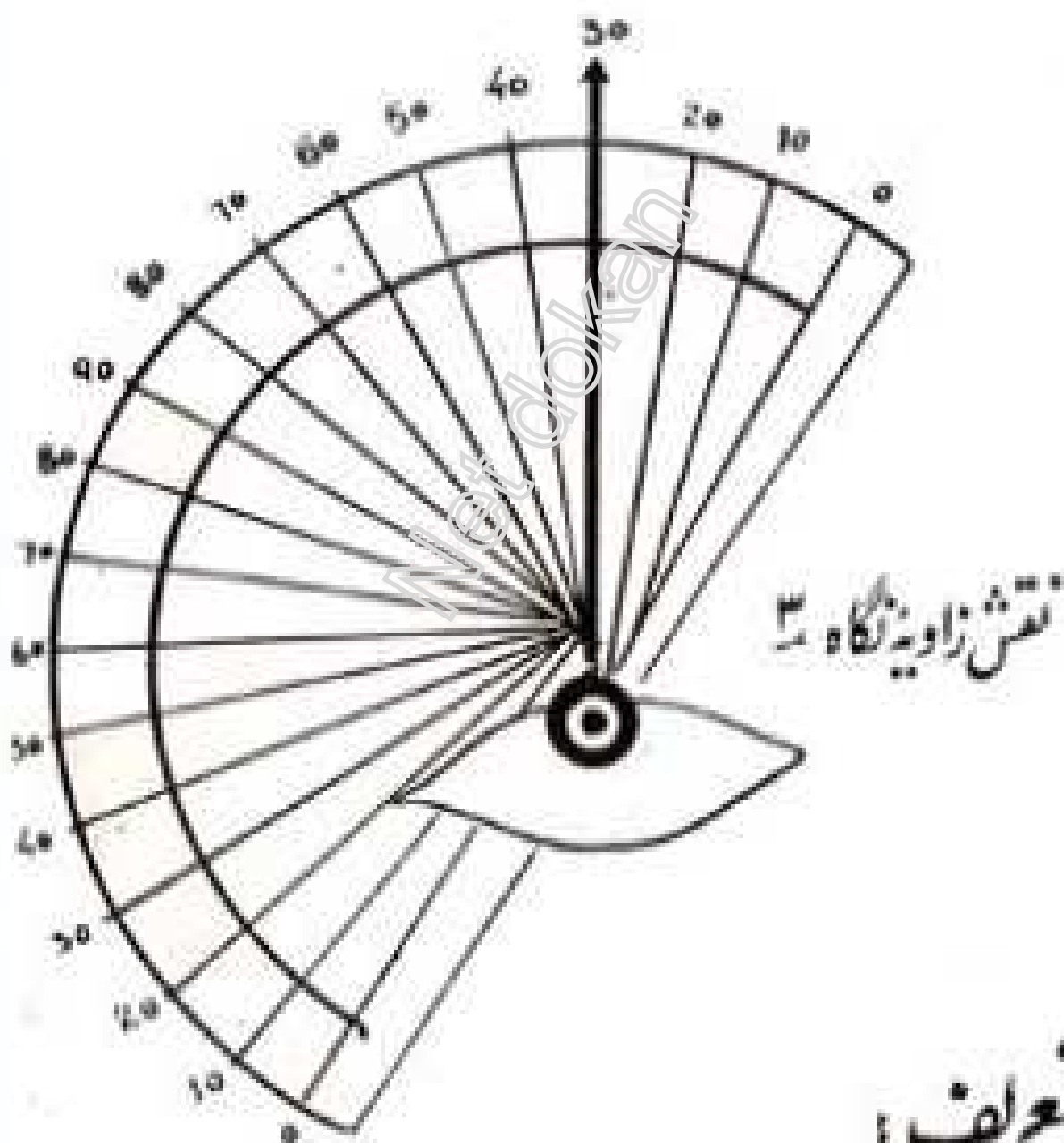
مذکورہ بالا نقش میں آنکھ کی پتلی کو (آنکھیں بند کیے ہوئے) ملاحظہ فرمائیں

زاویۂ نگہ نہیں تو باطنی پرواز بھی نہیں

اس چشم کی پتلی درجہ ۳۰ پہ مرکوز ہے۔ جبکہ نقشہ ۲ میں آنکھ کی پتلی ۶۰ درجہ پر قائم تھی اور نقشہ ۱ میں آنکھ کی پتلی کا ارتکاز ۹۰ درجے زاویہ پر تھا۔ اگر متوازی سامنے دیوار پر دیکھ رہے ہوں تو اگر آپ سر کو بغیر اُوپر کیے آنکھ کی پتلی کو اوپر کرینگے تو ۶۰ درجہ پہ ہوگی پھر پتلی کو اور اوپر کریں گے (سر کو اونچا کیے بغیر) تو آپکی آنکھ کی پتلی ۳۰ درجہ زاویہ پہ مرتکز ہو جائے گی جیسا نقشہ ۳ میں آنکھ کی پتلی ۳۰ درجہ زاویہ پہ قائم ہے۔ نقشہ ۱ ۹۰ درجہ پہ مرتکز نظر سے حاصل شدہ استغراق بہت ہی آسانی سے طاری ہو جاتا ہے اور نقشہ ۲ میں زاویۂ نظر ۶۰ درجہ سے حاصل شدہ استغراق قدرے بھاری ہوتا ہے۔ مگر نقشہ ۳ کے ۳۰ درجہ پہ مرکوز نظر کا ارتکاز موت جیسا بھاری استغراق پیدا کرتا ہے۔ اس استغراق کی گہرائی انسان کو عالم ارواح میں پہنچانے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ صاحب نظر ۳۰ درجہ زاویۂ نگاہ کے استغراق سے بخوبی عالم جبروت میں پہنچ جاتا ہے جہاں حضرات اسم اللہ ذات اس عالم میں تمثیلاً بصورت شمس طلوع ہوتے ہیں۔ جن کی شدت اور حدت کوہ طور کو جلانے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ جن اصحاب نے عالم جبروت کے انوار کو شعلہ زن ہوتے دیکھا ہے وہ اس کیفیت کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ لیکن سبحان اللہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ حواس خمسہ باطنی جو روزِ ازل سے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ودیعت کیے ہیں ان تجلیات کو بخوبی برداشت کرتے ہیں۔ بلکہ ھل من مزید کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اس عالم میں پہنچنا حجاب کے لیے بذریعۂ زاویۂ ۳۰ آسان ہو جاتا ہے۔ اس عالم کا مشاہدہ

زاویۂ نگاہ کے بغیر آپ کھو جاؤ گے یا سو جاؤ گے:

عالم لامکان کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور عالم جبروت کی تجلیات کا نزول اس پر دم بدم ہوتا ہے۔ ہم یہاں اپنے دیدہ تجربات بیان کرتے مگر فریب امارت کے خوف سے بیان کرنے سے گریز ہی رہنا بہتر سمجھا۔

ویسے کچھ کچھ اپنی سلسلہ تصنیف ۲ اور ۳ میں کچھ بیان کر بھی دیا جائے گا۔ اس عالم میں سالک کے پاس ارواح کی حاضرات ہوتی ہے اور اس زاویۂ نظر کا راہرو اہل قبر سے بڑی آسانی سے ملاقی ہو سکتا ہے جب بذریعہ زاویۂ نگاہ سالک ۳۰ درجہ زاویۂ نگاہ پر قادر ہو جاتا ہے تو وہ دن کو رات کو جاگتے جاگتے اہل قبر سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ اور دعوت القبور پڑھنے کا بخوبی اہل ہو سکتا ہے۔ اولیاء اللہ کی باطنی مجالس میں دخول کا راستہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے جہاں وہ باطنی تعلیم و تربیت حاصل کرتا ہے اور اس کی نگاہ تیز دونوں عالم کے پار جا پڑتی ہے اور اس کا لطیفۂ روح بیدار ہو جاتا ہے۔

کچھ معذرت کے ساتھ

مُبتدی لوگوں سے اپیل ہے۔ ان نظر کے زاویوں کو بچوں کا کھیل نہ سمجھیں خدا کے لئے تُو اپنے باطنی حواس خمسہ کو سمجھ اور ان کی باطنی پرواز سے واقفیت حاصل کر۔ ورگرنہ یہیں کا یہیں رہ جائے گا۔ جہاں کہ اب تُو کھڑا ہے صرف اسی ایک نکتہ نے تیرا راستہ روک رکھا ہے کہ تو نظر کے زاویوں سے ناواقف ہے یہی وجہ ہے کہ تو استغراق سے بھی ناواقف ہے۔ نتیجتاً تو باطنی پرواز سے

مر مر کے جینا سیکھ اور جی جی کے مرنا سیکھ!

بھی جاری ہے۔ میں تجھے ایسے راہ کی طرف دلالت کر رہا ہوں جس کے حاصل کرنے کے لیے لوگ ترس رہے ہیں مگر وہ راہ نہ پا سکے۔ نہ کوئی انہیں سمجھا سکا (ماسوا عارفانِ کامل عقلِ اکمل کے)۔ تیرا دل ساکن۔ روح خاموش ہے۔ اور تو راستوں کی بھول بھلیوں میں پڑا ہے۔

جان لے کہ بغیر حواسِ باطنی کے بیدار کیے کوئی بھی اس راہ پر نہیں چل سکتا۔ حواسِ خمسہ باطنی اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین باطنی رشتہ جوڑنے کا واحد یکتا اور بے مثل راستہ ہے۔ پھر جان لے۔ پھر سمجھ لے۔ پھر سوچ لے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو یہ تصنیف تیرے پاس کبھی نہ پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر مہربانی بھی اور اپنا فضل بھی کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لے کہ اس کی رحمت تیرے دروازے پر دستک دے کر رخصت ہو رہی ہے اور تو خوابِ خرگوش میں سویا پڑا ہے۔ خدا کے لیے اُٹھو۔ بیدار ہو۔ کمربستہ ہو۔ اور اللہ کا نام لے کر اس کی طرف ظاہری اور باطنی پاؤں سے حرکت میں آ جا۔

نیز یہ بھی جان لے: میں یہ کتاب اپنی آخری عمر میں لکھ رہا ہوں۔ ایک طرف میں اس جہان سے کوچ کر رہا ہوں، دوسری طرف تیرے لئے راتوں کو جاگ رہا ہوں۔ اجل سر پر کھڑی ہے۔ مجھے تجھ سے بات کرنے کے صرف چند لمحے ملے ہیں۔ وہ بھی اُدھارے۔ پھر اس کے بعد تو مجھ سے نہ مل سکے گا اسلئے چند باتیں تجھ سے گزرتے گزرتے کر رہا ہوں فقط۔

کر بھلا ہو بھلا تیرا اور درویش کی صدا کیا ہے

پھر تو مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کے معنی بھی سمجھ جائیگا

اور کچھ نہیں ہو سکتا تو اپنا ہی بھلا کرلے۔ یہ راستہ میری ساری عمر میری ساری محنت کا نچوڑ ہے اور میرے دیدہ تجربات و مشاہدات کا ماحصل ہے۔ چاہتا تو خاموشی سے مر جاتا۔ چاہتا تو خلوت میں گمنام ہی اللہ کو پیارا ہو جاتا' چاہتا تو تجھ سے بات تک نہ کرتا۔ ہم مسلمان ہیں' مسلمانوں کا بھلا چاہتے ہیں۔ نہ مجھے تم سے کوئی طلب ہے۔ نذر نیاز کو تو میں پسند ہی نہیں کرتا۔ میں تو اسے گدائی کی قسموں سے ایک قسم ہی سمجھتا ہوں۔ لیکن میں تجھے بے دیدہ' نابینا' باطن سے بے بہرہ' علم بصیرت سے بے خبر' علم الیقین سے لاعلم' اسرار حق سے ناواقف اور باطنی پرواز سے عاری دیکھنا نہیں چاہتا۔

تو سمجھ لے گا تیرا بھلا ہوگا۔ تو جان سے گا تجھے فائدہ ہوگا۔ تو مان لے گا کرگھاٹے کا سودا نہیں۔ اس سودے کا تجھے حشر کے روز پتہ چلے گا جب آوازیں حلقوم میں دب کے رہ جائیں گی تو بات کرنا چاہے گا تو تیرے منہ سے بات نہ نکل سکے گی۔ تجھے ایک عالی شان دربار میں پیش ہونا ہے۔ آج وقت ہے فرصت ہے۔ مہلت ہے۔ اسے غنیمت جان ؎

اُٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگی پھر کبھی
دوڑو' زمانہ چال قیامت کی چل گیا

آج جب کہ میں رخت سفر باندھ چکا ہوں۔ آج جب کہ میں آخرت کے مرکب پر زین کس رہا ہوں۔ آج جب کہ چاند اپنے آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ آج جب کہ سورج غروب ہونے کو ہے۔ آج جب کہ چراغ سحری بجھا چاہتا

مرنے سے پہلے مر جاؤ کے یہی معنی ہیں کہ تو اسی زندگی میں دوسرے جہان میں آنا جانا سیکھ لے۔

ہے۔ چلتے چلتے تجھ سے دو باتیں کر رہا ہوں۔ ان باتوں کو سننے کے لئے پھر میرے بعد تو ترسے گا۔ لیکن پھر تجھ سے کون باتیں کرے گا۔ تو اپنا تماشہ نہیں کر سکتا تو آ میرے بیٹھنے کا تماشہ دیکھ لے۔ آ تو میرا مر مر کے جینا دیکھ لے۔ آ تو میرا جی جی کے مرنا بھی دیکھ لے۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہے
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے
غ

سو آ جا۔ یہاں ویرانے میں کیا کرتا ہے۔ آ اپنے اصل کی طرف لوٹیں۔ ہمارا یہ مقام نہیں ہے جسے تو مقام سمجھ بیٹھا ہے۔ تو کسی اور جہان کا باشندہ ہے۔ جس طرح تجھے کسی نے اس جہان میں پیدا کیا ہے۔ اسی طرح تجھے پھر اس جہان سے لے جائے گا۔ پھر تو دوسرے جہان میں پیدا ہو گا۔ پھر میرا اور تیرا دفتر عمل کھولا جائیگا۔ پھر ہماری اور تمہاری چھان بین ہو گی۔ پھر میرا اور تیرا حساب کتاب ہو گا۔ (اگر تو سمجھدار ہے تو حساب کتاب تو اب بھی "آج بھی" ہر روز ہو رہا ہے اور اس سے تو غافل ہے) ہمیں یہاں لاحاصل نہیں بھیجا گیا۔ ہماری اور تمہاری خوب ٹھوک بجا کر جانچ پڑتال ہو گی۔ اور آج اللہ تعالیٰ مہربان رحیم و کریم کی رحمت مجھے اور تجھے پکار پکار کر، ہم سے کر جگا رہی ہے۔ سو آج جاگنے کا وقت ہے۔ سونے کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ پہ تجھ پر رحم کرے۔

مسافرو! جاگ اُٹھو اب ہم اسلام آباد کے "0" زیرو پوائنٹ پہنچ گئے ہیں
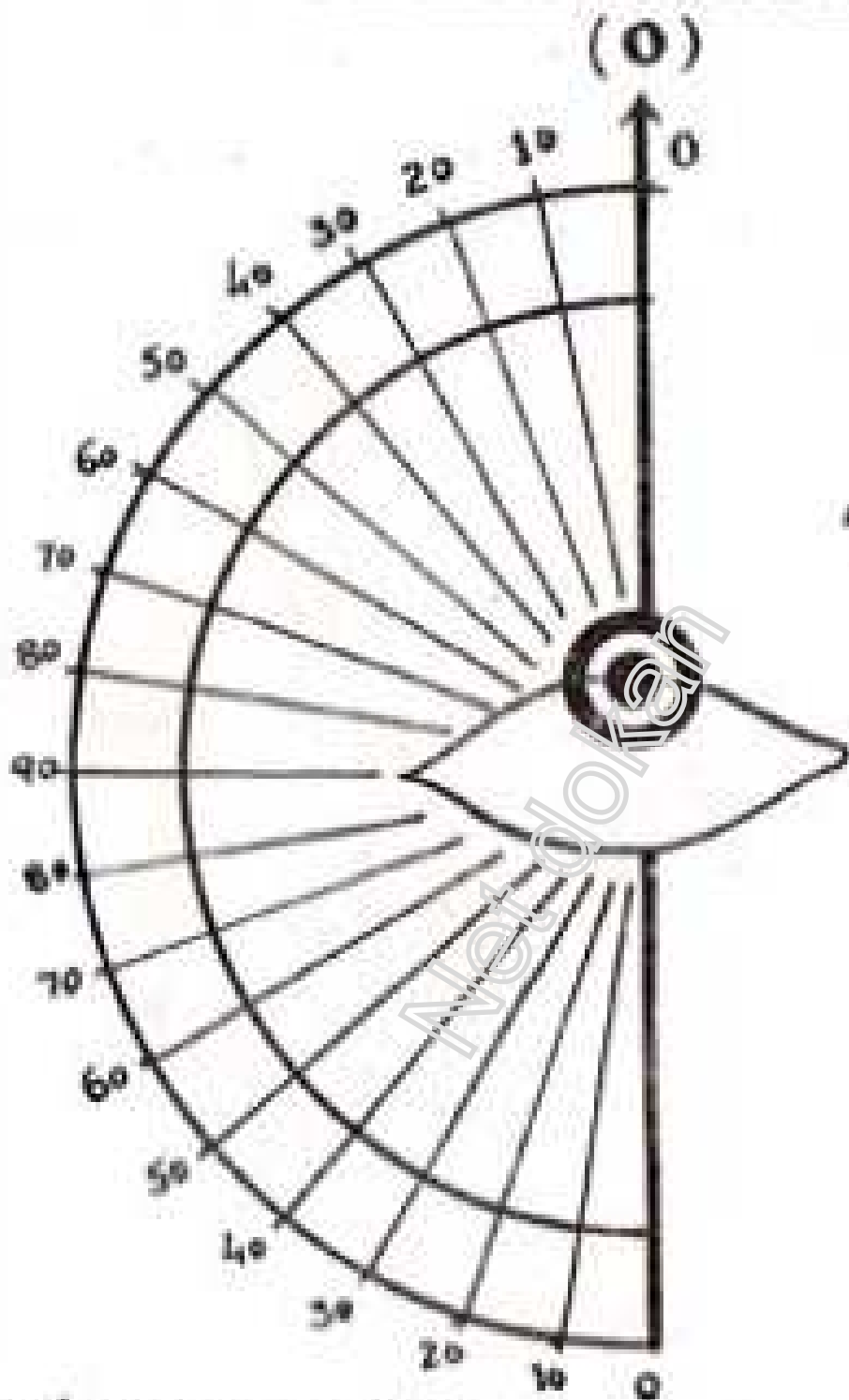
تعارف: نقش زاویہ ۱ ۹۰ درجہ پر تھا۔ پتلی آنکھ کی (بغیر سر کو اونچا کیے) ذرا سامنے سے اوپر اٹھائی تو نقش ۲ میں زاویۂ نگاہ ۶۰ درجہ پر ہو گیا۔ پھر آنکھ کی پتلی اور ذرا اوپر اٹھائی تو نقش ۳ میں زاویۂ نگاہ ۳۰ درجہ پر ہو گیا۔ اب بغیر سر کو اوپر اٹھائے متوازی منہ کو رکھتے ہوئے مزید چشم کی پتلی اوپر اٹھائی تو نقش ۴ میں اس وقت زاویۂ نگاہ ۰ درجہ پر چلا گیا یعنی بغیر سر کو اٹھائے اب آنکھ

اگر ایسا ہوگیا تو تُو موت کی منزل کو عبور کرگیا

کی پُتلی بین دسطی دماغ سے گزرتی ہوئی آسمان کی طرف رُخ کرگئی۔ یاد رہے دماغ کے تین حصے ہوتے ہیں۔ مقدم الدماغ، وسطی دماغ، موخرالدماغ (مغز دماغ)، یہی تصور، تفکر، توجہ، تصرف اور قوت مدرکہ کے مانند وضع ہوتے ہیں اور یہی حواس خمسہ کے اصل سرچشمہ ہیں۔ ان میں ظاہری و باطنی دونوں قسم کے امور دعمل و فیصلے کرنے کی استعداد موجود ہے اور یہ ہر قسم کے تصرف کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ ہو نقش یہ زاویۂ نگاہ بلا واسطہ ہیں آنکھ کی پُتلی بالکل ہ پوائنٹ POINT .0 زاویہ پہ قائم ہے اور یہ زاویہ بین وسطی دماغ میں سے گزرتا ہوا سیدھا آسمان کی طرف رُخ کرگیا۔ اس زاویۂ نگاہ پر جب سالک اپنی پوری توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی زاویۂ نظر بھی قائم رکھتا ہے تو نتیجتاً موت سے بھی جاری استغراق حاصل ہوتا ہے۔ اس زاویۂ نظر کا جاری استغراق عالم لامکان و لاہوت میں سالک کو یہ باطنی پرواز ایک لحظہ میں پہنچا دیتا ہے نیز اس زاویۂ نگاہ میں لامکان و لاہوت سے آگے عالم یاھوت و عالم حاھوت میں پرواز کرنے کی پوری پوری استعداد موجود ہے جبکہ اس زاویۂ نگاہ کے سالک اپنے نشین عالم لامکان میں متعین کرلیتے ہیں۔ اور لامکان ہی اُن کی آماجگاہ بن جاتا ہے یوں عالموں کے لطائف کے انوار سے منور ہوجاتا ہے اور عالم ناسُوت و ملکوت و جبروت سے اُن کی نگاہ تیز پار رہا پڑتی ہے اور مقامات الٰہیہ کے انوار کے رنگ سے رنگین ہوجاتے ہیں اور اُن کے وجود میں غیبی نوری لطائف زندہ ہوکر بدن خاکی سے باہر برآمد ہوتے ہیں اور دونوں جہان کو چشم زدن میں پار کر

ایسا نہ ہوا تو تجھے مار کر دُوسری دُنیا میں لے جایا جائیگا!

جاتے ہیں۔ فنا فی اللہ۔ بقا باللہ اور حیرت انہی مقامات سے متعلق ہے۔ مقامات الٰہیہ کیلئے یہ زاویۂ نقش ؎ سب سے زیادہ موزوں، مناسب، نتیجہ خیز اور صوفیہ درست ہے۔ بشرطیکہ تو اس زاویہ نظر کو رکھ سکے اور عین استغراق کے عالم میں بھی نظر کے زاویہ کو کنٹرول میں رکھ سکے۔

نکتہ! جس نے عین استغراق کی حالت میں زاویہ نظر کو بھی قائم رکھنا جان لیا اُس نے باطنی پرواز کے رمز کو بالکل حل کر لیا۔ اور یقیناً اُس کی باطنی پرواز جاری ہو جائیگی۔ اور یہ بات مشق نقشہ دائرہ ۱، ۲، ۳ ؎ سب پر یکساں لاگو ہے۔ اس ایک نکتہ کو نہ سمجھنے کے باعث ہزاروں پرواز سے محروم۔ نابینا باطنی نظر سے عاری رہ جاتے ہیں۔ یہ باطنی پرواز کا سب سے اہم، سب سے ضروری نکتہ ہے کہ نظر کا زاویہ بھی قائم رہے یعنی آنکھیں بند کرکے نظر دیکھتی بھی رہے اور ساتھ ہی ساتھ استغراق بھی طاری ہوتا جائے۔ جس نے ان دونوں اہم باتوں میں سے ایک کو چھوڑ دیا تو سمجھ لو کہ وہ باطنی پرواز سے محروم رہ گیا ؎

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

سو اس نکتہ کو پھر دوبارہ ذہن نشین کرلیں کہ حالت استغراق میں تمہاری نظر جہاں جس زاویہ پر لگی ہوئی ہے وہاں سے ہٹنے نہ پائے۔ یوں دونوں باتوں پر کڑی نگاہ رکھو گے تو باطنی آنکھ کھل جائے گی۔ نہ خیال رکھو گے تو سو جایا کرو گے۔ یا بے خبر ہو جایا کرو گے یا کچھ نہ نظر آیا کرے گا۔ اگر انسان تھوڑا سا بھی سمجھدار ہو

کائنات کی ہر چیز راہ دیتی ہے!

آپ تجربات خود سے دور جانتے ہیں۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے، میں نے ہر چیز جاندار سے، بے جان، دنیا کو استاد بنایا۔ میں نے دیکھا کہ دنیا کی ہر چیز خواہ وہ مادی ہو یا روحانی، ظاہری ہو یا باطنی۔ یہاں کی ہر ایک چیز اپنی اپنی عادت رکھتی ہے۔ فطرت کے مطابق۔ خواہ وہ جاندار ہو خواہ بے جان ہر ایک الگ الگ عادت، صفت اور مزاج رکھتی ہے جس نے ان کی اس عادت، صفت اور مزاج کو سمجھ لیا تو اس نے خود ہی راہ دے دیا اور وہ چیز خود ہی استاد بن جاتی ہے۔ میں ہر چیز کے پیچھے پیچھے چلتا ہوں آگے نہیں۔ ہر چیز مجھے بتاتی گئی ہر منزل مجھے راہ دیتی گئی۔ اور میں ان سے ہی رہنمائی کرتا ہوا آگے گزرتا اور وہ تمام چیزیں پیچھے رہ گئیں میں آگے نکل گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آج میری قلم یوں بے دھڑک فراٹے بھرتی ہوئی آگے سے آگے بے تکلف ہو کر نہ چلتی۔ اگر یوں نہ ہوتا تو میں ہر مقام پہ لغزش پذیر ہوتا اور ہر موڑ پہ رک رک کر مڑ مڑ کر ادھر ادھر دیکھتا۔ اس جگہ میں سب کچھ تحریر میں لا رہا ہوں تو مجھے کچھ سوچنا نہیں پڑ رہا۔ بلکہ میں ان سب چیزوں سے گزرتا ہوا آگے گزر چکا ہوں۔ اس لئے میری یہ سب باتیں قصۂ پارینہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سو ان باتوں سے میری غرض یہ ہے کہ آپ ہر چیز ہر زاویۂ نظر سے کام لینا سیکھئے اور فطرت کے مطابق ہر بات، ہر چیز، ہر نظر، ہر زاویہ کی قدرتی، فطرتی عادت سے واقف ہونے کی کوشش کیجئے۔ تو یوں ہر چیز، ہر مشاہدہ، ہر منظر آپ کا ہمہ استاد بن جائے گا۔ ایک بات اور۔ کسی مشکل کام، کسی مشکل مہم، کسی مشکل زاویۂ نگاہ سے مت گھبرائیے۔ ذرا صبر و سکون سے پیچھے ہٹیے۔ پھر اسی چیز کی پیروی کیجئے۔ حواس کے معاملہ میں بھی حواس کی پیروی کیجئے۔ یہ حواس آپ کو

فطرت و کائنات میری استادِ کامل ہے!

ہر ایک نئی بات ایک نیا نکتہ بتائیں گے اور آپ ہر نکتہ کو بس صرف بجھتے چلے جائیں گے۔ وہ نکتہ خود آپ کو راہ دیگا اور وہی معمہ جو حل نہیں ہوتا خود اس کا استاد بن جاتا ہے۔ سو علم العین میں جب میں نے کوشش کی تو علم العین کا گوشہ گوشہ کونہ کونہ۔ کل و جز ہر پہلو آہستہ آہستہ خود بخود میرے سامنے آتا چلا گیا

ایک بات آپ نے ملاحظہ فرمائی ہوگی کہ جو میں بیان کر رہا ہوں یہ قریب خود آپ کو بتاتی ہوگی کہ نہ تو میں نے کسی اور کتاب سے مدد لی۔ نہ بزرگوں کے قول بیان کئے۔ نہ کسی تصنیف کا حوالہ دیا۔ نہ کوئی حکایت بیان کی۔ نہ کسی کی نقل کی۔ نہ اولیاء کرام کی کرامات کا سہارا لیا۔ کیا آپ کو اس تحریر میں ان میں سے کسی بات کا بھی شائبہ تک بھی نظر آیا۔ میرا خیال ہے نہیں۔ ہرگز نہیں۔

ہر چند کہ علم العین جناب سلطان العارفین سلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز کا خاص علم ہے۔ میرے ماں باپ اُن پہ فدا ہوں۔

لیکن حاشا و کلا۔ واللہ۔ یہ علم العین میں نے از خود اُس وقت حاصل کیا جبکہ میں آٹھویں جماعت میں پڑھ رہا تھا۔ ابھی بچہ ہی تھا۔ میں نے سلطان صاحب قدس سرہ کا اُس وقت نام تک بھی نہ سنا تھا۔ میں نے دراصل جوان ہو کر پاکستان میں آ کر کوئٹہ بلوچستان میں سب سے پہلے سلطان العارفین قدس سرہ کا نام مبارک سنا (یہ بھی ایک واقعہ ہے۔ داستان ہے جو کہ سلسلہ تصنیف ۲ اور ۳ میں بتائی جائیگی)۔

سو میں یہ تعریفیہ مجھے عرض نہیں کر رہا ہوں۔ اس بیان سے میری یہ غرض ہے کہ تو ہر راہ سے خود سبق حاصل کرنا سیکھ وہی چیز خود تیری استاد بن جائے گی

کائنات کا ذرّہ ذرّہ بول رہا ہے جانو تو نہ جانو!

اور تو راہ پہ چل نکلے گا۔ آپ کو معلوم نہیں لیکن مجھے مشکل الجھنیں کھول کر بہت لطف آتا ہے۔ میری طبیعت آسان پسند نہیں ہے

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

میں نقشہ ۲ زاویہ نگاہ بلا واسطہ زیرو پوائنٹ کا ذکر کر رہا تھا۔ اس پر توجہ مرکوز کرنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو میں قبل ازیں نقشہ ۱ کے ضمن میں بیان کر آیا ہوں یعنی ورد و وظائف، نفل نوافل، نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر کمرے میں اندھیرا کریں اور صفر درجہ زاویہ پر نگاہ کو مرکوز کر کے پچیس منٹ تصور اسم ذات یا تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیجئے۔ اور ساتھ کے ساتھ نقطۂ زاویہ قائم رکھتے ہوئے ڈوبتے چلے جائیں۔ جب استغراق طاری ہونے لگے گا تو یہ خیالی تصور اسم غائب ہوتا چلا جائے گا۔ اس کو غائب ہونے دیجئے۔ اس کا غائب ہونا استغراق طاری ہونے کی علامت ہے۔ جب مکمل استغراق طاری ہو جائے گا اور پتلی آنکھ کی فضا جو آپ کے سامنے بنے گی صبح صادق کی مانند ہو جائے گی تو یہ درست سمت کی علامت ہو گی۔ بعد ازاں مزید استغراق طاری ہو گا تو حواس خمسہ ظاہری بند ہو جائیں گے اور حواس خمسہ باطنی کھل جائیں گے مگر نقطہ کا زاویہ قائم رہے اور ساتھ ہی ساتھ استغراق بھی بڑھتا چلا جائے۔ یہی وہ وقت عالم غیب میں دخول کا ہو گا۔ اس وقت آپ پر سفید براق لامکانی تجلی اپنی پوری حدت اور شدت کے ساتھ گرے گی۔ جس سے آپ کا دل دماغ انوار اللہ سے پُر اور مملو ہو جائیگا۔

تو اگر استغراق اور زاویۂ نگاہ کے باطنی رشتے سے واقف ہوتا تو تیری پرواز باطنی کبھی کی جاری ہو چکی ہوتی!

آپ کو اپنا جسم بہت بڑا معلوم ہوگا یا کوئی اور نظارہ نظر آئے گا یا کوئی بزرگ یکدم آپ کے سامنے نمودار ہوگا یا آپ کو کوئی ہستی عالم بالا کی سیر کے لیے لے جائیگی یا آپ کا لطیفۂ باطنی بذات خود لامکان یا کسی دوسرے عالم میں لے جائے گا۔ اور آپ وہاں بذات خود چشم باطنی خود نظارہ کریں گے اور آپ کا لطیفۂ باطنی لگا ہے اس عالم کے انوار سے باطن ہو جائے گا۔ یا آپ کا ذکر قلبی یا روحی یا سری خود بخود جاری ہو جائے گا۔ اپنی استعداد کے مطابق آپ کو باطنی نظارے نظر آئیں گے۔ جتنی آپ کی باطنی فہم اور حواس خمسہ باطنی بروئے کار ہونگے اسی کے مطابق آپ کو نظر آئے گا۔ مذکورہ بالا واقعات میں سے جب کوئی واقعہ آپ کو باطن میں پیش آئے تو سمجھ لینا کہ یہ آپکی باطنی زندگی کا پہلا روز ہوگا۔ اور یہ آپ کی پہلی ابتداء ہوگی۔

زاویۂ نگاہ کے کچھ ظاہری اور باطنی خاص الخاص فوائد

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب آپ نماز پڑھ رہے ہوں تو دیگر خیالات، وسواس، خناس وخرطوم کا سلسلہ اپنے اندر جاری رہتا ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو کوئی بھی نماز آپ کو ایسی نہ ملے گی جس میں کوئی نہ کوئی خیال نہ آیا ہو۔

زاویۂ نگاہ کنٹرول نادر ہے سٹیئرنگ ہے، ہینڈل ہے کہ اس سے اپنی روحانی لفٹ کو جہاں چاہو لے جاؤ!

علاوہ ازیں ہم خواہ کوئی کام کر رہے ہوں یا پڑھنے میں مصروف ہوں یا درود و وظائف میں مشغول ہوں تو یہ خیالات کا سلسلہ انسان کے اندر ہمیشہ جاری رہتا ہے چونکہ خیالات بھی باطنی حواس خمسہ کا ایک حصہ ہیں اور حواس خمسہ باطنی کو بھی نہ نیند آتی نہ اونگھ۔ بیٹھے جاگتے ہیں۔ سوتے میں، خواب میں دوران کام۔ دوران مطالعہ۔ دوران نماز خیالات کا تسلسل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

نکتہ: سو ان خیالات کے تسلسل کو توڑنے۔ خیالات کے وسواس کے ہجوم کے سلسلہ کو بند کرنے کا واحد یکتا ذریعہ زاویۂ نگاہ بلاواسطہ ہے۔ خیالات کے طوفان کو بند کرنے کی واحد کلید زاویۂ نگاہ کا اپنے سامنے مرکوز کرنا ہے۔ ۹۰ درجہ زاویہ پہ

جب آپ ۹۰ درجہ زاویہ پہ نظر کو مرکوز کریں گے۔ تو خیالات اور باقی تمام قسم کے فضول احساسات بالکل بند ہو جائیں گے اور آپ یکسو ہو کر نماز پڑھ سکیں گے خواہ سامنے تصور اسم اللہ ذات رکھیں خواہ نگاہ کو سامنے (آنکھیں بند کر کے) مرکوز کر لیں۔ بات ایک ہی ہے۔

(۲)۔ عام حالت میں تو ۹۰ درجہ زاویۂ نگاہ سے مطلب پورا ہو جاتا ہے اگر دیکھو کہ خیالات کا تسلسل اب بھی جاری ہے۔ آپ اپنی آنکھ کی پتلی کو ۹۰ درجہ زاویہ پہ پوری قوت سے مرکوز کر دیں تو خیالات فی الفور بند ہو جائیں گے۔

جس گھوڑے کی لگام آپ کے ہاتھ میں نہیں اُسے آپ اپنی منزلِ مقصود کی طرف کیسے موڑ سکیں گے،

(۳)۔ اوّل تو اور کچھ تدابیر کرنے کی آپ کو ضرورت نہ رہے گی۔ تاہم اگر آپ ضرورت محسوس کریں تو پھر زاویہ نگاہ ۳۰ درجہ پر لے جائیں۔ آنکھیں بند کر کے نگاہ کو اپنے سامنے خلا میں اسم اللہ ذات پر مرکوز کر دیں یا ویسے ہی نظر مرکوز کر دیں تو کتنے ہی خیالات ہوں۔ بند ہو جاتے ہیں اور آرام سے نماز، درود وظائف کر سکیں گے۔
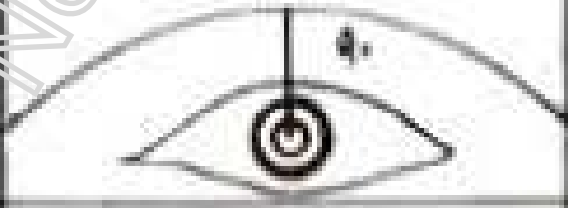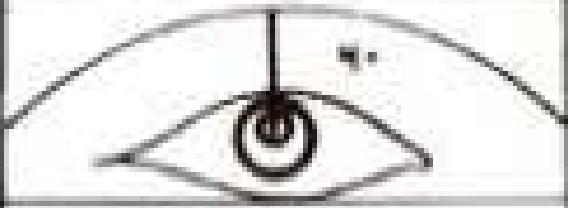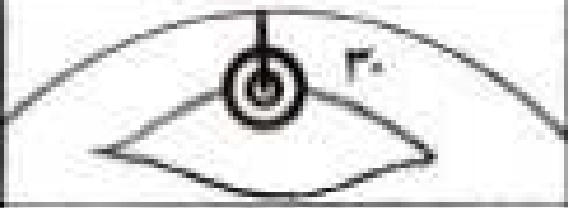
(۴)۔ زاویہ نظر ۲۰ مطابق نقش ۲۰ ہر قسم کے خیالات و خرطوم کو زبردستی بند کر دیتا ہے۔ اور حواس اور زاویہ نظر کو عین دماغ کے وسعت میں مرکوز کر دیں اس طرح ظاہری حواس بالکل کلیتہً معطل ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی ہر قسم کے خیالات خناس و خرطوم کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور ہرگز ہرگز کوئی غیر خیال نہ آنے پائے گا۔

(۵)۔ ارواح خبیثہ۔ خناس و خرطوم و شیاطین خبیثہ کو دور کرنے کا واحد، یکتا اور آخری علاج یہ ہے کہ نقش ۲ کے مطابق آنکھ بند کر کے اور زاویہ نظر کو دسطی دماغ میں مرکوز کر کے مکمل طور پر استغراق حاصل کریں۔ ایسا کرنے سے حواس خمسہ باطنی کھل جائیں گے، اور آپ کی باطنی شخصیت بھی بیدار ہو جائیگی یہ باطنی شخصیت یا باطنی لطیفہ باطن میں پرواز کر کے ہر قسم کی ارواح خبیثہ و شیاطین خبیثہ کا مکمل طور پر استیصال کر دیتا ہے۔ یہ مذکورہ بالا تمام امراض کا آخری، واحد یکتا علاج ہے۔

ایک دیگر رُوحانی خاص الخاص فائدہ:-

یاد رہے کہ جب بمطابق نقش ۱۔ و نقش ۲۔ کے زاویۂ نظر کو قائم کریں گے تو آہستہ آہستہ آپکی باطنی نظر کھل جائیگی اور آپ کو اس وقت ایک ایسا آئینۂ دل مل جائے گا جو کہ ہر قسم کے گناہ سے آپ کو روکے رکھے گا۔ باز رکھے گا۔ اور کیے گئے گناہ پر پشیمانی دلائے گا اور اتنی آہ و زاری کرے گا تا آنکہ وہ گناہ کی آلودگی بالکل دھل کر آئینۂ دل صاف شفاف نہ ہو جائے۔

"زاویۂ نگاہ کا ماحصل":

[illegible]	[illegible]	کیفیت پتلی چشم آنکھ بند کر کے	کیفیت استغراق	متعلقہ عالم
۹۰ ۸۰	۹۰ درجہ زاویہ	۹۰	نیند، خواب جیسا ہلکا استغراق	ناسوت ملکوت
۷۰ ۶۰	۶۰	۶۰	بھاری، گہرا، موت کی مانند استغراق	جبروت لاہوت لامکان
۵۰ ۴۰ ۳۰	۳۰	۳۰	موت سے بھاری گراں ترین استغراق	یاہوت جاہوت
۲۰ ۱۰ ۰	۰	۰	استغراق ماسوا اللہ (یہ کیفیت [illegible])	ہاہوتیت ہوتیت

جمع الجمع نقش زاویۂ نگاہ نمبر (۵)

نکاتِ خاص الخاص:

سب سے پہلے یہ بندۂ حقیر صاحبِ نظر، صاحبِ یافت اور صاحبِ ہیبت بزرگ و برتر ہستیوں سے معذرت خواہ ہے۔ میری جان و مال سب کچھ اُس پہ قربان ہو، اُمید ہے کہ وہ میری جسارت گستاخی کو معاف فرمائیں گے بلکہ اِس حقیر ناچیز کے حق میں دعاء خاص فرمائیں گے۔ ہمیشہ ہر جگہ ہر مقام پہ میرا رُوئے سخن اُن اصحاب سے رہا ہے جو سارے جتن، بے انتہا کوشش، جان توڑ زُہد کے بعد بھی وہیں کے وہیں کھڑے ہیں جہاں کہ پہلے روز کھڑے تھے۔ نہ وہ پیروں اور مُرشدوں سے کچھ راہ پا سکے اور نہ اِن چارہ گروں کا کوئی چارہ چل سکا۔ بے راہ پیر بے راہ مُرید بھٹکے رہنما سے تو کب اُمید رکھ سکتا ہے کہ تجھے کوئی راہ مل سکے۔ کوئی لاکھوں میں کوئی ایک کامل عقل اکمل رہنما ہوتا ہے۔ اور ایسی ہستیاں کسی حُوروش پریلی کی طرح اپنے آپ پہ گمنامی کی چادر اوڑھے ہوئی اور تیری نظر سے پوشیدہ کہیں دُور سو پردوں میں مستور چھپی بیٹھی ہیں۔ میرے بھائی تو انہیں تلاش نہ کر سکے گا۔ تو بھی خاموش ہو کر بیٹھ جا۔ مگر یوں بیٹھ جس طرح اِس تصنیف میں تجھے سمجھایا گیا ہے پھر تو جلدی راہ پائے گا۔ تیری آنکھوں میں بینائی لوٹ آئے گی۔ تیری باطنی آنکھ کھل جائیگی اور تو صاحبِ راز ہو جائے گا۔

ذرا میری طرف منہ کر بھلا مجھے بتا آج تک تجھ سے کسی نے ایسے اسرار کی باتیں کی ہیں جیسی کہ آج میں تجھ سے کر رہا ہوں۔ یقین رکھ یہ اپنی ساری زندگی اِس راستے میں صرف کر کے۔ سمجھ کے کر رہا ہوں پھر تمہارے لیے لکھ رہا ہوں ؎

کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ و رسم منزلہا:

زاویۂ نگاہ آپ کو خلاؤں میں گُم ہونے سے بچالیگا!

ایک اچانک واقعہ: اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ رات کے ساڑھے دس (۱/۲ ۱۰) بجے ہیں۔ اور تاریخ ۱۶ ار- دن جمعرات۔ فروری ۱۹۸۳ء ہے۔ اس وقت ظاہری طور پہ شدید زلزلہ آیا ہوا ہے۔ در و دیوار جنبش کھا رہے ہیں۔ دروازے اور کھڑکیاں آپس میں ٹکرا رہی ہیں۔ کمرے کی ہر چیز پے در پے حرکت میں ہے۔ اور ساتھ ہی گڑ گڑاہٹ گرجدار شور برپا ہے۔ اور میں تیرے لیئے یہ راز کی باتیں لکھ رہا ہوں۔ قلم متواتر چل رہی ہے۔ اور زبان پر کلمۂ توحید جاری ہے۔ میں بھی اور تم بھی اس خدائے وحدہ لاشریک کے بندے ہیں۔ سو ایسے نازک ترین وقت میں میں تجھ سے وہ بات کہہ رہا ہوں جو شاید تجھے کبھی سننی نصیب ہو بھی کہ نہیں۔ چھوڑ اس دُنیا ناپائیدار کو۔ آجا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف چلیں۔ یہ دُنیا چند روزہ ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہم بچے تھے پتہ بھی نہیں لگا کب جوان ہو گئے۔ ایک ہوا کے جھونکے کی طرح جوانی بھی گذر گئی اور آج ۶۰ برس کے بھی ہو گئے۔ اور اب اپنی دُوسری دُنیا میں جانے کے لیئے تیار بیٹھے ہیں۔ ہر گھڑی ہر وقت تیار بیٹھے ہیں

شعر
بہت جانے کو ہیں باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

سو اصلی حقیقی۔ مکمل حقیقت پر مبنی۔ تجھے علم الیقین کے متعلق بتا دیا ہے تو نقشۂ زاویۂ نگاہ کو دوبارہ غور سے پڑھ۔ تیرے لیئے میں نے ان تمام زاویوں کا انتخاب کر دیا ہے جو بہت ہی اہم۔ مؤثر اور تیر بہدف ہیں۔ جنکا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا۔ جو اثر کیئے بغیر نہیں رہتے۔ اور وہ وہ زاویے لکھے ہیں۔ جن کا سر زور

زاویۂ نگاہ تیری باطنی نظر کھولنے کا آخری علاج ہے

مرتبہ میں تجربہ، مشاہدہ، باطنی پرواز کر چکا ہوں۔ اس سے نزدیکی، قریبی، آسان بلا مشقت دُنیا میں اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ یہ دیدار کا راستہ ہے۔ سب سے اوّلیں اور سب سے آخری راستہ ہے۔ حواس خمسہ باطنی کو بیدار کیے بغیر نہ کوئی دنیا نہ کوئی ولی، نہ فقیر، نہ درویش، کوئی وہاں نہیں گیا۔ سب اسی طرح، اسی راستے سے منزل مقصود تک پہنچے ہیں۔ اگر اس کے علاوہ وہاں پہنچنے کا کوئی اور راستہ ہوتا تو وہ بھی تجھے ضرور بتاتا۔ مگر یاد رکھ یہی واحد، یکتا و یگانہ راستہ ہے۔ علم الیقین کا جس کے ذریعے سے تو اپنے اصل تک برق براق کی طرح پہنچ سکتا ہے ؎

پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی
میں نے تو کیا پردۂ اسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرضِ کور نگاہی!

استغراق سے متعلق کچھ ضروری ہدایات

؎ حدیث بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو!
نہ کر خاراشگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا

تیرے متوجہ ہو کر بیٹھنے کے لیے چند ضروری اُمور ہیں جو آپ کو وقتاً فوقتاً پیش آسکتے ہیں۔ مبتدی نو آموز کو رات کو متوجہ ہونا زیادہ مفید رہیگا۔

خوب خوب یاد رکھو! زاویہ نگاہ، استغراق تام لازم و ملزوم ہیں!

کمرے میں اندھیرا چاہیئے۔ تمام نگاہ کے زاویوں کا بغور مطالعہ کرلیں، لیکن مبتدی کے لیئے میرا مشورہ یہی ہے کہ سب سے پہلے وہ زاویہ ۹۰ درجہ، زاویہ ۹۰ درجہ پر کم از کم ۶ ماہ صرف کرے (یہ عرصہ مشق کا ہے مشاہدہ کا نہیں، مشاہدہ تو انشاءاللہ بہت اصحاب کا پہلے ہی روز ہوگیا تھا) میں نے پہلے بتایا تھا کہ یہ اُدھار مزدوری نہیں نقد مزدوری ہے۔ مشاہدہ کھلنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔ کئی لوگوں کا دُوسرے تیسرے روز کھل گیا۔ کسی کا ہفتہ بعد کھل گیا مگر ان میں اکثریت اُن لوگوں کی ہے جن کا مشاہدہ پہلے ہی روز کھل گیا۔ جو نہایت ہی کُند ذہن تھے اُن کا ۳ ماہ سے لے کر ۶ تک کھل گیا۔ میری ساری زندگی میں صرف ایک آدمی ایسا بھی نکلا جس کا آج تک نہیں کھلا۔ مطلب یہ کہ وہ نہ میری بات سمجھ سکا۔ نہ خود اپنے آپ ہی کو سمجھ سکا۔

میرے اردگرد کے تمام دوستوں، بھائیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو جاگتے جاگتے، بیٹھے بیٹھے باطن میں نہ دیکھ سکتا ہو۔ جو دیندار ہیں انہوں نے بھی دیکھا، جو ان میں سے دُنیادار ہیں انہوں نے بھی دیکھا اور اب بھی ماشاءاللہ دیکھ رہے ہیں۔ اور ان میں بہت دوست ایسے ہیں کہ جو باطن میں دُور تک عروج کر گئے ہیں۔ سو میں عرض کر رہا تھا زاویۂ نگاہ کے متعلق جو کہ آپ کیلئے نہایت موزوں ہوگا (مبتدی کیلئے) عشاء کی نماز کے بعد درود و وظائف کے بعد فارغ ہوکر کمرے میں اندھیرا کر کے آنکھیں بند کر لیجئے۔ اپنے سر اور منہ کو جھکائیں نہیں۔ بلکہ

حواس خمسہ باطنی، استغراق تام، زاویہ نگاہ تینوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا:

متوازی رکھیں۔ سامنے کی طرف عام حالت میں چند منٹ تصور اسم اللہ ذات پھر چند منٹ تصور اسم محمدؐ کیجئے۔ یہ تصور بالکل سیدھے زاویہ نقش ۱ کے مطابق آنکھیں بند کرکے کیجئے اور ساتھ ہی ساتھ ڈوبتے بھی جائیں یعنی آپ پر استغراق کچھ بڑھ جائے تو ظاہر ہے استغراق گہرا ہونے کی وجہ سے آپ کا خیالی تصور اسم بھی غائب ہوتا جائے گا۔ اس کو غائب ہونے دیجئے چونکہ یہ استغراق کے ٹھیک سمت میں گہرا ہونے کی علامت ہے۔ ایسی حالت جب ہو جائے تو پھر اپنی نظر کو ذرا اور اوپر اٹھائیں۔ آنکھیں بند ہی رہیں۔ اب آپ کی نظر ۶۰ درجہ زاویہ پر ہوگی یعنی ۶۰ درجہ زاویہ میں آپ کی نظر اپنے دونوں ابروؤں کے درمیان سے گزر رہی ہوگی۔ ۶۰ درجہ زاویہ پر آپ کی حالت استغراق اور بڑھ جائے گی۔ آپ کو ایسا معلوم دے گا جیسے نہ میں سو رہا ہوں اور نہ جاگ رہا ہوں لا محالہ بوجہ استغراق آپ کو اپنے سامنے اندھیرا ہی نظر آئے گا۔ آپ اندھیرے میں ہی نظر کو خوب متوجہ ہو کر گاڑے رکھیں۔ مرکوز رکھیں۔ اب اس وقت آپکے حواس خمسہ ظاہری نصف سے زیادہ سو چکے ہوں گے۔ پس یہ حالت آپ کے حواس خمسہ باطنی کے کھلنے کا وقت ہوگا۔

اب اندھیرا کچھ کچھ چھٹتا چلا جائے گا تو سمجھئے کہ آپ صحیح سمت میں جا رہے ہیں۔ اس وقت آپ کے حواس خمسہ باطنی مکمل طور پر جاگ چکے ہونگے اور حواس خمسہ ظاہری مکمل طور پر بند ہوں گے۔ پس یہ مشاہدہ جاری ہونے کا

ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں!

وقت ہوگا۔ ایسے وقت میں آپ پر ایک سفید براق تیز تجلّی کا شعلہ پڑے گا اور آپ لرز کر آنکھیں کھول دیں گے۔ آپ دیکھیں گے ادھر اُدھر یہ اتنی تیز روشنی کس نے مجھ پر ڈالی ہے۔ سو ادھر اُدھر بے شک نہ دیکھئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر صفاتی یا اسمائی یا رُوحی تجلّی پڑی ہوگی۔ سو یہ مُبتدی کی باطنی زندگی کا پہلا دن ہوگا۔ اگر ایسا ہُوا تو آپ کو مُبارک ہو۔ اس وقت یہ حقیر بندہ آپ کو ضرور یاد آئیگا۔ پھر ساری عمر آپ مجھے نہ بُھول سکیں گے۔ پھر آپ کو غائبانہ مجھ سے محبت ہو جائے گی۔ سو ایسی حالت میں مجھے آپ سے کسی چیز کی ضرورت نہ ہوگی سوائے ایک چیز کے۔ کہ رات کو سوتے وقت ایک دفعہ دُرود پاک ایک دفعہ الحمد شریف ۳ دفعہ قل ہُو اللہ پھر ایک دفعہ دُرود پاک پڑھ کر پہلے حضور رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پھر صحابہ کرام پھر شہیدان کربلا و شہیدان اسلام اور کل اولیاء کرام پھر سات سلطان الفقراء پھر مرشدی و مولائی حضرت فقیر نور محمد قدس سرّہٗ کو بخش کر سب سے آخر میں مجھے میرے نام پر (ڈاکٹر نور محمد سروری) کو بخش دینا۔ آپ کی طرف سے میرے لئے آپ کا یہ سب سے بڑا تحفہ ہُوا کریگا۔ باقی سب کچھ آپ کو مُبارک ہو۔

یہ تو تھی تجلّی کی بات۔ لیکن سب لوگوں سے یکساں حالات پیش نہیں آیا کرتے۔ اسلئے مشاہدہ بھی جُداگانہ ہوتا ہے۔ وَاللہُ المستعان کے بھی یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے انوار صفاتی۔ اسمائی۔ آثاری حالت میں بندے پر اُس صفت سے جلوہ گر ہوتے ہیں جس صفت سے کہ بندہ اسے موصوف کرتا ہے (یاد کرتا

لیکن تیری اپنی نظر جو اس خمسہ استغراق وزاویہ نگاہ

ہے، وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ کے یہی معنیٰ ہیں۔ اس لئے یا تو آپ پر ان میں سے کوئی تجلی نمودار ہو گی یا آپ پر کوئی مشاہدہ کھلے گا یا آپ کسی کو سامنے نمودار پائیں گے یا باطنی عالموں میں سے کسی عالم کی سیر کریں گے۔ یا آپ کا باطنی، نفسی، قلبی، رُوحی، سِری لطیفہ کا ذکر خود بخود بغیر ارادے کے جاری ہو جائیگا۔ اس وقت آپ پر علم الیقین کی صداقت بمع اس کے لوازمات کے کھل جائیگی۔ گو اس وقت میں دوسرے جہان میں قیام پذیر ہوں گا۔ لیکن آپ اس بندہ کو دُعائیں ضرور دیں گے مت بھولیے۔ آپ کی دُعائیں انشاء اللہ مجھ تک پہنچیں گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو یہ بندہ بھی آپ تک باطن میں پہنچیگا۔ بیقرار نہ ہونا۔ میری دُعائیں آپ کے شامل رہیں گی۔

نکتہ: جب آپ ۹۰ درجہ زاویہ پر نگاہ مرکوز کریں گے تو اول اول مبتدی نو آموز ہونے کی وجہ سے آپ کی پیشانی پر کچھ کچھ بوجھ پڑے گا۔ لیکن پھر جب آپ ۹۰ درجہ زاویہ پر آنکھیں بند کر کے لے جائیں گے تو آپ کی نظر کے سامنے ایک وسیع فضا قائم ہو جائیگی۔ تو پھر یہ بوجھ خود بخود ختم ہو جائیگا بلکہ پھر اس بیخودی کے عالم میں آپ کو ایک لطف، ایک لذت محسوس ہوگی پھر ایک دفعہ پہلی بار آپ کچھ کچھ دیکھ لیں گے تو آپ کا ذوق شوق بے انتہا بڑھ جائیگا۔

ابھی چند روز کی بات ہے کہ میں فیصل آباد گیا۔ اپنے بزرگوار جانی جان کے پاس اور اپنے سگے بھتیجے اشتیاق احمد طارق کے پاس۔ گو طارق بی اے، ایم اے ہے مگر رُوحانی علم سے قطعاً ناواقف ہے۔ اس حقیر بندہ نے چاہا کہ خدا نے

کیا تو اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونا نہیں چاہتا

بھی باطنی آنکھیں عطا فرما دے۔ سو میں نے طارق کو چند باتیں بتائیں جو کہ میں آپ کو بھی بتا رہا ہوں۔ بتا کے آ گیا اپنے گھر واپس۔ اب چند روز ہوئے طارق نے مجھے خط لکھا کہ چچا جان جب پہلے روز میں بتائے ہوئے طریقہ سے متوجہ ہو کر رات کو بیٹھا تو پہلے ہی روز آپ میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ آپ کی صورت میرے سامنے باطن میں بالکل عیاں طور پر آ کھڑی ہوئی۔ پھر دوسرے روز کچھ اور نظر آیا۔ پھر پانچویں چھٹے روز کچھ اور مشاہدے باطن میں دیکھے بیٹھے بیٹھے۔ اب طارق عرض کر رہا ہے کہ اب میرا دل مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں باطنی طور پر جانے کو چاہتا ہے۔ سو بلّہ میری یہ بات سنانے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ آپ تعریف و ستائش فرمائیں۔ فخر و مباہات ہمارے دل میں ہرگز ہرگز جگہ نہیں پا سکتے۔ الا یہ کہ یہ بات صرف آپ کو افزونیٔ یقین کے لیے سنا رہا ہوں تاکہ آپ بھی کمربستہ، باہمت، ہوشیار، آمادہ بذکرِ الٰہی ہو جائیں۔ ذرا میری طرف رُخ کیجئے۔ ذرا بتانا طارق کو کتنے روز باطنی طور پہ مشاہدہ کرنے میں لگے۔ اسی لیے میں غلط نہیں عرض کر رہا کہ یہ راستہ، علم العین محبوب بے مشقت ہے۔ اور راز بے ریاضت ہے کہ

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

کے مصداق۔ بس ذرا آپ کے شوق کی ضرورت ہے۔ ذرا متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ طریقہ آتا ہو تو باطنی آنکھیں کھلنے میں دیر نہیں لگتی۔ اور یہی علم العین کی خوبی ہے۔ اگر یہ خوبی اس میں نہ ہوتی تو ؎

خدائی اہتمام خشک و تر ہے ✿ خداوندا! خدائی دردِ سر ہے
ولیکن بندگی استغفر اللہ ✿ یہ دردِ سر نہیں دردِ جگر ہے

انتباہ: خبردار!

جب آپ کے حواسِ خمسہ باطنی کھل جائیں گے۔ اور جب آپ کی باطنی پرواز جاری ہو جائیگی۔ اور آپ کے اندر ایک آئینۂ دل پیدا ہو جائے گا تو جو کچھ اچھا بُرا آپ کیا کریں گے وہ رات کو اس آئینۂ دل میں دیکھ لیا کریں گے گناہ کرو گے تو آپ کا اندر آپ کا ضمیر واضح طور پر آپ کو پشیمانی دلائے گا۔ اور اور اس قدر آپ کو پشیمانی دلائے گا تاآنکہ یہ گناہ کی آلودگی دُھل کر آئینہ صاف نہ ہو جائے۔ سو اچھی تربیت آپ باطن میں دن بدن عروج کرتے چلے جائیں گے حتیٰ کہ ایک دن ایسا آئے گا آپ اپنے حقیقی، اصلی، اصل ماخذ تک پہنچ جائیں گے اسی جہان کے اندر رہتے ہوئے! اسی زندگی میں آپ کا نصب العین پورا ہو جائیگا اور خاتمہ بالخیر ہو جائے گا۔

لیکن:۔ جسطرح باطن میں عروج کی باتیں سو فیصد درست ہیں اسی طرح یہ بات جو ابھی بیان کرنیوالا ہوں یہ بھی سو فیصد درست ہے۔ وہ یہ کہ اگر آپ گناہ سے پھر بھی باز نہ آئے تو پھر آپ کی ضمیر گناہ کے بوجھ تلے دب کر رہ جائے گی یا یوں سمجھو کہ آپ کا لطیفۂ باطنی تو بے چارہ کوشاں ہے کہ عروج کرے مگر آپ کے کردار اسے زبردستی گناہ پر مائل کر کے دبا دیں گے اور ایک ایسا دھواں اس آئینہ پر جم جائے گا جو اسے سیاہ کر دے گا۔ ایک اور لطف کی بات سُنیئے۔ صاحبِ پروازِ باطنی آپ پھر بھی رہیں گے۔ ترقی آپ پھر بھی کریں گے لیکن یہ ترقی، یہ پرواز معکوس ہوگی۔ یعنی یہ ترقی عروج کی نہیں ہے۔ ہوگی بلکہ الٹی نیچے کی طرف ہوگی اور آپ گرتے گرتے اسفل السافلین میں جا گریں گے پھر آپ کو بجائے پاک ارواح، مسلمان جنات اور ملائکہ کے ارواح

علمِ دعوت کیلئے بھی علم الیقین کی سخت ضرورت ہے

خبیثہ کو باطن میں دیکھا کریں گے اور آپ کا سینہ آماجگاہِ شیاطین بن جائیگا جس میں خناس۔ وسواس۔ خرطوم۔ ارواح خبیثہ۔ کافر جنات۔ شیاطین اپنا ڈیرہ جمائیں گے اور تو ایک مکمل شیطان کا ماڈل (نمونہ) بن جائیگا۔ سو آنکھیں کھول کر چل۔ تو جزا و سزا سے نہ بچ سکے گا۔ میرا بھی حساب کتاب ہوگا اور تیرا بھی۔ تجھ پر بھی ظاہری موت واقع ہوگی اور مجھ پر بھی۔ مجھے بھی حشر کے روز قطار میں کھڑا کیا جائیگا اور تجھے بھی۔ کیا خیال ہے اُس وقت تیرا اور میرا سامنا ہوگا کہ نہیں قرآن پاک شاہد ہے تیرا اور میرا اُس وقت ضرور آمنا سامنا ہوگا۔ ہم آپس میں یہی باتیں دہرائیں گے جو کہ اب بیان کی جارہی ہیں۔ اسلیئے تو بھی مجھے نصیحت کر اور میں بھی تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیں ان گری ہوئی باتوں سے آئندہ اس ظاہری زندگی میں بچنا ہوگا۔ عورت۔ (نفس و ہوا)۔ دولت کا زیادہ لالچ، ہوس پرستی یہ سب کچھ ان بیماریوں میں شامل ہے۔ عورت ان میں سرفہرست ہے۔ دوئم درجہ پر حرص و ہوس دولت ہے۔ خواہ کوئی پیر ہو خواہ مرید یہ چیزیں سب کو لے ڈوبتی ہیں۔ ہم نے پیروں کے بھی حشر دیکھے ہیں اور مریدوں کے بھی۔ تو بھی ہوشیار رہ اور میں بھی چوکس ہوں ؂

میرے کدو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب

نہ مدرسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے

اسلیئے ساری عمر بیدار رہ۔ ہوشیار باش۔ زندہ و پائندہ باش۔ کیا اُس کا عشق کافی نہیں جس کی مانند دُنیا میں کوئی بھی نہیں اُس کا عشق کافی نہیں جو بے مثل اور بے مثال ہے۔

حواس خمسہ ظاہری بند ہوئے بغیر حواس خمسہ باطنی نہیں کھلتے

*

آہ: اگر تو سمجھے وُہ تو سب سے بہتر سب سے اچھا سب سے خوبصورت محبوب ہے۔ تو فانی، ناپائیدار، لمحہ بہ لمحہ زوال پذیر محبوبوں کو لیکر کیا کریگا۔

ایک اور بات یاد رکھئے کہ زیادہ سونے کے بعد مُبتدی استغراق حاصل نہیں کر سکتا۔ چونکہ استغراق ظاہری حواس خمسہ کے بند کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسلئے آپ پہلے ہی زیادہ سو لیں گے تو آپ کی آنکھیں بند تو ہوں گی مگر آپ بیداری کی طرف مائل رہیں گے لہٰذا مُبتدی جلدی مستغرق نہ ہو سکے گا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ مستغرق ہونے کے لئے متوجہ ہو کر بیٹھے مگر طبیعت اُچاٹ سی رہی۔ بار بار متوجہ ہونے کی کوشش کی مگر متوجہ ہونے کو دل نہ چاہا تو ایسی حالت میں ورود وظائف شروع کر دیں چند منٹ کے لیئے۔ پھر بالکل خاموشی اختیار کر کے دوبارہ متوجہ ہوں تو ایسا کرنے سے آپ مستغرق ہو سکیں گے۔

اگر دل اپنے آپ سے یا خیالات کے ذریعے باتیں کرنے لگ جاتا ہے یا آپ دل ہی دل میں کچھ سوچنے لگ جاتے ہیں غیر ارادی طور پہ تو ایسی حالتیں بھی مراقبہ جاری نہ ہوگا اور مستغرق نہ ہو سکیں گے۔ خیالات اور دل کی باتیں بند کرنے کا واحد علاج یہ ہے کہ آپ زاویۂ نگاہ پر توجہ سے مکمل یکجہتی سے ۹۰ درجہ یا ۶۰ درجہ پر جما دیں۔ جب تک آپ نظر کو مصروف کار نہ کریں گے تو خیالات لامحالہ جاری رہیں گے۔ چونکہ خیال بھی ایک باطنی حواس خمسہ کا جز ہے اور خیال باطنی بھی نہ سوتا ہے نہ اُونگھتا ہے اسلئے جب تک آپ خیال کو مصروف

کار نہیں کریں گے تو یہ خیال کی قوت کسی دوسری خیالی باتوں کی طرف مائل رہے گی لہٰذا اس کو آپ ایک خاص زاویہ پر بذاتِ خود مصروفِ کار کر دیں تو یہی خیال پھر دوسری باتیں کرنی چھوڑ دیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ بیٹھے تو استغراق حاصل کرنے کے لیے ہیں مگر طبیعت نیند کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور آپ کو نیند کا جھونکا آبھی جاتا ہے۔ ایسی حالت میں آپ آنکھیں کھول دیں پھر دوبارہ آنکھیں بند کر کے نظر کا زاویہ قائم کریں۔ اگر پھر بھی نیند آئے تو پھر آنکھیں کھول دیں اور دوبارہ پھر زاویہ قائم کر کے متوجہ ہوں تو ایسا کرنے سے آپ استغراق حاصل کر ہی لیں گے۔

نکتہ: جو بیخودی کے ساتھ ساتھ نظر کا زاویہ بھی قائم رکھنا جان گیا۔ تو سمجھ لیجئے کہ وہ استغراق حاصل کرنے پر قادر ہو گیا۔ باطنی پرواز کیلئے یہ سب سے بڑا نکتہ ہے کہ جس نے حالتِ بیخودگی 'حالتِ غیبت' حالت بیخودی میں نظر کا زاویہ بھی قائم رکھنے پر کنٹرول حاصل کر لیا تو گویا اُس کو **باطنی پرواز کی کلید حاصل ہو گئی۔**

ایک سب سے اہم بات: یہ ہے کہ آپ ۶۰ درجہ زاویۂ نگاہ پر نظریں جمائیں تو پیشانی پر زور مت دیجئے بلکہ پیشانی کے سامنے والی فضا میں نظریں گاڑ دیں (۶۰ درجہ زاویہ پہ) ایسا کرنے سے آپ کی پیشانی کا بوجھ بالکل ہلکا پھلکا ہو جائے گا اور آپ کی پیشانی کے سامنے اندھیرے اور روشنی سے مل کر ایک نئی فضا قائم ہو گی جسے چھٹ پٹا یا صبح صادق کا منظر کہتے ہیں۔ پھر جب یہ فضا قائم ہو جائے تو مزید استغراق میں جائیے یعنی مزید ڈوبتے جائیں حتیٰ کہ مکمل استغراق طاری ہو جائے۔ **پس یہی وقت مشاہدہ کھلنے کی کلید ہے۔**

باطنی بیداری کا ایک مسلمہ اصول

حواس خمسہ ظاہری	کیفیت	حواس خمسہ باطنی
پہلے بیداری (ظاہری)	پھر استغراق (نیم)	پھر بیداری (باطنی)
پہلے ہوش (ظاہری)	پھر بے ہوشی (غیر معینہ نگاہ)	پھر ہوش (باطنی)
پہلے تصور اسم اللہ (ظاہری)	پھر استغراق (خیالی تصور غائب)	پھر اسم اللہ روشن (باطنی)
پہلے خیال و تصور (ظاہری خیالی)	پھر غرق فی الذات (خیالی خیال و تصور غائب)	مشاہدۂ عوالم (باطنی) پرواز
پہلے عالم آفاق (ظاہری)	پھر غیبت تام (آفاق غائب)	پھر عالم انفس غیبی (باطنی)
فنا (وجودی ظاہری)	فنا فی اللہ (باطنی)	بقا باللہ (باطنی)

"نقش نمبر ۶"

تین نکات آپکو فیل یا پاس کرسکتے ہیں

ان تین اہم ترین نکات کو اگر آپ سمجھ گئے تو پاس ورنہ فیل۔

(۱) ۔ استغراق

(۲) ۔ زاویۂ نگاہ

(۳) ۔ بذریعہ زاویۂ نگاہ پیشانی کے سامنے جو فضا قائم ہوگی اس فضا کی وسعت کو اپنا نشیمن، اپنا مسکن بنالیں۔

پہلے دونوں نمبروں کو وضاحت سے بیان کردیا گیا ہے۔ سب سے اہم ترین نکتہ ۳ ہے۔ اس پر دوبارہ غور فرمالیں۔ جب آپ کی نگاہ ۶۰ درجہ زاویہ کے ذریعے دونوں ابروؤں کے درمیان سے گزر کر پیشانی کے سامنے ایک فضا قائم کریگی تو بڑی وسعت اختیار کرجاتی ہے۔ سو اس وسیع فضا کو تنگی کی طرف نہ لائیے۔

پھر آپ اپنی نظر نہ سکیڑیں بلکہ اس وسیع فضا میں کھو جائیں۔ اس فضا کو اپنا نشیمن بنالیں۔ اس فضا کو اپنا مسکن بنالیں۔ پھر آپ پر استغراق در استغراق طاری ہوگا۔ پس یہ استغراق در استغراق ہی باطنی پرواز، باطنی مشاہدات باطنی سیر، باطنی اسم اللہ ذات کے تاباں ہونے کا منبع ہے۔ ماخذ ہے کلید ہے۔

نوٹ: پہلے پہل مشاہدہ ایک لمحہ کے لیے یکدم ہوا کرے گا۔ پھر نظر کو قائم کروگے پھر یکدم تجلی یا مشاہدہ ایک لمحہ کے لئے ہوگا۔ پہلے پہل لمبے مشاہدات نہیں ہوا کرتے۔ لیکن یہ ایک لمحہ کا مشاہدہ بھی آپ کو بالکل سیر، بھرپور کردیا کرے گا۔ اسی ایک لمحہ کے نظارے آپکے شوق کو بالکل

پورا سیر کر دیا کریں گے۔ جوں جوں بعد ازاں آپ کے حواس باطنی بالغ ہوتے جائیں گے تو باطنی پروازیں بڑھتی جائیں گی۔

آپ کی باطنی نظر کتنی دیر میں کھل سکتی ہے

آج اس وقت موسم کی طویل خشک سالی کے بعد آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں۔ بوندا باندی ہو رہی ہے۔ لوگ بارانِ رحمت سے خوش ہو رہے ہیں اور آج میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ تیری باطنی نظر کی کھیتی خشک ہو رہی ہے اس پر مدتوں سے کوئی فیض وفضل کی بارش نہیں ہوئی۔ اور تو آبِ رحمت کی ایک ایک بوند کو ترس رہا ہے۔ آج میں تجھے بتاؤں کہ تیرے دل کی خشک کھیتی کیسے سیراب ہو سکتی ہے اور کتنی دیر میں سیراب ہو سکتی ہے۔ یہ تیری اپنی کوتاہ نظری ہے کہ بادل دور نہیں۔ نہ بارش میں دیر ہے۔ بارش کو نہ ڈھونڈو بارش کا انتظار نہ کر۔ بارش تو کسی اور کے اختیار میں ہے۔ ایک کنواں لگا لیتے ہیں۔ کنواں کیا ایک ٹیوب ویل لگا دیتے ہیں۔ پھر جتنا چاہے اپنی قلب و روح کی کھیتی کو سیراب کر لیا کرنا۔ پھر اس اُجڑے ہوئے گلشن میں پھر سے بہار آ جائے گی ہمیشہ کی بہار۔ سدا بہار۔

یہ سبق آموز بات ہے۔ اسے ذرا غور سے سُن: تجھے ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ اگر سننے والے کان ہیں تو غور سے سُن لے! یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے کہ ہمارے ہاں کی ایک غلہ منڈی کے صحن میں بیٹھا تھا۔ گندم کی فصل کا موسم تھا۔ منڈی میں جگہ بہ جگہ گندم کی بڑی اونچی اونچی ڈھائیں لگی ہوئی تھیں جن کی اونچائی ۲۰، ۲۵ فٹ بلند تھی۔ ان بلند گندم کی بوریوں کی ڈھانکوں پر ایک ڈھیر کے اوپر ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ نیچے ساتھ ہی فرش پر میز کرسی پر میں اور ایک اور

زاویۂ نگاہ بلاواسطہ استغراق کی کلید ہے

آدمی بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ میں اس آدمی کو جس کا نام ہدایت اللہ ہے زاویۂ نظر درجہ ۹۰ اور درجہ زاویۂ نگاہ ۹۰ کے متعلق بتا رہا تھا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرنے کے تمام مختلف طریقے سمجھا رہا تھا۔ بہت کچھ سمجھایا لیکن اسکو جسے میں سمجھا رہا تھا شاید کچھ عمل کیا بھی کہ نہیں مگر ...... خیر محفل برخاست ہوگئی۔ دُوسرے روز وُہی لڑکا جو گندم کی بوریوں کی دھانکوں پر بیٹھا تھا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کل رات جو کچھ آپ اس آدمی کو سمجھا رہے تھے وُہ سب کچھ میں بھی سُن رہا تھا۔ لیکن مجھے اس لڑکے کے متعلق کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ چونکہ میری پُشت اس لڑکے کی طرف اور مُنہ ہدایت اللہ صاحب کی طرف۔ میں نے اُس سے کہا ٹھیک ہے۔ آپ اب میرے پاس کیوں آئے ہیں۔ وُہ کہنے لگا کہ جو کچھ آپ نے اُنکو اُسے بتایا وُہ سب کچھ میں نے بہت غور سے سُنا اور وہاں سے اُٹھتے ہی گھر جا کر اُسی طرح بیٹھ گیا۔ اور اُسی زاویہ پر اپنی نظر جمائی اور آہستہ آہستہ استغراق مجھ پر طاری ہوتا گیا۔ تصوّر اسم اللہ بھی غائب ہوگیا اور مجھے کچھ خبر نہ رہی کہ میں کتنی گہرائی میں ڈوب گیا ہوں۔ معاً ایک تجلی برق بُراق سے بھی تیز تر میری پیشانی اور آنکھوں پر پڑی اور ایک جُھرجُھری کے ساتھ میری آنکھیں کُھل گئیں۔ یہ باطنی زندگی کا اُس کا پہلا روز تھا۔ پھر وُہ میرے قریب آگیا۔ دُوسری رات پھر بیٹھا۔ جب حواس باطنی کی والی ڈگری پر پہنچے تو پھر تجلی بڑی شدومد کے ساتھ پڑی۔ علی ھٰذا القیاس۔ پھر ہر روز نظارے باطنی شروع ہوگئے۔ بعدازاں اُس کا قلب ظاہراً جہراً اسم اللہ ذات سے جاری ہوگیا۔ پھر اس کے بعد ہزاروں غیب کی باتیں اس پر عیاں ہوئیں۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اُس کا نام محمد رفیق ہے۔ محنت مزدوری کرتا تھا پھر بندہ نے

آپکی نظر کا جلد یا بدیر کھلنا استغراق کی گہرائی پر منحصر ہے

اسے بنی سکول میں بطور چوکیدار ملازم کروادیا۔ اور اب تک وہیں ملازم ہے۔ دن بدن باطن میں عروج پر جارہا ہے۔ ذرا غور فرمائیے۔ کتنے دن۔ کتنے ماہ۔ کتنے سال اسکی نظر کھلنے میں لگے۔ صرف ایک رات فقط ایک شب اور صرف نصف گھنٹہ۔ پس ناامید نہ ہوجائیے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل بہت وسیع ہے۔ آپکی نظر باطنی کا جلد یا بدیر کھلنا آپکے استغراق کی کمی بیشی پر منحصر ہے جتنا زیادہ گہرا ڈوبتے جاؤگے اتنی ہی جلد آپکی باطنی آنکھ کھلے گی۔ بشرطیکہ آپ زاویۂ نگاہ کو بھی قائم رکھ سکیں چونکہ مختلف زاویوں پر مختلف قسم کا استغراق طاری ہوتا ہے۔ آپکی نیت، استغراق، بیخودی اسی کے ساتھ منسلک ہونی چاہیئے۔ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہوں گی۔

مثلاً: میرے ایک دیرینہ دوست جناب سلطان احمد صاحب ہیں میں ۱۹۲۱ء کے قریب ان کے ہاں وارد ہوا تو وہ اس علم سے نابلد تھے۔ اس وقت ظاہر میں نہ کوئی میرا رہنما تھا نہ ان کا۔ لیکن اس وقت بھی جو کچھ بھی قبل ازیں تصنیف ہذا میں لکھ آیا ہوں اس سب کچھ سے کماحقہٗ واقف تھا۔ چنانچہ وہ میرے قریب آتے گئے تو ایک روز میں نے انہیں علم الیقین کے کچھ راز بتائے۔ دین اور نفل نوافل نماز روزہ کیطرف وہ پہلے ہی مائل تھے لیکن علم تصوف سے غافل تھے۔ لاعلم تھے۔ چنانچہ انہوں نے میری باتیں بڑے غور سے سنیں تو اسی رات عمل بھی شروع کردیا۔ جب وہ پہلی رات میرے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذوق شوق سے متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھے تو بہت جلد بذریعہ زاویۂ نگاہ استغراق میں ڈوب گئے معاً ایک تجلی برق سے بھی تیز تر ان کی آنکھوں پر پڑی تو لرز کر فوراً انکی بند آنکھیں کھل گئیں۔ انہوں نے شاید محسوس کیا کہ کسی نے بیٹری سے ان پر لائٹ ماری ہے لیکن درحقیقت ایسا نہ تھا۔ وہ مخلوق تجلی تھی جو لطیفۂ قلب سے تعلق رکھتی تھی پھر

استغراق بغیر زاویۂ نگاہ کے نیند ہوئی استغراق نہیں

دُوسرے روز بیٹھے تو جب استغراق اور زاویۂ نگاہ اُسی ڈگری پر پہنچا تو پہلے سے بھی تیز تر تجلی چمکی۔ اب وُہ سمجھ گئے کہ یہ معاملہ باطنی ہے ظاہر کا نہیں پھر اسکے بعد انہوں نے بہت کچھ دیکھا اور اب بھی دیکھتے ہیں۔ اُن کے مکمل حالات تصنیف ۳ میں ملاحظہ فرمائیں وُہ باطن میں بہت دُور تک پہنچ چکے ہیں۔ پھر بندہ نے اُنہیں حضرت فقیر نور محمد صاحب کلاچوی قدس سرہٗ کا مُرید کروا دیا اور بندہ خود درمیان سے صاف بچ نکلا

معمۂ "نظر" "نگاہ" "حاضر" "آگاہ"

جناب سُلطان العارفین قدس سرہٗ نے اکثر اپنی تصانیف میں نظر نگاہ و حاضر آگاہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جنکی تفسیر کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ چُونکہ یہ تصنیف زیر نظر انہی لاینحل معموں کو کھولنے کیلئے تصنیف کی گئی ہے۔ لہٰذا تشنہ لب طالبوں کے لئے شاید یہ آب حیات ثابت ہو۔ لیجئے تفسیر ملاحظہ فرمائیے: اور یہ کتاب کے آخر میں بندہ اُس وقت بیان کر رہا ہے جبکہ آپ قبل ازیں باطنی پرواز کے تمام مراحل، تمام مراحل علم العین سمجھ چکے ہیں۔ پس جب آپ پچھلے مراحل سے گزر کر اور اُن پر عمل کر کے اپنی باطنی پرواز اور باطنی آنکھ وا کر چکے ہونگے تو اب مذکورہ بالا قول کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اسے بھی سمجھ لیجئے۔

(۱) **نظر نگاہ:** باطن میں باطنی نظر کھلنے کے بعد مشاہدات حاصل ہونے کے دو طریقے، دو مراحل، دو منازل ہیں۔ چنانچہ اگر آپ کسی مقام پر باطن میں پہنچنا چاہیں تو اس کے بھی دو طریقے ہیں یا تو وہ مقام یا وُہ چیز بالکل آپکے رُو برو آجائے (۲) یا آپ بذات خود اُس مقام پر پہنچ جائیں جہاں کا آپ مشاہدہ کرنا چاہتے ہوں۔

"ناظر نگاہ؛ حاضر آگاہ"

مثلاً آپ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ تو اب یا تو بیت اللہ شریف آپ کے رُوبرو آجائے تو بھی زیارت ہو گئی۔ یا پھر آپ بذاتِ خود باطن میں بیت اللہ شریف پہنچ جائیں تو بھی زیارت ہو گئی۔

مثالِ دیگر: مثلاً آپ کسی قبر پر گئے ہیں۔ آپ نے دعوت پڑھی۔ تو اب ایسی حالتیں اگر رُوحانی آپ کے پاس باطن میں حاضر ہو گیا تو بھی آپ کا کام پورا ہو گیا۔ مطلب حل ہو گیا۔ (۲) لیکن اگر رُوحانی آپ کے پاس باوجود دعوت پڑھنے کے حاضر نہیں ہوا تو پھر آپ کیا کریں گے؟ تو پھر آپ کو یہ کچھ کرنا ہو گا کہ پہلے آپ استغراق تام حاصل کریں گے۔ پھر بذریعہ پرواز باطنی آپ کو رُوحانی کے عالم برزخ میں داخل ہونا ہو گا۔ تو پھر آپ رُوحانی سے ہمکلام ہو سکیں گے۔

سو رُوحانی یا کسی بھی چیز کے حاضر کرنے کا نام **"حاضر آگاہ"** ہے۔ اور خود رُوحانی کے برزخ میں داخل ہو کر رُوحانی سے ہمکلام ہونے کا نام "ناظر نگاہ" ہے۔

نوٹ: اب آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہو گا کہ یہ توفیق اور قوت کیسے پیدا ہو گی۔ سو آپکی آگاہی اور خوشخبری کے لیئے اس کی تشریح بھی کیئے دیتا ہوں (ذرا میرے قریب ہو جاؤ۔ کان کرو میرے مُنہ کے پاس کہیں کوئی اور نہ سُن لے۔ صرف آپ کو ہی بتا رہا ہوں۔ دیکھو کسی کو بتانا نہ۔ راز کی بات ہے۔ لو چپکے چپکے سُن لو)

(۱) جب آپ چاہو کہ کسی چیز کو اپنے رُوبرو دیکھنا ہے۔ قریب دیکھنا

ہے۔ اپنے پاس باطن میں بالکل اپنے قریب بالمشافہ دیکھنا ہے تو ۹۰ درجہ زاویہ پر اپنی نگاہ مرکوز کر کے استغراق تام حاصل کرو۔

(ii) جب آپ چاہو کہ کہیں دور خود جا کر کسی سے ملاقی ہونا ہے تو پھر ۶۰ درجہ زاویۂ نگاہ قائم کر کے استغراق تام حاصل کرو۔ پس حاضرِ نگاہ کی کلید ۹۰ درجہ کا زاویہ نگاہ بمعہ استغراق ہے۔

(iii) نظر نگاہ کی کلید ۶۰ درجہ کا زاویۂ نگاہ بمعہ استغراق ہے۔

"علمِ دعوات"

تعریف: علم دعوت جناب سلطان العارفین قدس سرہٗ کا خاص علم ہے۔ دعوت کے معنی بلانے، حاضر کرنے، ملاقی ہونے اور مدعو کرنے کے ہیں۔ لیکن اصطلاحِ تصوف میں علم دعوت اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے رُوحانی کو حاضر کیا جاتا ہے۔ کسی اہلِ قبر کی رُوح کو بلایا جاتا ہے۔ اس سے فیضان حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کی بھی دو صورتیں ہوتی ہیں اگر رُوحانی کامل ہے اور دعوت پڑھنے والا مُبتدی ہے تو رُوحانی مُبتدی کو ایک ہی رات میں وہ سب کچھ عطا کر سکتا ہے جو اُس نے ساری زندگی میں حاصل کیا ہو۔ علاوہ ازیں اور ہزاروں قسم کے فوائد پہنچا سکتا ہے لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی رُوحانی ناقص ہو اور دعوت پڑھنے والا کامل ہو تو اہلِ دعوت کامل رُوحانی کو اپنے فیض سے مالا مال کر دیتا ہے۔

دعوت ایک خاص طریقے سے پڑھی جاتی ہے۔ اور ایک خاص علم پڑھا جاتا ہے

"ایک نہایت ہی آسان طریقۂ دعوت"

اور یہ علم بالترتیب پڑھا جاتا ہے جسمیں بہت سی پابندیاں ہوتی ہیں۔ مثلاً دور، عدد، ایک خاص تعداد۔ ترک جلالی و جمالی (یعنی گوشت ہر قسم، انڈا، دودھ، چائے، لسی، دہی، لہسن، پیاز) اسے مکمل طور پر پرہیز کیا جاتا ہے چونکہ ان چیزوں کی بُو یا بدبو روحانی کو ناگوار گزرتی ہے۔ تعین وقت، تعین مقام، خلوت، تنہائی، خوشبو کے علاوہ ازیں اور بھی بہت قسم کی پابندیاں ہیں جن پر لازماً کاربند رہنا پڑتا ہے۔

اسپر مستزاد یہ کہ آپ نصف شب کو کسی جنگل میں اندھیری رات کو دور دراز مقام پر قبر پہ جا کر یہ دعوت پڑھیں گے اور پھر دعوت کے تمام اور کُلی قواعد و ضوابط بھی بجا لائیں گے۔ پھر یہ ضروری نہیں کہ آپ کامیاب ہو سکیں گے کہ نہیں نیز دعوت پڑھنے میں بہت سے خطرات اور دہشت کا سامنا بھی ہوتا ہے۔

کیا یہ بندہ آپ کو ایک بہت ہی آسان دعوت کا طریقہ بتائے!

جس میں مذکورہ بالا تمام پابندیوں میں سے ایک بھی پابندی نہ ہو نہ کوئی خوف ہو نہ خطرہ۔ نہ کھانے پینے کی کوئی پابندی ہو۔ نہ تعین وقت نہ دور، عدد، نہ ترک جلالی و جمالی۔ نہ کسی قبر پہ جنگل میں خوفناک مناظر دیکھنے میں آئیں۔ بلکہ یہاں تک کہ دعوت پڑھنے کے لیئے آپ کو گھر سے بھی باہر نہ نکلنا پڑے۔

یہ بہت ہی آسان دعوت اور بہت ہی فوائد کی دعوت ہے اس بندہ نے برسوں سے آزمائی ہوئی ہے۔ اور اس سہل، آسان اور نہایت ہی آرام دہ دعوت کے سینکڑوں تجربات کرائے اور جن کو سو فیصد درست پایا۔ اور اس بندہ نے اس آسان دعوت سے اسقدر مشکل عقدے کھولے کہ جن کا کھلنا محال نظر آتا تھا۔ اور

تو علم العین بازاویۂ نگاہ حاصل کر پھر تیری دعوت گھر بیٹھے رواں ہو جائے گی !

اس قدر لاینحل مشکلات حل کیں کہ جن کا حل ہونا میرے لیئے بھی محال ہو گیا۔ الحمد للہ کہ وہ سب کی سب ایک دو تین راتوں میں ہی حل ہو گئیں۔ باہر نہیں گیا۔ کسی قبر پر نہیں گیا۔ بلکہ گھر بیٹھے نہایت اطمینان اور نہایت ہی آرام سے یہ سب میں نے حاصل کیا جن کو حل کرنے سے میں عاجز آگیا تھا۔

اولین شرط: اس کے پڑھنے کی ایک یہی شرط ہے وہ یہ کہ جو کچھ میں اس کتاب میں پہلے بیان کر آیا ہوں پہلے اس پر عمل کریں۔ پھر جب آپ سمجھیں کہ آپ کی باطنی آنکھ باطنی پرواز جاگتے جاگتے بذریعہ زاویہ نگاہ جاری ہو گئی ہے تو بس پھر آپ بے دھڑک۔ بے فکر ہو کر اس دعوت کو پڑھ سکتے ہیں۔

اے میرے بھائی: ذرا پہلے مجھے تو ان باتوں کا جواب دے۔ فرض کیا کہ تو دربار جناب سلطان العارفین قدس سرہ پر دعوت پڑھنا چاہتا ہے۔ ذرا بتا تو تجھے وہ آدمی رات کو دربار شریف کی چابی پکڑا دیں گے کہ لے کھول لے اور دعوت پڑھ لے ...... ہرگز نہیں۔ پھر تیرا دل اگر چاہے کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر دعوت پڑھے۔ کیا وہ تجھے مسجد نبوی شریف کی چابی آدھی رات کو پکڑا دیں گے ...... ہرگز نہیں۔ اسی طرح حضرت غوث اعظم پاکؒ اور دیگر بزرگان دین کے معاملہ میں قیاس کر لے۔ تجھے کہیں بھی کوئی چابی نہ دے گا۔ عام قبروں پر تو دعوت رات کو پڑھ سکتا ہے لیکن ان کی مشکلات میں تجھے پہلے بتا چکا ہوں سو پھرا کرتے نہیں مجرد خلقت فکر دماں میں۔ وہ یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنی مرہم کو

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لیس فی الدارین الا ھو الحق

ان اللہ و ملٰئکتہ

محمد ابن عبداللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

احضروا بحق ملوک الارواح المقدسۃ معظم اندر فی
یا رسول اللہ و حیات النبی یلو فریادرس یا خاتم
النبیین و شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

یا رب الروضۃ المبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ اکبر باب الحرم مبارک
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

استغراق بازاویۂ نگاہ نہیں تو دعوت بھی نہیں !

پہلے دوبارہ نقشہ مرقوم صفحہ سابقہ پر غور فرما لیں۔ چنانچہ اس بندہ نے ہو بہو یہی نقشہ مرقومہ اس کو بنا کر دیا اور دعوت پڑھنے کے تمام رموز و اوقات بھائے اور بالترتیب کچھ پڑھنے کے بتایا۔ لہٰذا دوسرے ہی روز اس نے رات کو اس کو شروع کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی اس کو بتا دیا کہ آپ پر کوئی پابندی نہیں۔ جو جی چاہے کھاؤ پیو۔ باہر جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ اپنے ہی گھر میں ایک الگ کمرہ میں تنہا بیٹھ جاؤ اور یوں یہ کام شروع کر دو۔ پس اس نے کیا اور ۴، ۵ روز بعد میرے پاس دوبارہ واپس آیا۔

پہلے روز اس نے مجھے بتایا کہ جب پہلی رات میں نے یہ دعوت پڑھی تو پہلے ہی روز بیٹھے بیٹھے باطن میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور بندہ کو اپنے خاص فیض سے سرفراز فرمایا۔

دوسرے روز پھر اپنے ہی گھر میں ایک الگ کمرہ میں دعوت پڑھی تو اسی طرح بیٹھے بیٹھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے بھی اپنے فیض سے سرفراز فرمایا۔

تیسرے روز پھر اسی طرح ایک الگ کمرہ میں رات کو یہ دعوت پڑھی تو بیٹھے بیٹھے جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے بھی اپنے فیض خاص سے سرفراز فرمایا۔

نوٹ: جب پڑھنے والا اصل بات کو سمجھ جائے اور یہ صفات بھی پیدا کرے تو دعوت کھلنے میں کیا دیر لگتی ہے۔ اس لڑکے کا نام جناب محمد بشیر صاحب ہے۔ علی پوری ہے۔ اس وقت پریس حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں کام کرتا ہے۔ فرمائیے

آپ پہلے ہی روز مقاماتِ الٰہیہ تک پہنچ سکتے ہیں بشرطیکہ.....

دعوت کھلنے میں کتنے روز لگے۔ ایک دن معنؔ چوتھے روز اسے کوئی کام پڑگیا اور لاہور چلا گیا۔ واپسی پر میرے پاس آیا۔

اگر انسان کا ارادہ پختہ تر ہو اور استغراق بازاویہ نگاہ سے بھی واقفیت رکھتا ہو اور علم الیقین کو سمجھتا بھی ہو جانتا بھی ہو تو مقام کھلنے میں دیر نہیں لگتی۔

مثلاً، ایک لڑکا جس کا نام جناب چوہدری محمد جمیل صاحب سندھو گوجرانوالہ (پاکستان) ہے نے سب سے پہلے کائنات۔ قدرت پہ غور کرنا شروع کیا۔ اور دنیا کی بے ثباتی سامنے آئی۔ چونکہ دنیا فنا کا مقام ہے تو دنیا کی ہر چیز سے منہ موڑ کر قرآن پاک اٹھا لیا۔ نماز، روزہ، نفل نوافل میں مشغول ہو گیا۔ قرآن پاک ہر روز پڑھتا۔ جب میں ان آیات پر (جن کا مفہوم کچھ اس طرح تھا) کہ تمام کام تمام اُمور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ اللہ چاہے وہ کام ہو جاتا ہے نہ چاہے تو نہیں ہوتا۔ اور نیز اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی ہل نہیں سکتا۔ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کُنْ فَیَکُوْنَ۔ تو وہ کام اُسی وقت سرانجام پا جاتا ہے۔

پس یہاں پر پہنچ کر میں نے قرآن پاک بند کر دیا اور بہت گہرے خیالات میں ڈوب گیا اور دن بدن میری حالت غیر ہوتی چلی گئی۔ انہی دنوں میں کراچی چلا گیا۔ لیکن حالت میری اور بھی غیر ہوتی چلی گئی تا آنکہ میرا کھانا پینا، سونا جاگنا سب کچھ چھوٹ گیا اور وہیں یہ رٹ لگائی کہ جب تک تو میرے سامنے نہ آئیگا کچھ نہ کھاؤں پیوں گا۔ ایک دن عصر کا وقت تھا کہ مجھ پر استغراق تام طاری ہو گیا اور میں مکمل طور پر اپنی باطنی شخصیت میں ڈوب گیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری باطنی پرواز جاری ہو گئی اور منزل بہ منزل۔ عالم بہ عالم۔ مقام بہ مقام طے کرتا ہوا ایک

ایسے عالم میں پہنچ گیا۔ جہاں کا رنگ انوار و تجلیات بالکل سبز رنگ کا تھا اور وہاں کی روشنی اور وہاں کی ہر چیز کا رنگ میں نے سبز رنگ سے رنگین پایا۔ میں اس عالم کی سیر میں مشغول ہوگیا تا آنکہ چلتے چلتے ایک باغ، گلستان نظر آیا۔ میں اس گلستان میں داخل ہوگیا۔ ہر طرف، ہر جگہ پھول رنگ برنگ کھلے ہوئے ہیں اور تمام گلستان خوشبوئے خاص سے میرے مشام جان کو زندہ و تابندہ کر رہا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا اپنا باطنی لطیف جسم بھی اسی عالم کے انوار سے رنگین ہے۔ پھر مجھے ایک جہرا آواز آنا شروع ہوگئی۔ اللہ، اللہ، اللہ۔ جس طرف سے یہ آواز آرہی تھی میں نے باغ کے اسی مشرقی کونے کی جانب چلنا شروع کر دیا جب میں باغ کے مشرقی کونے کی طرف پہنچا تو میں نے سنا کہ آواز یہاں سے بدل کر باغ کے مغربی کونے میں چلی گئی ہے۔ میں پیچھا کرتا ہوا باغ کے مغربی کونے پر پہنچ گیا۔ لیکن یہاں پہنچکر آواز قطب کی جانب سے آنے لگی۔ آخر پریشان ہوکر میں باغ کے درمیان میں کھڑا ہوگیا۔ شش و پنج، حیرت میں ڈوب گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں ایک نہایت ہی عالیشان ہستی نقاب پوش میرے سامنے آ کھڑی ہوئی جن کا برقعہ بھی سبز رنگ تھا۔ میں اُن کے رُوبرو دست بستہ کھڑا ہوگیا۔ آپ نے فرمایا پڑھ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ چنانچہ بندہ کی زبان پہ یہ کلمہ شریف جاری ہوگیا۔ اس کے بعد آپ نے چہرہ سے نقاب اُٹھا دیا اور مجھے اپنے سینے سے لگا لیا جس سے باطن میں میرے اندر خود بخود ذکر جاری ہوگیا اور فرمایا بس اتنی سی بات ہے۔ جس پر تو اتنا پریشان تھا۔ اب جاؤ سالکی کا راستہ اختیار کرو اور احکام شریعت کو کماحقہ، بجا لاؤ۔ یہاں پہ پہنچ کر مجھے ہوش آئی اور میں دوبارہ اپنے آپ میں لوٹ آیا لیکن وہ ذکر باطنی جو جاری ہوا تھا اب تک جاری ہے اور اب قریباً ۲۰ برس ہونے کو آئے ہیں۔ ذکر کی وہی کیفیت اب بھی اسی طرح

تصورِ اسمِ اللہ کے مابعد کچھ اور قوانین بھی ہیں پہلے انہیں پُورا کیجیے۔ پھر اسمِ اللہ ذات بھی متجلّی ہو جائے گا!

ہے جیسے کہ پہلے روز تھی"

وضاحت: از مؤلف تصنیف ہذا:۔ وُہ عالم جہاں محمد جمیل صاحب پہنچے عالم یاجوت تھا۔ اس عالم کا نور سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ نیز یہ عالم مقام محمدی بھی کہلاتا ہے۔ نمودار ہونے والی ہستی خود حضور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ذکر جو جاری ہوا وُہ لطیفۂ خفی کا تھا۔ اور یہ سب کچھ مقاماتِ الٰہیہ میں سے تھا۔ (از مؤلف)".........

نوٹ: اس بندۂ حقیر کے بڑے بھائی جان خاندانِ قادری کے خلفا میں سے ہیں اور تمام باطنی منازل طے کر کے مقام بقا باللہ پر فائز ہیں اور مجلسِ محمدی میں ہر وقت حاضر۔ اور مقام ہُوئیت میں ہر وقت مستغرق۔ آپ دُنیا سے تارک، فارغ اور باطنی منازل سے بھی تارک اور فارغ ماسوا اللہ کے مقام پر فائز ہیں اور ظاہر میں شریعت محمدی کے پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ جناب چوہدری محمد جمیل صاحب زیرِ تذکرہ انہی بزرگوں کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ آپ کا اسم گرامی جناب اعلیٰحضرت چوہدری حیات محمد قدس سرہٗ ہے۔ کراچی سے محمد جمیل صاحب کی واپسی کے بعد حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ محمد جمیل کو بیعت کر لو۔ لیکن اس بندہ نے عرض کی کہ حضور میری کیا مجال کہ میں یہ جسارت کروں۔ مجھے فیض آپ سے ہے۔ میں آپ کا غلام ہوں آپ خود صاحبزادہ صاحب کو بیعت فرمائیں۔ چنانچہ پھر آپ نے بڑی محبت سے محمد جمیل صاحب کو بیعت فرمایا۔

تو بذریعہ استغراق باطنی مخلوق سے رابطہ قائم کرسکتا ہے

نوٹ : حضرت صاحب موصوف اور عزیزم محمد جمیل صاحب کے باقی حالات یہ بندہ سلسلہ تصنیف ۲ یا ۳ میں بیان کریگا۔ جو سراسر اسرار کی باتیں ہوں گی۔ ان تمام قوانین کو بالوضاحت قبل ازیں بیان کرچکا ہوں۔ اُن پر عمل کیجئے تو اسم اللہ ذات و دیگر حواس باطنی و لطائف باطنی متجلی ہوجائیں گے۔

مثلاً ...... میرے ایک بزرگوار جناب الحاج محمد علی صاحب منڈی ٹھگیکی کے رہنے والے ہیں۔ آپ چند برس ہُوئے اِس بندہ کے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ تصور اسم اللہ ذات مُدت سے کر رہا ہُوں مگر اسم اللہ ذات متجلی نہیں ہوتا۔ نیز اور بھی جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ نہ ظاہر میں نہ باطن میں۔ چنانچہ بندہ نے وُہ تمام مدارج جو تصور اسم اللہ ذات اور متجلی اسم اللہ ذات باطنی کے درمیان آتے ہیں۔ جن مدارج میں سے گزرے بغیر اسم اللہ ذات متجلی نہیں ہوتا وُہ تمام مدارج بتا دیئے۔ اس کے بعد اتفاقاً ہم دونوں دربار سُلطان العارفین قدس سترہٗ پر حاضری کے لیئے چلے گئے۔ وہاں ہم دونوں دربار کے اندر دن کو متوجہ الی اللہ ہوکر بیٹھتے۔ ہم چار دن وہاں حاضر رہے۔ چنانچہ حاجی صاحب نے ہر روز باقاعدہ تصور اور اسم اللہ متجلی کے درمیان کے تمام مدارج طے کئے۔ اور چاروں روز ہر روز اسم اللہ کو متجلی، تاباں اور روشن دیکھا۔ سو پہلے ہر بات کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر اس پر کماحقہٗ عمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر ہر عمل اپنے مقررہ مقام پر چالو، رواں، متجلی ہوجاتا ہے۔ جب انسان ایک دفعہ باطن میں قدم رکھتا ہے اور کچھ بھی لیتا ہے تو دائمی طور پر اس پر باطنی دروازے کھل جاتے ہیں۔ لہٰذا حاجی صاحب موصوف آج بھی اپنے باطنی حواس سے دیدہ ور ہیں۔ یہ بات ہے۔

ایک عاجزانہ گذارش

عرض ہے کہ یہ نہ فخر ہے نہ غرور' نہ بے نیازی ہے نہ تکبر' بلکہ نہایت ہی عاجزانہ گذارش ہے کہ یہ بندہ مصنف تصنیف ہٰذا نہ پیر ہے نہ فقیر، نہ درویش ہے نہ رہنما۔

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

اس لیے کوئی صاحب مجھے تلاش نہ کرے۔ کتاب بھی دراصل ایک اشتہار ہوتی ہے سو اس اشتہار سے کہیں آپ کسی غلط فہمی میں مُبتلا نہ ہو جائیں۔ گمنامی میرا شیوہ ہے بے نام بے نشانی میرا طریق ہے۔ مجھے جو کچھ بھی آپ کو دینا تھا وہ میں نے آپکے گھر پہنچا دیا ہے۔ اسی میں سب کچھ ہے۔ اسی میں سب کچھ آپ کو ملے گا۔ اسی سے آپ کی باطنی نظر کھلے گی۔ اور اسی سے آپ علم الیقین کی آخری کلید حاصل کریگے لیکن اگر باوجود اس کے آپ کے دل میں گدگدی پیدا ہو۔ اور آپ کسی طرح بھی بن دیکھے صبر نہ کر سکیں' اگر آپ کا دل مجھے دیکھنے کو۔ مجھے ملنے کو نہایت ہی منہ زور گھوڑے کیطرح بیقرار ہو جائے تو اس کا علاج میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ بس ایسے وقت میں آپ اپنے دل کی آرزو کا یوں مداوا کر لینا جیسے کہ میں بتاتا ہوں۔

میں آپ کو چند کامل ہستیوں کے نام بتاتا ہوں۔ چونکہ مبتدی تو اندھا ہوتا ہے۔ وہ کامل بزرگوں کو تلاش نہیں کر سکتا۔ آپ ان میں سے جس کے پاس آپ کا جی چاہے چلے جائیں۔ (ماسوا میرے)

(۱)۔ جناب حضرت فقیر صاحبزادہ عبدالحمید قدس سرہٗ کلاچوی سروری قادری۔ آنجناب حضرت فقیر نور محمد مصنف تصنیف "عرفان" قدس سرہٗ فداہٗ امی وابی کے صحیح مستند سچے جانشین ہیں بلکہ حضرت فقیر قدس سرہٗ نے باقاعدہ اہتمام پر سجادہ نشین

باطنی چشم کھل جائے تو ظاہری آنکھیں بھی روشن ہو جاتی ہیں

(۲) ۔ دوسری ہستی جناب فقیر خلیفہ حضرت حیات محمد صاحب قادری قدس سرہٗ پُرانی سبزی منڈی، گلی مسلم کوچنگ سکول (بالمقابل) گوجرانوالہ میں قیام پذیر ہیں ۔ جو عالم ناسوت سے لے کر عالم لامکان تک اور عالم لاہوت و مکان سے عالم ملکوت و جبروت تک آپ کو پہنچا سکتے ہیں ۔ اور لطیفہ نفس سے لیکر لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سِر، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفیٰ و لطیفہ اَنا تک بہت آسانی سے پہنچا سکتے ہیں آجکل وہ ہر چیز سے تارک و فارغ ہیں ۔ مقام بقا باللہ ۔ واصل باللہ پر فائز ہیں ۔ لیکن آپکو افسوس ہو گا کہ وہ کسی کو بیعت نہیں فرماتے ۔ حالانکہ انہیں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، مرشد پاک کی طرف سے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت عام کرنے اور فیض خاص پہنچانے کی عام اور مکمل اجازت حاصل ہے ۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ذات میں ہمیشہ کے لیے حاضر رہتے ہیں ۔ بے شک آپ جائیں لیکن آپ بیعت نہ فرمائیں گے ۔ آپ ظاہر میں اُمّی لیکن باطن میں عالم فاضل ہیں ۔

(۳) ۔ تیسرے جناب حضرت فقیر محمد جمیل صاحب قادری گوجرانوالہ ہیں ۔ یہ حضرت صاحب حضرت فقیر حیات محمد صاحب قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند ہیں ۔ ان کا مقام بھی پرانی سبزی منڈی، گلی مسلم کوچنگ سکول ہے ۔ آپ کو قادری خاندان میں سے ہی ۳ جگہ سے خلافت حاصل ہوئی ہے (۱) دادا مرشد پاک سے بھی (۲) دادا مرشد پاک کے سجادہ نشین کی طرف سے بھی (۳) اور مرشد پاک کی طرف سے بھی اور جناب حضرت صابر علی صاحب واصل باللہ، بقا باللہ، کامل و مکمل اکمل قادری کی آنجناب سے بھی ۔ ان کو ہی پہلے روز حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود تلقین فرمائی تھی ۔ اور یہ تلقین بھی مقام محمدی یعنی عالم یاہوت میں فرمائی تھی یہ آج سے ۲۰، ۳۰ سال پہلے کی بات ہے اور آج تو وہ فنا و بقا کی منزلیں طے کر چکے ہیں ۔ یہ ابستہ

تو بذریعہ استغراق دونوں جہاں کی مخلوق سے ہمکلام ہو سکتا ہے

بیعت فرما لیتے ہیں اور جس کو بیعت فرماتے ہیں اُسے مجلس محمدی میں داخل فرما دیتے ہیں اور باطنی لطائف بھی بخوبی طے فرما دیتے ہیں اور راستہ باطنی بھی بالکل صاف ستھرا توحید پر مبنی اور سو فیصد سچا ہے۔ یہ سب باتیں میں پرکھ کر، دیکھ کر، جانچ کر اور ہر کسوٹی پر پرکھ کر کہہ رہا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لیکن حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ زندگی میں اپنی ساری زندگی میں یہ بندہ پہلی بار پردہ چاک کر رہا ہے مجھے آج حیرت آ رہی ہے کہ جو بات ساری عمر میں میرے منہ سے نہیں نکلی آج کیوں اس بات کو کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ دیکھئے مجھے فقیر صاحب (حضرت نور محمد قدس سرہٗ کلاچوی) کو بندہ نے ۲۰ سال کی تلاش کے بعد پایا اور اپنے سارے علاقے میں سب سے پہلے یہ بندہ بیعت ہوا تھا۔ اور حضور کی تلاش باطنی طور پر ہوئی تھی ظاہری طور پر نہیں بیعت سے پہلے پہلے ہی میرا باطنی رابطہ حضور سے قائم ہو چکا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے کہ آج تک میں نے کسی ایک شخص کو بھی یہ نہیں کہا کہ چلو تم فلاں بزرگ کے بیعت ہو جاؤ۔ چونکہ میرا یہ مسلک ہی نہ تھا میرا عقیدہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی ہی مرضی سے اپنی پسند کے مطابق بیعت ہونا چاہیئے۔ خدا خبر یہ میرے حال کی تاثیر تھی یا مکتب کی کرامت کہ میرے بیعت ہوتے ہی تمام لوگ خود بخود حضور کے بیعت ہوئے۔ اور میں یہاں بھی صاف بچ نکلا۔ آج مجھے حیرت اس بات پر آ رہی ہے کہ جو بات میں نے اپنی ساری زندگی میں ایک بار بھی نہیں کہی کسی سے آج کیوں کہہ رہا ہوں۔ آج میں سوچ رہا ہوں کہ کتاب چھپ جانے کے بعد یہاں سے دُور بہت دُور کوچ کر جاؤں گا۔

رہیئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو ❊ ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

"چند نہایت ضروری ہدایات"

یہ دُنیا چند روزہ ہے۔ فانی ہے۔ اس لیئے میرے وصال کے بعد جب کوئی میرے مزار پر آئے تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص طور خیال رکھے۔ میرے نگہبانوں، مزار کے محافظوں کو سختی سے یہ ہدایت ہے کہ وُہ بھی شریعت محمدی کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ قبر پر مزار کو سجدہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ کوئی ایسا کرے تو محافظ اُس کو نہایت سختی سے ایسا کرنے پر منع کریں۔ پھر بھی نہ رُکے تو اُس کا مزار پر داخلہ بند کر دیں۔

یہ پیشانی صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے لیئے مخصوص ہے۔ اس لیئے کسی کی پیشانی فرش پہ لگنے نہ پائے۔ چُومنے کی اور بات ہے، ادب سے غلاف کو، فرش کو چُوم سکتے ہیں۔ اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ شرک اللہ تعالیٰ کو کسی طرح بھی پسند نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں سب گناہ بخش سکتا ہوں مگر شرک کو ہرگز نہ بخشوں گا۔ اسلیئے بالکل DIRECT قبر سے کچھ نہ مانگو، جب قبر پہ جاؤ تو کہا کرو کہ یا اللہ اس بزرگ کے طفیل میری یہ دُعا قبول فرما۔ یا میں اس بزرگ کے طفیل سب کچھ تجھی سے مانگتا ہوں اور میں تیری ذاتِ پاک میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ یہ اُن لوگوں کا طریقہ ہے جو باطنی آنکھیں نہیں رکھتے۔ لیکن جو باطنی آنکھیں رکھتے ہیں اُن کو تو زبان ہلانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ وُہ باطنی استغراق بازاویہ نگاہ سے مستغرق ہو کر رُوحانی سے ملاقات کرتے ہیں۔ اُن سے فیض پاتے اور اُن کو فیض پہنچاتے ہیں۔

جب کوئی نذر مانو تو صرف اللہ تعالیٰ سے نذر مانو اور یُوں کہا کرو کہ یا اللہ میں تیری فلاں نذر مانتا ہوں بطفیل اِن بزرگوں کے۔ راگ رنگ یا اور کسی بھی

برادرِ جاں! تیری باطنی نظر کا کھولنا اب تیرے اختیار میں ہے!

طرح کا گانا بجانا میری قبر پر ہرگز ہرگز نہ کرایا جائے۔ پاسِ شریعت کو ہر طرح سے ملحوظ رکھا جائے۔

قرآن خوانی: قبر پر سب سے زیادہ موزوں قرآن خوانی ہوتی ہے۔ رُوحانی دراصل آپ کی قرآن خوانی کا سب سے زیادہ حاجتمند ہوتا ہے۔ رُوحانی کی سب سے اچھی، سب سے اچھی، سب سے افضل اور سب سے لذیذ غذا قرآن خوانی کا نور ہوتا ہے۔ یہ ہے کرنے والی بات' یہ ہے کرنے والا کام' اسے کیجئے اسے اپنایئے' قرآن خوانی کرکے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو تو رُوحانی سب سے زیادہ آپ کے لیئے اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوگا۔ یہ آپ کا کام ہو جانے کی سب سے اچھی اور سب سے پسندیدہ راہ ہے۔ اس پر چلو۔ **ذکر اللہ،** ورد وظائف، درود پاک ان سب کا جو نُور باطن میں پیدا ہوتا ہے۔ وہی رُوحانیوں کی سب سے بڑی غذا ہے۔

نوٹ: جناب حضرت محمد جمیل صاحب قادری گوجرانوالوی اور جناب حضرت فقیر حیات محمد صاحب صاحبِ مقام فقر، صاحبِ مقام فنا فی اللہ واصل باللہ، بقاباللہ گوجرانوالوی سے نہایت عاجزانہ' نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ اگر میں اُن سے پہلے دُنیا سے رُخصت ہو جاؤں تو خُدارا! اس عاجز کی مزار پر ضرور تشریف لائیں۔ میں ہمیشہ اُن کی توجہ کا محتاج' منتظر رہوں گا۔

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تُو میرا شوق دیکھ' میرا انتظار دیکھ

صاحبِ مقام فقر کی ایک نگاہ میری ہزاروں برس کی عبادت سے بہتر ہے

"آپ باطن میں کچھ دیکھنا چاہتے ہیں تو مدارج علم العین پر عمل کیجئے"

اس بندہ نے علم العین کے ہر پہلو، ہر کونے، ہر گوشے، ہر موضوع عین پر مکمل طور آپ سے گفتگو کی ہے۔ اور علم العین، تصور اسم اللہ ذات کے مابین رابطے پر بھی مفصل طور پر سب کچھ بیان کیا ہے اور علم العین و تصور اسم اللہ ذات متجلی کے درمیان سب مدارج کو بھی مکمل طور پر کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اور اب آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ علم العین و تصور اسم اللہ ذات متجلی، روشن، تاباں کے درمیان آپ کتنے ہی درجات بالکل چھوڑ گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر و بیشتر اشخاص تصور اسم کرتے کرتے تھک ہار کر حوصلہ چھوڑ بیٹھے ہیں اور اسم اللہ ذات بھی باطن میں متجلی نہ ہو سکا۔ کیوں میرے بھائی اب تو آپ کو علم ہو گیا ہو گا کہ ہم نے اس بارے میں کتنی غلطیاں کی ہیں بہرحال ؎

رہرو راہ محبت رہ نہ جانا راہ میں !!
لذت صحرا نوردی دوری منزل میں ہے

اپنے دل کو مضبوط کیجئے۔ اپنا حوصلہ بھی بلند رکھیے۔ اپنے دل کو دوبارہ زندہ کیجئے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جائیں۔ دیکھئے بغیر راہ کے کوئی بھی منزل نہیں پا سکتا۔ بغیر علم کے کوئی جان نہیں سکتا۔ بالکل اسی طرح جیسے آپ بجلی روشن کرنا چاہتے ہیں۔ تو جب تک آپ نیگیٹو (NEGATIVE) اور پوزیٹو (POSITIVE) کی تاروں کو آپس میں نہ ملائیں گے تو اس وقت تک ہرگز ہرگز بجلی روشن نہ ہو سکے گی۔ اسی طرح علم العین کی تار کو زاویہ نگاہ و بلا واسطے اور تصور کی تار کو استغراق کی تار سے نہ ملاؤ گے تو ہرگز ہرگز روشنی پیدا نہ ہو گی۔ اور اسم اللہ بھی متجلی نہ ہو گا۔

"جبتک آپ علم العین کی تار زاویۂ نگاہ سے اور تصوّر کی تار استغراق سے نہ ملاؤ گے تو باطنی بجلی ہرگز پیدا نہ ہوگی اور نہ ہی اسم اللہ متجلّی ہوگا"

سو مثبت اور منفی تاروں کو ملانا سیکھئے پھر آپ کا گھر خود بخود روشن ہو جائیگا اور جبتک آپ منفی و مثبت تاروں کو نہیں ملاتے تو آپ کی محنت رائیگاں جائیگی۔ پھر سُن لیجئے اگر نقد مزدوری چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ جتنا کام آپ کرو ہر روز اس کی ہر روز ہی نقد مزدوری آپ کو مل جائے تو حواس خمسہ ظاہر کا بند کرنا اور حواس خمسہ باطنی کا کھولنا علم العین با زاویۂ نگاہ بلا واسطہ، استغراق۔ ۹۰ درجہ یا ۶۰ درجہ کا زاویہ نگاہ اور استغراق در استغراق ان سب پہ عمل کیجئے اور ان تمام مدارج کے اصول و قوانین آپ کو مکمل طور پہ سمجھا دیئے ہیں ان سب پہ مکمل توجہ دل سے صرف ۱۵ منٹ سے لیکر نصف گھنٹہ تک عمل کیجئے تو

پھر ذرا دیکھئے کیا ہوتا ہے

سہ
کھل ہیں ذوق دید نے آنکھیں تیری اگر
ہر رہ گذر میں نقش کفِ پائے یار دیکھ!

سوائے میرے بھائی، میرے دوست، میرے بزرگوار! اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ہمیں یہی قوتیں و حواس عطا کی ہیں اور ہر انسان کو یکساں عطا کی ہیں۔ یہ سمجھ لے۔ پھر سمجھ لے آپ کو انہی قوتوں سے باطن میں کام لینا ہوگا اور انہی قوتوں کو بیدار کرکے باطنی جہان میں داخل ہونا ہوگا۔ نہ تو جنات کی قوم سے ہے نہ تو فرشتوں کے گروہ سے ہے تو انسانوں کے گروہ

؎ دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

سے ہے۔ سو جو قوتیں روزِ ازل سے انسان میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت کی ہیں وہ
سب کی سب میں پیچھے مکمل طور پر بیان کر آیا ہوں۔ اور آپ کو انہی قوتوں سے
کام لینا ہوگا۔ تمام اولیاء، تمام درویش، تمام فقیر اسی راہ سے گزرے ہیں اور یہ
سو چشمِ بصیرت کے علم العین کے، استغراق کے، بازاویۂ نگاہ کے تصور
اسم اللہ مع استغراق کے، حواسِ خمسہ ظاہری و باطنی کے تمام طریقے آپ کو بتا
دیئے ہیں۔ یہ تیرا دل بیدار کرنے کے لیئے کافی ہیں۔ اُٹھ اور بیدار ہو، ہوشیار ہو
مردِ دین، مردانہ وار چل، تو بھی عہد کر میں بھی عہد کرتا ہوں کہ آئندہ زندگی میں
ہم کوئی لمحہ ضائع نہ کریں۔ موت سر پر کھڑی ہے۔ زندگی صرف چند روزہ ہے۔
آؤ اسے بیکار ضائع نہ کریں اور نہ ہی اُس نے ہمیں بیکار پیدا کیا ہے۔ کیا آپکو
معلوم نہیں کہ ہم امتحان کے کمرے میں بیٹھے زندگی اور زندگی کے اعمال کے پرچے
لکھ رہے ہیں۔ ممتحن سر پہ کھڑے ہیں۔ ہر پرچے کا وقت معین ہے وقتِ معین
ختم ہونے پر یہ پرچے خواہ اُدھورے لکھے ہیں، خواہ بھرپور، سب کے سب
ہمارے ہاتھوں سے واپس لے لئے جائیں گے۔ پھر یہ پرچے چیک ہوں گے،
پرچوں پر نمبر لگیں گے۔ پھر کوئی پاس ہوگا کوئی فیل۔ اسی لئے ابھی وقت ہے
آؤ عہد کریں کہ آئندہ زندگی بیکار ضائع نہ کریں میں بھی اور آپ بھی۔ یہ بھی
سُن لیجئے پھر دوبارہ ہمیں دُنیا میں واپس بھیجنے کا موقع ہرگز ہرگز نہ دیا جائیگا۔ ؎

فقیری میں یا شاہی میں غلامی میں ÷ مجھے کام نہیں بنتا ہے جرأت رندانہ!
عشق کی اک جست نے کر دیا قصہ تمام ÷ اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

"کیا آپ علم تصوف میں مزید اضافہ کرنا چاہتے ہیں"

(۱). کیا آپ باطنی اسماء سے مرقوم ایک باطنی لطیف جثہ چاہتے ہیں جو خود بخود پرواز کر سکے (۲). جناب سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ کا فرمان ہے کہ جو شخص اسم اللہ ذات کے حاضرات سے ناواقف ہے وہ باطن میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا' سو کیا آپ اسم اللہ ذات کے حاضرات جاننا چاہتے ہیں (۳) علم حاضرات اسم اللہ ذات باطنی لطائف کے کھلنے کا ذریعہ، آپ کی تمام مہمات کو سر کرنے کی واحد کلید' اور آپکی کُل حاجات کو پورا کرنے کا واحد حل ہے (۴) کیا آپ علم نوم طبل سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ علم نوم طبل ہی آپ کی کُل آرزوؤں (رجائن) کا واحد حل ہے (۵) کیا آپ فرمان سلطان العارفین صاحب قدس سرہٗ ناظر نگاہ' حاضر نگاہ کے معنی اور اس کی قوت باطنی حاصل کرنا چاہتے ہیں (۶) کیا آپ علم دعوت القبور میں گھر بیٹھے بیٹھے اپنے ہی کمرہ کے اندر دعوت کو روشن اور جاری کرنا چاہتے ہیں اس بارے میں آپ کو رات کو کسی قبر پر جانے کی ضرورت نہ رہے گی اور دعوت بھی رواں ہو جائے گی۔ (۷) کیا آپ اپنے گھر بیٹھے بیٹھے اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ سے رابطہ قائم کرنا چاہتے ہیں (۸) کیا آپ حج بیت اللہ شریف کی اصلی باطنی شان دیکھنا چاہتے ہیں (۹) کیا آپ مدینہ پاک میں حج کے دوران حضورؐ کے وقت کی مسجد نبوی کی زیارت کرنا چاہتے ہیں (۱۰) کیا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی اصلی باطنی شان دیکھنا چاہتے ہیں (۱۱) کیا آپ حج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی رابطہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ (۱۲) کیا آپ حج کی قبولیت اور نامقبولیت کے متعلق بر وقت آگاہی چاہتے ہیں (۱۳) کیا آپ چاہتے ہیں کہ دوران نماز ہی آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کی نماز قبول ہو گئی ہے یا کہ نہیں (۱۴) کیا آپ

کیا آپ حاضرات اسم اللہ ذات کی کلید حاصل کرنا چاہتے ہیں!

چاہتے ہیں کہ اسم اللہ ذات اپنی اصل حقیقی قدیمی شان سے آپکے اندر جلوہ گر ہو جائے (۱۵) کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو اسم اللہ ذات بالکل کھلی ظاہری آنکھوں سے الفر کشف اپنی اصل حقیقی اسمائی شان میں جلوہ گر نظر آئے اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ شاید آپ کو اس بات پر یقین نہ آئے لیکن آپ کو یہ معلوم نہیں یہ بندہ حقیر محض حق کے لیے "محض حق پر" اپنے دل کی گہرائیوں سے دیدہ تجربات فی سبیل اللہ نشر کر رہا ہے۔ تاکہ آپ کو وہ بات معلوم ہو جائے جو برحق ہی ہو۔ بلکہ عین حق ہو اور سو فیصد حقیقت پر مبنی ہو اور جس پر اللہ تعالیٰ حال کا شاہد (گواہ) ہو۔ اور آپ کو یہ بتایا جائے کہ کھلی آنکھوں سے اسم اللہ ذات کیسے نظر آتا ہے اور آپ کو اسکی کلید بھی عطا ہو جائیگی۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ روشنی ہوتی ہے۔ جب یقین آتا ہے جبکہ انسان اسے خود دیکھ لے۔ اسی کا نام حق الیقین ہے۔ (۱۶) کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو بالکل ظاہری آنکھوں سے تجلیات نظر آیا کریں۔ رات کو بھی، دن کو بھی۔ سورج کی روشنی سے الگ سورج کی روشنی میں بھی نظر آیا کریں (۱۷) کیا آپ ظاہری آنکھوں سے نظر آنیوالی تجلیات کی کلید بھی چاہتے ہیں (۱۸) یقین رکھو! یہ تجلیات عریاں والی بات بھی سو فیصد درست ہے۔ جب تو خود دیکھے گا تو پھر تیرا یقین بھی پختہ ہو جائیگا۔ اور یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ (۱۹) قارئین ایک بات کو نوٹ فرمائیں۔ کہ جہاں جہاں بھی اسم اللہ ذات کے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مراد متن [illegible] نہیں ہے۔ چونکہ یہ بات بھی نوٹ فرمائیں کہ عین ذات میں [illegible] کسی کو، نہ کسی ولی کو، نہ کسی درویش کو، نہ دونوں جہان میں۔

نصب العین کے لفظ پر غور کر کیا یہی زاویہ نگاہ تو نہیں

سے کسی بھی مخلوق کو کوئی دخل نہیں۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ظاہری آنکھیں اسے نہیں پا سکتیں۔ اور نہ ہی اس کا ادراک حاصل کر سکتی ہیں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ "اس جیسا اس کی مانند اس کی مثل کوئی بھی نہیں ہے۔ وہ بے چون بے چگون ہے اور اس کی عین ذات میں کسی کو بھی کوئی دخل نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو دونوں جہان کبھی کے تباہ ہو چکے ہوتے۔ (۳۰) اسی لئے تو یہ بندہ عرض کر رہا ہے کہ حضرات اسم اللہ ذات اور علم فقر الدل کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ اور یہ سب کچھ آپکو مکمل طور پر بتا دیا جائے گا (۳۱) سو عین ذات کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر یہ فضل کیا کہ عین ذات کا فقر الدل اسم اللہ ذات میں پوشیدہ فرما کر اپنے اسم کی تجلیات کی جلوہ گری فرما دی (۳۲) اور فقر الدل کو اسم اللہ ذات کے حاضرات میں پوشیدہ فرما کر اپنی نعمت اپنے بندوں پر [illegible] کر دی۔ سو اگر آپ کو شوق ہو ان سب رازوں کے معلوم کرنے کا تو بندہ کی سلسلہ تصنیف ۲ بنام اللہ جل شانہ اور سلسلہ تصنیف ۳ حق سبحان میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ والسلام

خدا حافظ:

مصنف تصنیف احقر ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری جلالپوری

مورخہ ۲۰ مارچ ۲۰۰۳ء